حطمہ

ایٹمی جہنم کی قرآنی اور سائنسی تفسیر

علامہ محمد یوسف جبریل

OQASA

OQASA PUBLICATIONS

Q
297.1228
ج 231 خ
89655

حطمہ یعنی ایٹمی جہنم کی قرانی اور سائنسی تفسیر (تشریح) میرا ابتدائی اظہار

علامہ محمد یوسف جبریل

اوکاسا پبلیکیشنز

Rs100/-

۷۹۷۶۱۲۲۸
خ 23 ج
۸۹۷۵۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب — حُطمہ یعنی ایٹمی جہنم کی قرانی اور سائنسی تفسیر (تشریح)
میرا ابتدائی اظہار

تفسیر کی تحریر کا سال — 1974

کتاب کی اشاعت کا سال — 2005

مصنف — علامہ محمد یوسف جبریل

پبلشر — اوکاسا پبلیکیشنز (ادارہ افکار جبریل مین بازار نواب آباد واہ چھاؤنی ضلع راولپنڈی)

پرنٹر — اسد پرنٹنگ پریس گوالمنڈی راولپنڈی

تعداد اشاعت — ایک ہزار

ملنے کا پتہ — اوکاسا پبلی کیشنز (غوثیہ کتاب خانہ) نواب آباد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

سرورق — رضوان یوسف اعوان

Rs100/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکل نباء مستقر و سوف تعلمون

"ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور تم جان لو گے"

(٦ الانعام ٦٧)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویل لکل الھمزہ لمزن الذی جمع مالا و عددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمہ وما ادرک ما الحطمہ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ انہا علیھم موصدہ فی عمد ممددہ (الھمزہ (104)

خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی۔ جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال اُس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا ہر گز نہیں بلکہ وہ حطمہ میں پھینکا جائے گا اور تو کیا سمجھا وہ حطمہ کون ہے ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانکتی ہے دلوں کو وہ آگ ہے بند کی ہوئی لمبے لمبے ستونوں میں

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

تعارف	14
چند جھلکیاں	19
1 ایٹمی تھیوری	23
2 اٹامزم کے فلسفے کی مختصر تاریخ	29
3 قرآن حکیم کی پیشین گوئی میں حطمہ یعنی ایٹمی آگ کی تشریح	49
4 حطمہ کی آگ کے متعلق آئمہ مفسرین کے تشریحی نکات	121
5 سورۃ الھمزہ کی مکمل تفسیر آئمہ مفسرین کے حوالے سے	134
6 ایٹمی آگ اور ایٹم بم کی پیدائش کے اسباب	189
7 بے اطمینانی کی آگ	210
8 قرآن حکیم کی پیشین گوئی کی فلسفی اور سائنسی تشریح کا خلاصہ	213
9 ایٹمی جہنم سے بچنے کی تدبیر	229

فہرست مضامین

تعارف

چند جھلکیاں

(ا) آئن سٹائن کا تاریخی خط پریزیڈنٹ روزولٹ کے نام

(۲) فون چین ری ایکشن میں انسان کی کامیابی

(۴) رُسل کی نااُمیدی
(۵) مشاہیرِ زمانہ کی اپیل انسانیت کے نام
(۶) قرانی فیصلہ
(۷) ایٹمی تباہی کے بعد انسانیت کے مزار پر نمودار ہونے والا کتبہ
(۸) قرآن حکیم کی پیش بینی

پہلا باب ایٹمی تھیوری

(۱) ایٹمی توانائی۔ حالیہ دریافت۔ دس لاکھ گنا زیادہ طاقتور۔ گہری بصیرت اور انتہائی ترقی یافتہ سائنسی مقام کی متقاضی۔ مادے کی ساخت ایٹموں سے بنی ہے۔ مالیکیول، نیوکلس، پروٹان، نیوٹران، ماس نمبر، اٹامک نمبر، آئیسوٹوپ، نیوکلین، آئسوٹوپ کی مثال۔
(۲) ایٹمی توانائی کی پیدائش کے طریقے۔
(۱) فیون پراسس۔
(۲) فیوژن پراسس۔
(۳) اٹامک ریڈی ایشنز۔
الفا، بیٹا، گاما ریز اور نیوٹران۔

دوسرا باب اٹامزم کے فلسفے کی مختصر تاریخ

(۱) اٹامزم کا ثمر ایٹم بم
(۲) ایٹمی نظریئے کا بانی
(۳) اٹامسٹوں کے قدیم نظریات
(۴) انسانی سوچ ناقص

(۵) ڈیموکرٹس کے ایٹم اور افلاطون کے آئیڈے

(۶) عظیم ترین ہم عصر مفکر اٹامزم کے نظریئے کو رد کرتے ہیں

(۷) اپیقیورین نے اٹامزم کو اپنی علامت بنایا

(۸) اپیقیورن کی اٹامزم کے سائنسی پہلو سے عدم دلچسپی

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پال نے اپیقیورین اور رواقی نمائندوں سے ایتھنز میں بات کی

(۱۰) رواقی نہ کہ اپیقیورن رومنوں میں مقبول

(۱۱) رواقیت اور عیسائیت دونوں ہی اپیقیورین ازم کے خلاف

(۱۲) پانچویں صدی عیسوی میں عیسائیت مکمل طور پر مسلط

(۱۳) قرآن کریم نے مغرب کے دورِ تاریکی میں ایٹمی جہنم کی پیشین گوئی کی

(۱۴) اٹامزم جی اُٹھا

(۱۵) بیکن کی مادے اور روح کو متوازن رکھنے کی کوشش ناکام

(۱۶) ایٹمی نظریئے کے میدان میں ڈیلٹن کی تحقیق

(۱۷) ایٹمی نظریہ ایٹم بم کی راہ پر محض اتفاق سے اور غیر متوقع طور پر چل نکلا

(۱۸) آئن سٹائن کا تاریخی خط امریکی صدر روزویلٹ کے نام

(۱۹) ہیروشیما ناگاسا کی المیہ

(۲۰) ہائیڈروجن بم عرف ھیل بم بنتا ہے

(۲۱) ایٹمی توانائی اور ایٹم بموں کے تابکاری کے اثرات سے کوئی بھی محفوظ نہیں

✿ تیسرا باب <u>قرآن حکیم کی پیشین گوئی میں حطمہ یعنی ایٹمی آگ کی تشریح</u>

(۱) قرآن کریم کی پیشین گوئی

(۲)حُطَمَہ کا تجزیہ
(۳)حُطَمَہ
(۴)قرآن کریم کے حُطَم اور سائنسدان کے ایٹم یا اوٹومس میں مماثلت اور اختلاف
(۵)قرآن کریم درست سائنس دان غلط
(۶)حُطَمَہ کی ہولناکی
(۷)قرآن کریم نیوکلر فینا مینن یعنی ایٹمی عمل کو بیان کرتا ہے
(۸)ایٹمی آگ کے خواص قرآن کریم کی نظر میں
(ا) یہ آگ ہے
(ب) آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی
(ج) جو چڑھتی ہے دلوں پر
(د) وہ آگ ہے بند کی ہوئی اُن پر
(ر) لمبے لمبے ستونوں میں۔
(i) آگ
(ii) قرآن کریم کہتا ہے یہ آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی
(iii) قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ ایک آگ ہے جو چڑھتی ہے دلوں تک
(ا)ان شیل ہیٹ فلیش (initial Heat flash) یا ابتدائی اخراجِ حرارت
(ب) نیوکلس
(ج)ایٹمی توانائی کی پیدائش کے طریقے
(د)تھرمونیوکلر کی اصطلاح
(ر)اٹامک ریڈی ایشن یعنی ایٹمی تابکاری چڑھتی ہے دلوں تک
(س)تفکر پریشانی عدم اطمینان کی آگ

(iv) قرآن کریم

(ث) ''یہ آگ ہے بند کی ہوئی ان پر''۔

(ا) ہیٹ فلیش یا ابتدائی اخراج حرارت Heat Flash

(ب) تابکاری کا دائرہ

(ج) حطمہ آگ کی ایک عظیم عمارت

(د) اوپریشن الرٹ۔

(v) قرآن کریم کہتا ہے ''لمبے لمبے ستونوں میں''۔

(۹) حُطمہ کا منظر

(۱۰) سائنس کی حاکمیت اور ایٹمی جہنم

(۱۱) ایٹمی توانائی ہر حال میں تباہ کن ہے۔

چوتھا باب <u>حُطمہ کی آگ کے متعلق آئمہ مفسرین کے تشریحی نکات۔ قرانی پیشین گوئی کا متن</u>

(i) تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ

(ii) تفسیر الجلالین

(iii) تفسیر الکبیر امام فخر الدین رازی

(iv) تفسیر طبریؒ

(v) تفسیر القران العظیم۔ ابن کثیرؒ

(ا)۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ

(ا) ویل

(ب) نار الله الموقدة .

(ج) موصده فی عمد ممدده

(د) الهمزه

(۲)تفسیرالجلالین
(ا) نارالله الموقدة
(ب) انها علیهم موصده فی عمد ممدده
(۳) تفسیرالکبیرامام فخرالدین رازی
(ا)الحطمہ
(ب) الھمزہ اورحطمہ
(ج) تطلع علی الافئده
(د) تطلع علی الافئده
(۴)تفسیرطبری علیہ الرحمۃ
(ا)انها علیهم موضدة
(ب) انها علیهم موصده فی عمد ممدده
(ج) عمد ممدده
(۵)تفسیرالقران العظیم۔ ابن کثیرؒ
عمد ممدده
(۶)آقائے نامدارصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی سے منسوب روایات۔
(ا) الجلالین۔
(ب)رازی
✿ پانچواں باب <u>سورۃ الھمزہ کی مکمل تفسیر آئمہ مفسرین کے حوالے سے</u>
ویل
تفسیرابن عباسؓ
تفسیرالجلالین
تفسیرالکبیر

تفسیر طبری

تطبیق

همزہ لمزہ

تفسیر ابن عباسؓ

تفسیر الجلالین

تفسیر الکبیر

تفسیر طبری

تطبیق

وہ جن کے بارے میں اس سورۃ کے اترنے کا گمان ہوا۔

جمع مالا وعددہ۔

تفسیر ابن عباسؓ

تفسیر الجلالین

تفسیر الکبیر

تفسیر طبری

تفسیر القران العظیم

تطبیق

یحسب ان مالہ اخلدہ

تفسیر ابن عباسؓ

تفسیر الجلالین

تفسیر الکبیر

تفسیر طبریؒ

تفسیر القران العظیم

✿ تطبیق
کَلَّا
تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر الکبیر
تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✿ تطبیق
لیُنبذن فی الحطمه
تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر الکبیر
تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✿ تطبیق
سائنسدانوں کے لئے سوالنامہ
حُطمہ کے متعلق تفسیری نکات
✿ تطبیق
وما ادراک ماالحطمه
تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر الکبیر

تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✿ تطبیق
نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئده
تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر الکبیر
تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✿ تطبیق
انها علیهم موصده فی عمد ممدده
تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✿ تطبیق
✿ چھٹا باب ایٹمی توانائی اور ایٹم بم کی پیدائش کے اسباب
(i) طعنہ زنی اور عیب جوئی
(ii) دنیاوی مال اور دولت اکٹھا کرنا اور گن گن کر رکھنا
(iii) دولت کی بے انتہاء محبت اور اس پر پرستش کی حد تک اعتماد دولت کو جمع کرنا انبار کرنا، ڈھیر لگانا، بڑھانا اور اس کی پرستش کرنا

✿ ساتواں باب بے اطمینانی کی آگ

✿ آٹھواں باب قرآن کریم کی پیشین گوئی کی فلسفی اور سائنسی تشریح کا خلاصہ

(۱) قرآن کریم نے فرمایا ''خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی

(۲) قرآن کریم نے فرمایا۔ ''جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا

(۳) قرآن کریم نے فرمایا۔ ''خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سدا کو رہے گا اُس کے ساتھ''

(۴) قرآن کریم نے فرمایا۔ ''ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ پھینکا جائے گا روندنے والی (حطمہ) میں۔ وہ اور اُس کی دولت دونوں

(۱) قرآن کریم فرماتا ہے۔ ''حُطمہ''۔ روندنے والی

(۲) قرآن کریم فرماتا ہے۔ ''حُطمہ''۔ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے''

(۳) فرماتا ہے۔ ''آگ ہے جو چڑھتی ہے دلوں پر''

(۴) قرآن کریم فرماتا ہے۔ ''حُطمہ ایک آگ ہے بند کی ہوئی اُن پر''

(۵) قرآن کریم فرماتا ہے۔ ''کھنچے ہوئے ستونوں میں''

(۶) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایٹمی جہنم کی منظر کشی کی

(۷) قرآن کریم فرماتا ہے۔ ''تجھے کیا سمجھائے کہ کیا ہے وہ ''روندنے والی''۔ حُطمہ

✿ نواں باب ایٹمی جہنم سے نجات کی تدبیر

سات طرفوں اور ستر قمقموں والا قرآنی روشنی کا مینار

تمت بالخیر

تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✪ تطبیق

نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئده

تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر الکبیر
تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✪ تطبیق

انہا علیہم موصدہ فی عمد ممددہ

تفسیر ابن عباسؓ
تفسیر الجلالین
تفسیر طبری
تفسیر القران العظیم
✪ تطبیق

✪ چھٹا باب <u>ایٹمی توانائی اور ایٹم بم کی پیدائش کے اسباب</u>

(i) طعنہ زنی اور عیب جوئی
(ii) دنیاوی مال اور دولت اکٹھا کرنا اور گن گن کر رکھنا
(iii) دولت کی بے انتہاء محبت اور اس پر پرستش کی حد تک اعتماد دولت کو جمع کرنا انبار کرنا، ڈھیر لگانا، بڑھانا اور اس کی پرستش کرنا

ساتواں باب بے اطمینانی کی آگ

آٹھواں باب قرآن حکیم کی پیشین گوئی کی فلسفی اور سائنسی تشریح کا خلاصہ

(۱) قرآن حکیم نے فرمایا "خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی

(۲) قرآن حکیم نے فرمایا۔ "جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا

(۳) قرآن حکیم نے فرمایا۔ "خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سدا کو رہے گا اُس کے ساتھ"

(۴) قرآن حکیم نے فرمایا۔ "ایسا ہر گز نہیں بلکہ وہ پھینکا جائے گا روندنے والی (حطمہ) میں۔ وہ اور اُس کی دولت دونوں

(۱) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ "حطمہ"۔ روندنے والی

(۲) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ "حطمہ"۔ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے"

(۳) فرماتا ہے۔ "آگ ہے جو چڑھتی ہے دلوں پر"

(۴) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ "حطمہ ایک آگ ہے بند کی ہوئی اُن پر"

(۵) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ "کھچے ہوئے ستونوں میں"

(۶) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایٹمی جہنم کی منظر کشی کی

(۷) قرآن حکیم فرماتا ہے۔ "تجھے کیا سمجھائے کہ کیا ہے وہ "روندنے والی"۔ حطمہ

نواں باب ایٹمی جہنم سے نجات کی تدبیر

سات طرفوں اور ستر قمقموں والا قرآنی روشنی کا مینار

تمت بالخیر

﴿ تعارف ﴾

ایٹمی جہنم کے متعلق قرآن حکیم کی اس عظیم پیشین گوئی کا انکشاف مجھ پر 1961ء میں ہوا اور ابھی تک اسلامی دنیا اور غیر اسلامی دنیا اس غلغلہء قرانی سے بے خبری میں ہے۔ اس پیشین گوئی کے کچھ چیدہ کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔ اور یہ کوائف خواہ بادی النظر میں کتنے ہی بعید از قیاس نظر آئیں اور کتنے عجیب وغریب معلوم ہوں اور انسانی ذہن میں کتنے ہی محیر العقول، حیرت ناک اور نادر الوجود بن کر اُبھریں۔ حقیقت میں کلی طور پر مبنی بر صداقت ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد اگر ایک تنقیدی نظر ان دعاوی پر ڈالی جائے گی تو انشاء اللہ بفضلِ خدا اس دعوے میں شک وشبہ کی گنجائش ناپید ہوگی۔

دنیا کی کوئی طاقت اس وقت اس دنیا کو اس ایٹمی تباہی سے نہیں بچا سکتی سوائے قرآن حکیم کی اس معجز نما پیشین گوئی کے اور وہ اس طرح کہ وہ وجوہات جو قرآن حکیم نے اس ایٹمی جہنم کی پیدائش کی گنوائی ہیں اور فقط قرآن حکیم ہی نے پہلی مرتبہ گنوائی ہیں اگر معدوم کردی جائیں۔ تو ان کے نتائج یعنی ایٹمی جہنم کے مختلف روپ خود بخود معدوم ہوجاتے ہیں۔ بالفرض اگر انسانیت لاعلمی، ضد، غرور یا بے بسی میں قرآن حکیم کے بتائے ہوئے اس لائحہ علم پر عمل پیرا ہونے سے قاصر رہتی ہے تو لامحالہ یہ رواں دواں عمل اپنے منطقی انجام کو پہنچ کر ہی رہے گا اور اس صورت میں سوائے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اور یہ کہ یہ پیشین گوئی جدید بیکنی اٹامزم کی تشریح وتعریف کا ایک ایسا معجزہ ہے جو دنیا کے کسی بھی عظیم فلسفی بشمول مرحوم برٹرینڈ رسل کے بس کی بات نہیں۔ آج اس دنیا میں ہر وہ دانش ور جو اس مرض کا علاج تجویز کر رہا ہے وہ حقیقی علاج کے یکسر اُلٹ ہی

نہیں بلکہ قرآن حکیم کے بتائے ہوئے علاج کے بھی بالکل اُلٹ ہے۔آپ حیران ہوں گے مگر یہ حقیقت ہے اور ثبوت اس بات کا یہ ہے کہ اگر اُن کا بتایا ہوا علاج درست ہے تو پھر اس دنیا کو ایٹمی تباہی سے نجات دلا کر دکھا دیں۔نہیں بلکہ وہ تو ہر لمحے اس انسانیت کو ایٹمی جہنم کے گڑھے کی جانب دھکیلتے جا رہے ہیں۔

اور یہ کہ یہ پیشین گوئی ایٹمی سائنس اس جدید ایٹمی عمل phenomenon کی تعریف وتشریح وتعبیر کا ایک ایسا نادرالوجود نمونہ پیش کرتی ہے جس کی مثال پیش کرنا اس دنیا کے کسی بھی عظیم ایٹمی سائنس دان بشمول آئن سٹائن اور بشمول سر جیمز جینز کے بس کا روگ نہیں اور اس طرح آج بھی قرآن حکیم کا یہ دعوی اپنی جگہہ پر برقرار ہو جاتا ہے کہ انسان اور جن سب مل کر بھی اس قرآن حکیم جیسی ایک سورۃ نہیں پیش کر سکتے۔آج قرآن حکیم کی یہ محض نو آیتوں والی سورۃ یعنی سورۃ الھمزہ ایک چیلنج کی مانند دنیا کے سامنے ہے۔دنیا کا کوئی فلسفی یا کوئی سائنس دان جدید بیکنی اٹامزم کے فلسفے اور جدید ایٹمی سائنس کی تشریح کے موضوع پر چھتیس لفظوں پر مشتمل ایک پیراگراف لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کریں۔جو اتنا ہی جامع ہو۔

اور یہ کہ جدید بیکنی اٹامزم کے فلسفے کی بنا پر ایٹمی جہنم (یعنی ایٹم بم اور ایٹمی تابکاری) کے منطقی ظہور کی خبر دینا محض قرآن حکیم ہی کا حصہ ہے۔کسی سقراط یا افلاطون یا ارسطو سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی اگر وہ بھی ایسا کر سکتے تو ضرور کرتے کیونکہ قدیم یونانی اٹامزم اُن کے دور میں موجود تھا اور یہ تینوں حضرات اس فلسفے کے شدت کے مخالف تھے۔انہوں نے اس فلسفے کی لادینیت کو سمجھا اور اس کے فلسفیانہ مضمرات کو انسانیت کے لئے مُضر تصور کیا اور اس کی ہر طرح سے مخالفت کی۔مگر یہ کہ وہ یہ بتا سکیں کہ اسی فلسفے کے نتیجے میں ایک روز ایٹمی جہنم پیدا ہو جائے گا۔اُن کے نادرالوجود فہم وفراست کے باوجود اُن کے بس کی بات نہ تھی یہی نہیں بلکہ اس جدید دور کے فلسفی تو فلسفی خود سائنس دان بھی اُس وقت تک بے یقینی اور گومگو کے عالم میں تھے جب تک کہ پہلا ایٹم بم کامیابی سے

چلا نہیں دیا گیا اور اُسے چلتا ہوا دیکھ نہیں لیا۔

اور یہ کہ قرآن حکیم نے ایٹمی جہنم کے متعلق یہ پیشین گوئی تاریخ کے اُس مقام پر پیش کی جس وقت اس دنیا میں نہ تو قدیم یونانی اٹامزم کی کوئی رمق ہی باقی تھی نہ ہی کسی آئندہ دور میں اس کے احیاء کا ہی کوئی احتمال تھا اور پھر قرآن حکیم نے یہ سائنسی تشریح اُس دور میں کی جس میں موجودہ سائنس یا اس کے انکشافات وکمالات کا کوئی ہلکا سا تصور کسی کے وہم وگمان یا خواب وخیال میں بھی نہ تھا۔ اب اگر قرآن حکیم کی کی ہوئی اس ایٹمی عمل Phenomenon کی تعریف وتشریح کا دعویٰ مبنی برصداقت ہے اور انشاءاللہ کسی شک وشبے کی امکانی صورت سے بعید ہے تو پھر آپ ہی کہیئے کہ کسی آئن سٹائن یا کسی روتھر فورڈ کے لئے قرآن حکیم کی اس معجزانہ کیفیت کو معجزہ قرار دینے کے سوا کیا چارہ ءکار رہ جاتا ہے۔ کون آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے ملک میں ان ایٹمی اسرار ورموز سے واقف تھا۔ اب اگر سائنس اصولی طور پر معجزے کے امکان سے انکار کرتی رہے تو کرتی رہے۔ لیکن کسی بھی ذی علم سائنس دان کے لئے اس معجزے سے انکار سوائے بے جاہٹ دھرمی کے ممکن نہیں اور پھر دیکھئے اگر آج سے چودہ سو سال قبل اس ایٹمی حقیقت کو سوائے رب تعالیٰ کی علیم وقدیر ذات کے کوئی نہ جانتا تھا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ بات خود اللہ تعالیٰ نے کہی اور یہ کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ۔کیونکہ اگر ایک بات بھی اللہ تعالیٰ کی اپنی کہی ہوئی موجود ہے۔ تو سارا قرآن حکیم ہی اُسی کا کلام ہوگا کیونکہ قرآن حکیم کا دعویٰ یہی ہے اور اللہ کے معاملے میں نبی کریم ﷺ معاذ اللہ جھوٹ کا مرتکب نہیں ہوسکتے۔ اور چھوڑیئے اگر یہی ایک پیشین گوئی ہی سارا قرآن حکیم ہوتی تب بھی اس کی وقعت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ یہ اس ایٹمی جہنم کے کنارے پر کھڑی ہوئی اس انسانیت کو دو جہانوں کی المناک تباہی سے بچانے کا واحد وسیلہ ہے۔ دیکھئے اس طرح ہی قرآن حکیم کا منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ساری دنیا کی قوموں کے سامنے ایک کافی شافی اور مسکت انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اور اس

طرح ہی تعصب کی دیوار گرتی نظر آتی ہے۔ اور اس طرح ہی روئے زمین کی قومیں قرآن کریم کی علمی اور الہامی عظمت کے سامنے دوزانو ہو سکتی ہیں۔ اس دلیل کے علاوہ جتنی بھی دلیلیں قرآن کریم کے الہامی اور منجانب اللہ ہونے کے ثبوت کیطور پر پیش کی جاتی ہیں اور پیش کی جا سکتی ہیں۔ وہ قرآن کریم کے ماننے والوں کی تشفی تو کر سکتی ہیں مگر انکار کرنے والے اُن دلیلوں کو اللہ اور بندوں کے درمیان قدرِ مشترک کا جواز پیدا کر کے اُن سے روگردانی کر لیتے ہیں۔ مثلاً فصاحت و بلاغت، یا پند و نصائح یا قوانینِ شریعت یا پرانی تواریخ یا پیشین گوئیوں کا وجود ایسے امور ہیں جن کا ملکہ کسی حد تک انسانی ذہن میں بھی موجود ہے لیکن چودہ سو سال قبل ایٹمی سائنس کے اسرار و رموز کا انکشاف و تشریح کسی انسانی ذہن کے بس کی بات نہیں تھی اور یہی نہیں بلکہ جہاں تک اس پیشین گوئی کا تعلق ہے اس میں بھی یہ بات واضح ہے کہ اس قبیل کی پیشین گوئی کسی انسانی علم کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ یہ پیشینگوئی ایٹمی سائنس کے اسرار و رموز اور ایٹمی عمل کی تشریح کے ساتھ منسلک ہے۔

✿ اور یہ کہ قرآن کریم کی یہ پیشین گوئی اس ایٹمی دور کے اس ایٹمی آگ والے عالمگیر طوفان کے لئے بہ مرتبہء کشتی نوح ہے۔ کوئی بھی سوائے اس کشتی میں سوار ہونے کے اس عالمی ایٹمی طوفان کی آگ سے نہیں بچ سکتا اور یہ کہ اس دنیا میں ایٹمی جہنم کے خلاف چلائی جانے والی کوئی بھی تحریک جب تک اس پیشین گوئی میں دیئے ہوئے راہنما خطوط اور بنیادی ہدایات پر عمل پیرا نہیں ہوتی۔ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

✿ اور یہ کہ کسی بھی دین کا مکمل احیاء یا کامل نفاذ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس پیشین گوئی کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اس فتنہ و فساد کی بنیادی اساس کا قلع قمع نہیں کر دیا جاتا۔

✿ آخیر میں واضح ہو کہ ایک حقیقت ہے ہمالیہ پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی اور وہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اس دنیوی ایٹمی جہنم کا مستحق قرار پایا مگر اتفاقات کی بنا پر اس عذاب

سے بچ کر چلا گیا تو بھی وہ شخص اُس حُطمہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اگلی دنیا میں بھڑ کا رکھا ہے اُس سے کسی صورت بھی بچ نہیں سکے گا۔ اور دلیل اس امر پر یہ ہے کہ وہ وجوہات جو اس دنیوی ایٹمی جہنم کی پیدائش کا موجب ہوئیں اور وہ وجوہات جو قرآن حکیم نے حُطمہ کے جہنم کی آگ میں سزا بھگتنے کی گنوائی ہیں۔ وہ اصلاً ایک ہی ہیں یعنی عیب جوئی کی عادت اور زر اندوزی میں مکمل استغراق اور دولت کی ہمیشگی کی یقینیت۔

اب اگر یہ حقیقت درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس میں روئے زمین پر موجود ہر چیز اور انسان کے دل میں پیدا ہونے والی تمام حرص وہوس یکسر ڈوب کے رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اس فانی دنیا کا عذاب تو بالآخر ختم ہونے والا ہے۔ مگر اگلی لازوال اور ابدی دنیا کے لازوال اور ابدی عذاب کا کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اس انسانیت کو اس دردناک عذاب سے بچنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ اور خود اپنا کرم کرے۔ قرآن حکیم کا لفظ سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کے صدقے میں اپنے بندوں پر رحم کرے۔ آمین۔

جبریل

اپیل قارعین کرام سے

اس کتاب میں قرآن کریم کی آیات تحریر کی گئی ہیں۔ ہم نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ آیات صحیح اور تراجم صحیح لکھے جائیں۔ تاہم تقاضائے بشریت کے تحت اگر کتابت میں سہواً کوئی غلطی رہ جائے۔ آیت غلط لکھی جائے یا کوئی اور غلطی سرزد ہو تو دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس غلطی کو معاف فرمائے۔ اور ہمیں مطلع فرمائیں تا کہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔

(اوکاسا پبلیکیشنز ادارہ افکار جبریل)

﴿چند جھلکیاں﴾

(۱) آئن سٹائن کا تاریخی خط پریذیڈنٹ روزولٹ کے نام

''میں یورانیم فون کے ذریعے نئی قسم کے بے پناہ طاقت ور بم بنائے جانے کے اُس امکان کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جو فرمی اور زلرڈ کی تحقیق کی روشنی میں رونما ہُوا ہے۔ ایسے بم جو عام بارودی بموں سے لاکھوں گنا طاقت ور ہیں ایسا ایک بم کشتی میں ڈال کر اگر ایک بندرگاہ میں پھٹا دیا جائے تو نہ صرف پوری کی پوری بندرگاہ کو اُڑا دے بلکہ بندرگاہ کے اردگرد کے کچھ علاقے کو بھی غارت کر ڈالے''۔
(آئن سٹائن کا خط پریذیڈنٹ روزولٹ کے نام اگست 1939)

(۲) فون چین ری ایکشن میں انسان کی کامیابی

2 اگست 1942ء کو انسان نے یہاں پر پہلی بار سیلف سسٹینڈ چین ری ایکشن (selfsustained chained reaction) پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی اور اس طرح ایٹمی توانائی کی کنٹرول ریلیز (control release) کا اجرا ہوا۔ (سٹیگ فیلڈ شگاگو یُونیورسٹی کا سائن بورڈ)

(۳) ایک واقعہ

"ایک واقعہ 1945ء میں ایسا رُونما ہوا جس نے دنیا کے ساتھ ہمارے تعلقات میں انقلاب پیدا کر دیا اور انسانیت کے ایک نئے دور کی ابتداء کر دی۔ ایک ایسا دور جس کے ثمروں اور جس کی منزلوں اور جس کے مسائل کا ہمیں ابھی تک کماحقہ ادراک نہیں۔ (امریکی صدر ٹرومین کی یادداشتیں 1956)

(۴) رسل کی نا اُمیدی

''جب سے باوا آدم اور اماں حوا نے گندم دانہ چکھا آدمی نے کبھی بھی اپنی اُن تمام حماقتوں میں ذرہ بھر کمی نہیں کی جن کا کہ وہ اہل تھا اور انجام ایٹمی بم ہے''۔

(برٹرینڈرسل)

(۵) مشاہیر زمانہ کی اپیل انسانیت کے نام

'ہاں تو یہ ہے وہ واضح ہولناک اور اٹل مسئلہ جو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں کیا ہم نوع انسانی کو ختم کردیں گے یا نوع انسانی جنگ کو خیر باد کہہ دے گی۔لوگ اس راہ کو اختیار نہیں کریں گے کیونکہ جنگ کا خاتمہ نہائت مشکل امر ہے۔اگر ہم چاہیں تو ہمارے سامنے مسرت وانبساط اور علم وفضل اور دانش مندی ودانائی کی لا انتہا ہی راہیں کھلی ہیں۔کیا ہم موت اختیار کرینگے کیونکہ ہم اپنے باہمی جھگڑوں کو بھلا نہیں سکتے۔ اپنی انسانیت کو یاد رکھو اور باقی سب کچھ فراموش کردو۔اگر تم ایسا کرسکے تو ایک نئی جنت کی راہ کھلی ہے۔اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر ایک مکمل فنا کا خطرہ تمھارے سامنے ہے۔(زیر دستخطی حضرات کے بیان کا ایک حصہ جو جولائی 1955ء کو شائع ہوا ۔البرٹ آئن سٹائن، پرسی ڈبلیو، برجمین، لیو پولڈ انفیلڈ، ہرمن، جے ملر، سی سیل، ایف پاول، جوزف رٹ بلاٹ، ہڈ کی یکاوا، جین فریڈرک، جولیٹ بلیٹ، برٹرینڈرسل (سائنس 1955, 122-189)

(۶) قرآنی فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم. ویل لکل همزہ لمزہ الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ. کلا لینبذن فی الحطمہ. وما ادراک ماالحطم. نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ. انھا علیھم موصدۃ فی عمد ممددۃ. (الھمزہ 104

(خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال اُس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا ہر گز نہیں بلکہ وہ حُطَمَہ میں پھینکا جائے گا اور تُو کیا سمجھا وہ حُطَمَہ کون ہے ایک آگ ہے اللہ کی سُلگائی ہوئی وہ جھانکتی ہے دلوں کو وہ آگ ہے بند کی ہوئی لمبے لمبے ستونوں میں"۔

(سورۃ الھمزہ)

(۷) ایٹمی تباہی کے بعد انسانیت کے مزار پر نمودار ہونے والا کتبہ

"ان برباد کھنڈروں کے نیچے ایک کُبڑی ناسور زدہ عفریت نما اور عجیب الخلقت انسانی نسل کی بوسیدہ اور تہہ بہ تہہ ہڈیاں اور راکھ کے ڈھیر دبے پڑے ہیں۔ یہ کبھی انسان تھے۔ جو خُدا کی اس زمین پر خُدا کے خلیفہ کی حیثیت سے بستے تھے۔ خُدا کی پسندیدہ ترین مخلوق کی حیثیت میں خالق کے لامحدود انعام واکرام سے نوازے ہوئے یہ لوگ اللہ کی صفات کا پَرتو تھے۔ اُن پر کسی نے ظلم نہ کیا مگر خود اپنے ہی ہاتھوں یہ لوگ یہ سب کچھ اپنے سروں پر لائے حرص کی آگ سے بے قابو ہو کر اس زمین پر اپنی زندگی کا مقصود اور آخرت میں اپنا گھر بھلا بیٹھے اور غضبناک ہو کر ایک دوسرے پر پل پڑے اور سب کچھ تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ تمام روئے زمین پر بکھرے ہوئے شہروں کی ویرانی ہجانِ حال سے آہیں بھرتے ہوئے ششدر ستاروں کو ایک المناک داستان سنانے کیلئے باقی ہے"۔

(۸) قرآن حکیم کی پیش بینی

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

"کم ترکوا من جنت و عیون و زروع و مقام کریم و نعمته کانوا فیها فکهین کذلک و اورثنها قوما اخرین فما بکت علیهم السماء و الارض وما کانوا منظرین".

ترجمہ "بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر خاصے اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے۔ یوں ہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا۔ ہم نے ایک دوسری قوم کے پھر نہ رویا اُن پر آسمان اور زمین اور نہ ملی اُن کو ڈھیل"

(قرآن حکیم پارہ الیہ یرد۔ سورۃ الدخان 44 آیت 25 تا 29)

جہاد کے اخلاقی اصول
تحریر علامہ محمد یوسف جبریل
ادارہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور

وادی سون سکیسر
تحریر ملک سرور اعوان
اشاعت لوک ورثہ اسلام آباد

OQASAORG@GMAIL.COM

٨٩٤٥٥

﴿ پہلا باب ﴾

ایٹمی تھیوری

ایٹمی توانائی:

✿ انسان مدت مدید سے پانی کے ذریعے پیدا ہونے والی توانائی اور لکڑی اور لکڑی کا کوئلہ جلا کر پیدا ہونے والی توانائی کا استعمال کرتا رہا ہے۔ پہلی مثال کشش ثقل سے پیدا ہونے والی توانائی اور دوسری مثال کیمیاوی توانائی (جو کہ اساسی طور پر بجلی کی توانائی ہے) کی ہے۔ گذشتہ سالوں میں ایک بالکل انوکھی قسم کی توانائی (جو کہ تقریباً دس لاکھ گنا طاقت ور ہے) دریافت ہوئی ہے۔ اس قوت کا سرچشمہ ایک ایسی طاقت ہے۔ جسے نیوکلر فورس یعنی ایٹمی توانائی کہا جاتا ہے۔ ایٹمی توانائی کی اصطلاح اگرچہ غلط نہیں قرار دی جاسکتی۔ لیکن باریک بینی کی جائے تو نیوکلر توانائی میں نیوکلر کا لفظ ایک مخصوص موزونیت کا حامل نظر آتا ہے۔ کیونکہ یہ ایٹمی توانائی (یہاں ہم اسے ایٹمی توانائی ہی کہیں گے) ایٹم کے قلبی حصوں پروٹانز اور نیوٹرانز کے درمیان عمل پذیر ہوتی ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ثقلی اور کیمیاوی توانائی کے برعکس نیوکلر توانائی جسے ایٹمی توانائی بھی کہا جاتا ہے گہری بصیرت کے ساتھ ساتھ بنیادی سائنس کے ایک انتہائی ترقی یافتہ مقام کی متقاضی ہے۔ اور جب ہم یہاں بنیادی سائنس کی بات کرتے ہیں تو ہمیں سائنس کو عام تجربے سے حاصل شدہ ہنر اور فن کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت سے دیکھنا ہوگا۔ ایٹمی توانائی کا انکشاف اور استعمال صدیوں کی کمر توڑ محنت اور مسلسل جدوجہد سے حاصل کئے ہوئے منظم علم، مسلسل اور مربوط سائنسی ترقی اور ایک وسیع وعریض نظام کی بدولت ہی ممکن ہو سکا۔

✿ تمام مادہ ایٹموں کا بنا ہوا ہے۔ ایٹم مل کر مالیکیول (سالمے) بناتے ہیں۔ ہر ایٹم کا ایک مرکزی مقام ہے جسے نیوکلس کہا جاتا ہے اور جو ایٹم کا دل ہوتا ہے۔ اس کے گرداگرد الیکٹران چکر کاٹتے رہتے ہیں۔ جس طرح کہ کہا جاتا ہے کہ سیارے سورج کے

گرد چکر لگاتے ہیں۔ تمام نیوکلس دو بنیادی اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں پروٹان اور نیوٹران کہا جاتا ہے۔ نیوٹران برقی لحاظ سے بے حس ہوتا ہے۔ پروٹان مثبت برقی چارج کا حامل ہوتا ہے۔ جس کی مقدار الیکٹران کے منفی برقی چارج کے برابر ہوتی ہے۔ نیوٹران ذرہ بھر (759 حصوں میں ایک حصہ) سے پروٹان سے وزن میں بڑا ہوتا ہے۔ پروٹان الیکٹران سے حجم میں (1836) گنا بڑا ہوتا ہے۔ نیوٹران ایٹم کے باہر غیر ثابت ذرہ ہے۔ اس کی نیم حیات تقریباً چوتھائی گھنٹہ ہوتی ہے اور یہ ایک پروٹان اور ایک الیکٹران میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ ایٹم آج تک کسی نے خوردبین میں بھی نہیں دیکھا۔

✿ نیوکلس کا ماس .Mass No نمبر (A) اس میں موجود پروٹانز اور نیوٹرانز کی تعداد ہوتی ہے۔ پروٹانز کی تعداد کی علامت (Z) ہے۔ یہ اٹامک نمبر ہر عنصر کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ مثلاً ہائیڈروجن کا ایک ہے۔ سٹرانٹیم کا 38 اور یورانیم کا 92 ہے۔ ایک ہی عنصر کے دو مختلف نیوکلس ہو سکتے ہیں جن کا ماس نمبر (A) مختلف ہوتا ہے۔ یہ مختلف صورتیں اُس عنصر کے آئیسوٹوپ کہلاتی ہیں۔ کسی بھی نیوکلس کی نوع کا تشخص Z اور A کی تعداد معین کرنے سے کیا جاتا ہے۔ اسطرح Z=92 اور A=235 بالعموم یورانیم 235 لکھا جاتا ہے۔ یورانیم 238 میں 92 پروٹان اور 146 نیوٹران ہوتے ہیں۔ یعنی کل 238 نیوکلین ہیں۔ پروٹان اور نیوٹران میں سے کسی کو بھی نیوکلیان کہتے ہیں۔ پروٹان اور نیوٹران جب کسی نیوکلس میں واجبی مقدار میں ہوتے ہیں تو وہ بڑی مضبوطی سے بندھے ہوتے ہیں۔ لیکن جس نیوکلس میں یہ بہت بڑی تعداد میں یا بہت تھوڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔ تو اُن کا بندھن کمزور ہوتا ہے۔ اور اسی کمزور بندھن کی وجہ سے وزنی نیوکلس فون اور فیوژن کے دوران توانائی خارج کرتے ہیں۔

✿ بعض عناصر کے ایٹموں کا اٹامک نمبر ایک جیسا ہو سکتا ہے۔ یعنی پروٹانز کی تعداد

ایک جیسی ہوسکتی ہے۔لیکن اُن کا ماس نمبر Mass No مختلف ہوسکتا ہے۔یعنی اُن کے نیوکلس میں نیوٹرانز کی تعداد مختلف ہوسکتی ہے۔مثال کے طور پر کلورین کا اٹامک نمبر 17 ہے۔یعنی کلورین کے نیوکلس میں 17 پروٹان ہیں۔لیکن کلورین کے ایک ایٹم میں 18 نیوٹران ہوسکتے ہیں۔اوراس طرح اُس کا ماس نمبر 35 ہوگا جب کہ کلورین کے ایک دوسرے ایٹم میں 20 نیوٹران ہوسکتے ہیں۔اوراس صورت میں اُس کا ماس نمبر 37 ہوگا۔تاہم دونوں کلورین ہی کے ایٹم ہیں۔اوران کوآئیسوٹوپ Isotope کہاجاتا ہے۔اب یہ تفریق جوایک ایٹم میں پائی جاتی ہے ہماری اس کتاب میں ہمارے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی۔کیونکہ آئیسوٹوپ کسی نیوکلس کی مختلف صورتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اوران صورتوں میں ایٹمی نیوکلس یعنی ایٹموں کے دل ایک ھیجانی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں۔اور یہی ھیجانی کیفیت ایٹمی توانائی کے اخراج کا باعث ہوتی ہے۔ایٹمی وزن (atomic weight) کسی ایٹم کا وہ وزن ہوتا ہے۔ جوایٹموں کے وزن کی باہمی نسبت سے حاصل ہوتا ہے۔

✿ ایٹمی توانائی کی پیدائش کے طریقے

✿ (ا) فِشن پروسس Fission Process فِشن کے معنی ہیں کسی نیوکلس کو چھوٹے نیوکلیسوں میں تقسیم کرنا۔ تمام وہ عنصر جن میں ایسی تقسیم کا عمل ممکن ہے۔اُن میں سے سب سے زیادہ موزوں عنصر یورانیم 235 پایا گیا ہے۔یورانیم کے نیوکلس کو اگر تقریباً دوبرابر نیوکلیسوں میں منقسم کردیا جائے۔تو توانائی خارج ہوتی ہے۔وہ عمل جس میں کسی بھاری نیوکلس مثلاً یورانیم کے نیوکلس کو دو درمیانی نیوکلسوں میں تقسیم کرکے توانائی پیدا کی جائے۔فِشن چین ری ایکشن Fission Chain Reaction یا نیوکلر فِشن (Nuclear Fission) کہلاتا ہے۔

✿ جب یورانیم 235 کے آئسوٹوپ کوسست نیوٹرانز سے بمبارڈ کیا جاتا ہے تو فِشن فوری طور پر شروع ہوجاتی ہے۔نیوٹران یورانیم ایٹم کے دل (نیوکلس) پر حملہ آور ہوتا

ہے۔ اور نیوکلس کو دو تقریباً برابر نیوکلائی میں تقسیم کر دیتا ہے۔ مثلاً کرپٹن Kryptonاور بیریم Barium کے نیوکلائی اور اس دوران میں دو یا تین (اوسط 205 ہے) نیوٹران یورانیم 235ایٹم سے نکال باہر کرتا ہے۔ ان خارج شدہ نیوٹرانز میں سے ہر ایک۔ ایک ایک یورانیم 235ایٹم پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نیوکلس سے دو یا تین نیوٹران نکال باہر کرتا ہے۔ یہ خارج شدہ نیوٹرانز پھر آگے ایک ایک یورانیم ایٹم پر حملہ آور ہو کر اُسی طرح دو دو یا تین تین نیوٹرانز نکال باہر کرتے ہیں۔ اور یہ عمل جاری رہتا ہے جب یہ عمل جاری ہو جاتا ہے۔ تو سائنس کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ فون چین ری ایکشن شروع ہو گیا۔ جب پہلی بار فون میں کامیابی ہوئی۔ تو سائنس دانوں نے بڑی خوشی منائی لیکن جب فون چین ری ایکشن شروع ہو گیا۔ تو اُن کی خوشی انتہاء کو پہنچ گئی۔ لیکن وہ دوسرے لوگوں حتیٰ کہ خود سائنسدانوں کو بھی اس خوشی میں شریک نہ کر سکے۔ راز انتہائی خفیہ تھا۔ اور صرف اُن چند ایٹمی سائنسدانوں کو اس کا علم تھا جو اس لیبارٹری میں کام کر رہے تھے۔ بہتر فون چین ری ایکشن کا عمل آنکھ جھپکنے کی دیر میں یورانیم یا دوسرے فزائیل میٹیریل کو لال سرخ کر دیتا ہے۔ اور وہ اس زیادتی پر اس قدر غضبناک ہو جاتا ہے کہ دھماکے کے ساتھ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ سائنسدانوں نے اس عمل کو ماڈیٹرون کے ذریعے کنٹرول کر کے کسی حد تک دھماکے پر تو کنٹرول کر لیا۔ مگر ریڈیائی تابکاری کی شعاؤں کو جو لازماً فون سے پیدا ہوتی ہیں۔ کنٹرول کرنا اُن کے بس کی بات معلوم نہیں ہوتا۔

✿ ایٹمی توانائی کی پیدائش کا دوسرا طریقہ فیوژن پراسس Fusion Process

اس عمل میں ہلکے پھلکے نیوکلائی والے ایٹم استعمال ہوتے ہیں۔ یہ عمل کئی طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً سائیکلاٹرن یا دوسرے ہائی انرجی پارٹیکل ایکسیلیریٹر سے

حاصل کیے جانے والے بجلی سے بھرے ہوئے ذرات سے ہلکے عناصر کو بمبارڈ کرنے سے البتہ فیوژن پراسس کے اجراء کے لئے لاکھوں درجے ٹمپریچر کی ضرورت ہے۔ ایسا ٹمپریچر حاصل کرنے کے لئے فون چین ری ایکشن سے چلنے والے عام ایٹمی بم کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس عام ایٹمی بم کے گرد فیوژن میٹیریل کو لپیٹ کر ایٹمی بم کو چلادیا جاتا ہے۔ وہ بے پناہ گرمی جو ایٹم بم پیدا کرتا ہے وہ فیوژن پراسس کو جاری کردیتی ہے۔ جو مزید اُس گرمی کو بے پناہ سے بے پناہ تر کردیتا ہے۔ اور اس طرح دو آگیں جمع ہو کر معاملے کو دوآتشہ بنادیتی ہیں۔ فیوژن بم کا ٹمپریچر لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں درجے تک جا پہنچتا ہے۔ اسی فیوژن بم کو ہائیڈروجن بم کہا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ہیل بم Hell bomb یعنی جہنمی بم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں آپ اس فیوژن والے چکر کو اس اصطلاحاتی بھرمار کے باوجود نہ سمجھ سکے ہوں گے اگر آپ سائنس کے طالب علم نہیں ہیں۔ عوام کی بولی میں بات یوں ہوگی کہ ایک ہلکے عنصر کے دل کو دوسرے ہلکے عنصر کے دل میں دبا کر اس بری طرح سے کچلا جاتا ہے۔ کہ قدرت شدتِ درد سے تلملا اٹھتی ہے۔ اور جوشِ غضب میں اس سارے جہاں کو بھسم کردینے کے لئے شعلہ بار ہوتی ہے۔ فون پراسس کے معاملے میں بھی قدرے اختلاف کے ساتھ یہی بات کہی جاسکتی ہے۔

اٹامک ریڈی ایشنز (Atomic Radiations)

لیکن سب سے خطرناک چیز وہ تابکاری شعائیں ہیں جو فون پراسس میں پیدا ہونی لازمی ہیں۔ اُن کو الفا، بیٹا، گاماریز (Alpha، Beta, GammaRays، اور نیوٹرانز Neutrons کے نام دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعائیں انسانی پانچ حسوں کے ادراک سے باہر ہیں۔ اور انسانی صحت اور انسانی زندگی کی قاتل ہیں۔ یہ صرف انسان کو مارہی نہیں دیتیں بلکہ کوڑھ اور دردناک قسم کے کینسر میں مبتلا کردیتی ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ انسانی نسل کو عجیب الخلقت مخلوق بنادیتی ہیں۔ یہ شعائیں ضرور پیدا ہوتی

ہیں۔خواہ ایٹمی توانائی برائے امن ہو یا برائے جنگ اور ایٹمی توانائی برائے امن کی اصطلاح غلط دکھائی پڑتی ہے۔آپ سانپ کو تو نفع کے لئے استعمال کر سکتے ہیں ایٹمی توانائی کو نہیں۔

کوہستان نمک کی قدیم ثقافت اور جدید کثافت
تحریر ملک سرور اعوان
ملنے کا پتہ: مدینہ سٹیشنرز یونائیٹڈ مارکیٹ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور

آزاد کشمیر میں اوکاسا پبلیکیشنز کے نمائندے
تاریخ آعوانان آزاد کشمیر بمعہ شجرہ جات (زیر طبع)
عبدالکریم اعوان چھتر سٹاپ، کمرہ نمبر 109، محکمہ مالیات مظفر آباد آزاد کشمیر
058810 32606 03358101809

ہماری کتابوں اور ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان اور اعوان قبیلے کی تاریخی کتابوں کے لئے اٹک میں تشکیل جدید بک ڈپو سول بازار اٹک سے رابطہ کریں

زیر طبع کتابیں

۱۔اعوان تاریخ کے آئینے میں ملک محبت حسین اعوان
۲۔علوی اعوان قبیلہ مختصر تعارف علامہ محمد یوسف جبریل
۳۔اعوان ڈائیرکٹری۔ملک شکیل اعوان اسلام آباد
۴۔اعوان گوتیں ملک محبت حسین اعوان
۵۔تاریخ علوی اعوان ملک محبت حسین اعوان

﴿دوسرا باب﴾

اٹامزم کے فلسفے کی مختصر تاریخ

✿ اٹامزم کا ثمر ایٹم بم

اب ہم اٹامزم کی مختصری تاریخ پیش کریں گے۔اس سے ہمارے دو مقصد ہیں ایک تو قاری کریم کو اُن راہوں سے واقفیت بہم پہنچانا ہے۔جن پر اٹامزم اپنی طویل پچیس سو سالہ تاریخ میں اپنی پہلی منزل یعنی ہیروشیما کی جانب بڑھا ہے۔دوسرا یہ کہ جس زمانے میں قرآن نے ایٹمی جہنم کی پیشین گوئی کی۔اُس زمانے میں روئے زمین پر اٹامزم کے نظریئے کا کہیں نام ونشان تک حتیٰ کہ خود یونان میں بھی موجود نہ تھا کجا عرب کے بادیہ نشین جنہیں اٹامزم تو کجا فلسفے کے نام سے بھی واقفیت نہ تھی۔یہ حقیقت قرآن کی اس پیشین گوئی کو مزید ایک امتیازی حیثیت بخشتی ہے۔اٹامزم درحقیقت قرآن کے نزول سے صدیوں پہلے دم توڑ چکا تھا۔

✿ رواقی مکتب فکر stoicism جو اٹامزم کا ازلی دشمن تھا،نے رفتہ رفتہ اس کی کمر توڑ ڈالی تھی اور جب عیسائیت آئی تو رہی سہی کسر اس نے نکال دی۔اور اٹامزم کا نام و نشان مٹا دیا۔ایسے حالات میں ایٹمی جہنم کی پیشین گوئی کرنا گویا کہ اندھیرے میں تیر مارنا تھا لیکن یہ تیر چلتا رہا حتیٰ کہ اس کے چھوڑے جانے کے صدیوں بعد 1945ء میں ہیروشیما میں اپنے نشانے پر جا لگا۔تاہم قرآن کی یہ پیشین گوئی دنیا کی آنکھوں سے اوجھل رہی حتیٰ کہ 1961ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے اس کا انکشاف ہوا۔

✿ ایک اور پیشین گوئی جو قرآن نے ایرانیوں پر رومیوں کے غلبے کے متعلق اُس وقت کی جب کہ ایرانیوں پر رومیوں کے غلبے کی توقع بالکل ایک ناممکن امر معلوم ہوتی تھی اور جس کے متعلق "زوال روما" کے مشہور مصنف گبن نے لکھا ہے۔کہ جس وقت یہ

پیشین گوئی کی گئی۔ اُس وقت اس سے زیادہ بعید از امکان کوئی امر نہ ہوسکتا تھا''۔ اور گبن ٹھیک کہتا ہے۔ کیونکہ رومیوں کا آخری شہر قسطنطنیہ بھی ایرانیوں کے گھیرے میں تھا۔ اور رُومیوں کا غلبہ ایک امر محال تھا۔ یہ پیشین گوئی نو برس کے قلیل عرصے میں پوری ہوگئی۔ لیکن ﷺ کی دوسری عظیم پیشین گوئی یہ ایٹمی سائنس کے متعلق پیشین گوئی کو پورا ہونے کے لئے صدیوں کی مسافت طے کرنی پڑی۔ پہلی پیشین گوئی یعنی رومیوں والی پیشین گوئی اگر اُلٹ ثابت ہو جاتی تو اسلام کا وجود وہیں اُسی وقت اُسی مقام پر ختم ہو جاتا۔ اور یہ دوسری پیشین گوئی یعنی ایٹمی جہنم والی پیشین گوئی اگر انسانیت نے اس سے التفات نہ برتی۔ تو یقینا ایک دردناک انجام سے دوچار ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ایٹمی نظریہ جس وقت صدیوں کی اتاہ گہرائیوں میں مدفون پڑا تھا قران حکیم نے اُس وقت اُس کے ثمر اور اُس کے منطقی نتیجے کی پیشینگوئی کی۔ صدیوں قعر گمنامی میں دفن رہنے کے بعد سولھویں صدی عیسوی میں ایک عجیب اتفاق نے اس کی قبر کو نموار کر دیا اور اسے قبر سے نکال کر زندہ کر دیا گیا دیکھتے ہی دیکھتے یہ پوری سائنس پر چھا گیا۔ اُنیسویں صدی میں نہائت ہی غیر متوقع طور پر اس نے ایک ایسا موڑ کھایا کہ اس راہ پر چل کر بالآخر اور پھر غیر متوقع طور پر ایٹم بم کی صورت اختیار کر گیا ایٹم بم کی ساری تخلیق کے مرحلوں میں ہر بات کچھ ایسی غیر متوقع اور مخدوش تھی کہ جب تک ایٹم بم دھماکہ کر کے اپنے وجود کو ثابت نہ کر سکا خود ایٹم بم بنانے والوں کو بھی کوئی یقین نہ تھا بحر حال آخر کار اس نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو کھنڈروں میں تبدیل کر کے اپنے وجود کو منوا ہی لیا۔

(۲) ایٹمی نظریے کا بانی ڈیموکرٹس (Democritus)

تھریس (یونان) میں ایک جگہہ ایڈریا ہے۔ وہاں کا ڈیموکرٹس نامی ایک فلسفی (سقراط کا کم عمر) ہمعصر ایٹمی نظریے کا بانی مانا جاتا ہے۔ اس فلسفی کو ھنستا ہوا فلسفی کہا جاتا تھا کیونکہ اسے دنیا کی ہر چیز میں ہنسی کے اسباب نظر آتے تھے۔ اس کے مقابلے میں بعد

کے ایک فلسفی ہراکلیٹس Heraclitus کو روتا ہوا فلسفی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اُسے دنیا کی ہر چیز میں رونے کے اسباب نظر آئے اور اگر چہ بالعموم ڈیما کرٹس ہی کو اٹامزم کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن در حقیقت اس نظریئے کا بانی ایک اور فلسفی لیوسپس Lucippus تھا۔ اس فلسفی کے متعلق ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ مائیلویا کا رہنے والا تھا اور یہ کہ وہ تقریباً 440 قبل مسیح میں بقید حیات تھا۔ ڈیموکرٹس کو کریڈٹ اس لئے ملا کہ اُس نے اس نظریئے کو منظم کیا اور اس کو شہرت دی۔ یہ دونوں حضرات منکرین تھے اور اُن کے نظریئے کی نامقبولیت میں اُن کے کفر کو بڑا دخل تھا۔ جس وقت مغرب کے لوگوں نے پہلے پہل اٹامزم کے نظریئے کے اس دورِ جدید کے اوائل میں اپنایا تو اس چیز کا بڑا خیال رکھا گیا کہ اس نظریئے کے ساتھ مُلحقہ کفر والحاد کو اس سے الگ رکھا جائے مگر بہر حال کسی نہ کسی طریقے سے اس ملحقہ صفت نے بھی اٹامزم کے ساتھ اپنی راہ ڈھونڈھ لی البتہ اس نے وضع قطع جدید بنالی۔

✿ (۳) اٹامسٹوں کے قدیم نظریات

(ا) ایٹم غیر مرئی ہیں اور غیر فنا پذیر ہیں۔

(ب) یہ اتفاقی انداز میں ہر طرف گھومتے پھرتے ہیں۔ ایک ایسی خلا میں جس میں ان کے سوا کچھ موجود نہیں۔

(ج) کائنات میں ایٹموں اور خلا کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں۔

(د) ایٹموں کی کئی قسمیں ہیں۔ جن کا اختلاف شکل وصورت کی وجہ سے ہے لیکن انفرادی ایٹم اتنے باریک ہیں کہ وہ انسانی حسوں کے دائرہ امتیاز سے باہر ہیں۔

(ر) وہ تمام چیزیں جو ہمیں نظر آتی ہیں یا جن کو ہم چھوتے ہیں ایٹموں کے گروہی نظام سے بنی ہوئی ہیں اور جو تبدیلی بھی واقع ہوتی ہے وہ محض اس ترتیب کیوجہ ہی سے ہوتی ہے۔ لیکن خود ایٹموں میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔

(س) ایک ایٹم کی حرکت اُسوقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ اُسے روکا نہ جائے

اغلباً یہ رکاوٹ کسی دوسرے ایٹم سے تصادم ہی کی وجہ سے پیش آئے گی کیونکہ نظریہ کسی بھی دوسری وجہ کے وجود سے منکر ہے۔

✿ یہ آخری شق ایک بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ قانونِ جمود Law of Inertia کی پیش بینی کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ حرکت کو جاری رکھنے کے لئے کسی سبب کی حاجت نہیں۔ سبب کی ضرورت فقط حرکت کی سمت میں تبدیلی کرنے کے لئے پیش آتی ہے اگر کوئی چیز حرکت میں ہے تو وہ برابر بغیر اپنی رفتار یا سمت تبدیل کیے حرکت میں رہے گی جب تک کہ کوئی چیز اسے رفتار کم کرنے یا رفتار تیز کرنے یا اپنی سمت میں تبدیلی کرنے پر مجبور نہ کرے یہ خیال جس پر نیوٹن کے میکینکس Mechanics کی بنیاد ہے ارسطو کے نظریئے کے خلاف ہے جس کے مطابق کوئی بھی چیز جب تک کہ کوئی چیز اُسے چلاتی نہ رہے ٹھہر جاتی ہے۔ اٹامسٹ کہتے ہیں کہ ایک بار جب ایٹموں کو چلا دیا جائے تو اُن کی آئندہ حرکات کا تعین ناقابلِ تبدیل مکانیکی قانون کرتے ہیں۔ کائنات کی موجودہ حالت کا انحصار اس کی گذشتہ حالت پر ہے اس کا مستقبل اس کے حال سے بنتا ہے اور یہ جبریہ مسلک کی انتہائی متشدانہ روش ہے۔ خود اختیاری کے اس صریح انکار سے جو اخلاقی اشکال رونما ہوتا ہے وہ واضح اور تکلیف دہ ہے۔ آسان لفظوں میں بات یوں کہی جائے گی کہ اٹامزم کا نظریہ رکھنے والے لوگ یہ باور کرتے ہیں کہ جب ایک بار ایٹموں کو دھکیل دیا گیا تو پھر وہ جدھر اُن کو اتفاق لے گیا وہ چلے گئے اُن پر نہ کچھ اختیار ہے نہ مقدرت اور پھر یہی بات کائنات اور انسان پر لاگو ہوتی ہے کہ انسان بس اتفاق سے پیدا ہو گیا اور اتفاق اسے ہر طرف لئے پھرتا ہے۔ اتفاق سے بنگیا اتفاق سے زندہ رہا اور اتفاق ہی سے مر گیا اُس کا نہ کچھ اختیار ہے نہ سمجھ اور نہ ہی کچھ پکڑ ہے۔ مر گیا سو مر گیا۔ نہ سزا ہے نہ جزا نہ آخرت۔

✿ **انسانی سوچ ناقص** : بدقسمتی سے انسانی ذہن کی پیدا کی ہوئی فلاسفی محض ایک

جزوی چیز ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان کی عقل بھی جزوی ہے۔کُلی نہیں۔بس وہی مثال ہے دس اندھوں والی جنہوں نے ہاتھی دیکھا۔انسانی فلسفوں کی بے شمار تشریحیں، تاویلیں، تعبیریں، تفسیریں ہوسکتی ہیں۔ جوایک دوسرے کے متضاد ہوتی ہیں۔ارسطو نے خالق کی کائنات میں نظام، قدرت، کنٹرول، عقل اور خوداختیاری کے پیشِ نظریہ ضروری سمجھا کہ ایٹموں کوحرکت میں رکھنے اور کنٹرول میں رکھنے کے لئے ایک قوت کی ضرورت ہے۔لہذا اُس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ حرکت کو جاری رکھنے کے لئے کسی قوت کی ضرورت ہے۔ڈیموکرٹس نے اس کے برخلاف خوداختیاری یا سوجھ بوجھ یا منصوبے کی نفی کرنے کے لئے کہہ دیا کہ ایٹم جب ایک بار حرکت میں لائے جاتے ہیں۔تو پھر وہ چلتے ہی جاتے ہیں۔اور اتفاقات کے رحم وکرم پر ہوتے ہیں۔اس سے زیادہ ایٹم کا علم نہ ارسطو کو تھا نہ ہی ڈیموکرٹس کو اور انسانی ذہن ایک حد تک تحقیق کا ساتھ دیتا ہے۔اور پھر تاریکی پھیل جاتی ہے۔اور اُس کے آگے ایمان کی روشنی ساتھ دیتی ہے۔اس روشنی کی موجودگی میں ہر چیز خالق کی جانب چلتی نظر آتی ہے اور اس کی عدم موجودگی میں ہر چیز مخالف سمت میں بھاگتی نظر آتی ہے۔ڈارون کو اپنے فلسفے میں کچھ بھی مذہب کے منافی نظر نہ آیا۔اور یہ بات اُس کے پُرخلوص احتجاج سے واضح ہوتی ہے لیکن کیا اُس کا فلسفہ ایسا ہی بے ضرر تھا۔جیسا کہ اُسے حقیقت کی تلاش کی سرگرمی میں نظر آتا تھا۔

ڈیموکرٹس کے ایٹم اور افلاطون کے آئیڈئے Ideas

افلاطون کی طرح ڈیموکرٹس بھی دنیا میں ابدی اور بنیادی حقیقت کو حِس کا ہدف نہیں بلکہ علم کا ہدف مانتا تھا۔لیکن اس حقیقت کا نقشہ اُس کے ذہن میں افلاطون کے نقشے سے بالکل مختلف تھا۔یہ حقیقت ایٹموں پر مشتمل تھی۔ناقابلِ تقسیم۔اس لئے غیرفناپذیر ایٹموں پر اتنے باریک اجسام جو انسانی حِسوں کے ادراک سے ورا تھے۔جو شکل و صورت میں ایک دوسرے سے مختلف تھے۔اور اس لئے وہ ان کو وہی نام دے سکتا

تھا۔ جو افلاطون اپنے آئیڈیوں Ideas والی حقیقت کو دے سکتا تھا۔ اگر چہ دونوں دنیائیں ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ ''کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور''۔

✿ عظیم ترین ہم عصر مفکر اٹامزم کے نظریئے کو رد کرتے ہیں۔

ارسطو نے اپنا بے پناہ اثر و رسوخ اٹامزم جیسے نظریئے کے مخالف پلڑے میں ڈال دیا۔ فقط ارسطو ہی نے نہیں۔ بلکہ عہد قدیم کے فلسفیوں میں سب سے بڑے مصنف فلسفی افلاطون نے بھی اٹامزم کی مخالفت شدومد سے کی۔ ارسطو کی موت کے بعد دو سو سال کے عرصے میں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ یہ زمانہ ریاضیاتی اور فلکیاتی سائنس کی ترقی کا بے مثال زمانہ تھا۔ اور اقلیدس جس کی مشہور کتاب ''ایلیمنٹس'' Elements دو ہزار برس تک کورس کی کتاب رہی ہے۔ ایرسٹوتھینس Erastothenes جس نے سب سے پہلے زمین کا حجم ناپنے کا طریقہ استعمال کیا۔ ارشمیدس Archemides لیور کے اصول کا کاشف اور ہپارکس Hipparcus جسے فلکیات کا باوا آدم کہا جاتا ہے جیسے عظیم ناموں کے لئے مشہور ہے۔ اس دور کے کسی بھی بڑے مفکر نے اٹامزم کی تحقیق و جستجو تو درکنار اس کا نام تک لینا گوارا نہیں کیا اور تو اور خود اس دورِ جدید کے ڈھنڈورچی اور اٹامزم کے عظیم ترین قابل ترین اور فصیح ترین موئد بیکن Bacon نے بہت سے نکتوں پر ارسطو سے شدید اختلاف کے باوجود اس بات پر اُس سے اتفاق کیا۔ کہ اٹامزم کا نظریہ کائنات میں موجود الہیاتی نظام کے معاملے میں یکسر اندھا ہے۔ ایسی باریک اور مفصل ساخت ایٹموں کے اتفاقی جمگھٹے کے نظریئے سے کبھی بھی کسی تسلی بخش انداز سے بیان ہونی ناممکن ہے۔ بیکن کو اس خطرے کا انتہائی احساس تھا جو تحقیقات کے شروع کرنے کی کوششوں میں موجود تھا اور وہ یہ کہ قدرت کے مقاصد کے معاملے میں کوتاہ نظری کا مظاہرہ کرنے کی طرف مائل ہو جانے کا قوی ترین امکان ہے۔ بدقسمتی سے بیکن کے یہ خدشات بالکل درست ثابت ہوئے۔ وقت آنے پر روحانیت کی طرف کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا اور فوری

مادی منفعت ہی مقصد ٹھہری۔ جس کے نتیجے میں ایک عالم گیر بے چینی ہر طرف پھیل گئی۔ جس کا علاج ایٹم بموں کی بارش تابکار شعاؤں کی بوچھاڑ اور زہریلی گیسوں کی بھرمار قرار پایا۔

✿ اپیقیورین نے اٹامزم کو اپنی علامت بنایا

عظیم ذہنوں کی ہمہ گیر تردید کے درمیان البتہ ایک مکتبِ فکر ایسا بھی تھا جنہوں نے اٹامزم کو اپنی تنظیم کا ایک حصہ بنالیا۔ اس مکتبِ فکر کے لئے اٹامزم کی کشش اس کی سائنسی افادیت کیوجہ سے اتنی نہ تھی۔ جتنی کہ دُنیا کے الہیاتی نظامِ حکومت کے ساتھ اس کے مبینہ تضاد کی وجہ سے تھی۔ یہ لوگ الہیاتی نظامِ حکومت کو دوسب سے بڑی خرابیوں کی جڑ سمجھتے تھے۔ یعنی موت کا خوف اور واقعاتِ مابعد الموت کا خوف دورِ جدید میں بے شک سائنس والوں نے مادے کے ایٹمی ساخت کے عقیدے کے ساتھ الہیاتی نظامِ حکومت کے عقیدے کو بھی شامل کرلیا ہے۔ لیکن تب اُنہوں نے جیسا کہ اُن میں سے ایک جیمز کلارک میکسویل نے کہا ہے۔ ایٹموں کو بنی بنائی اشیاء تصور کیا ہے۔ اور یہ کہ اس دنیا میں غیر مادی چیزوں کا وجود بھی ہے جو کہ ہرگز ایٹموں سے بنی ہوئی نہیں ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال تسلی بخش نتائج نہ دے سکا۔ ایک بار جو اٹامزم کا دروازہ کھلا تو مادی ایٹموں نے غیر مرئی چیزوں کی غیر مادی سوچ کو نکال باہر کیا۔ اور خالص اٹامزم نے ہر جگہ اپنا تسلط جمالیا۔ اور اس کی بین وجوہات ہیں۔ جو چیز بھی ایٹمی طرز کے بیان میں نہیں آسکتی۔ اُسے غیر حقیقی اور اس لئے غیر ضروری سمجھ کر رد کر دیا گیا۔

✿ وہ مکتبِ فکر جس نے مذہب کی خوفناکیوں کے خلاف اٹامزم کو اپنایا تھا اور جس کا حوالہ اُوپر آچکا ہے۔ اپیقیورین Epicureans کا مکتبہ فکر تھا۔ اپیقیورین مکتبہ فکر کے بانی اور رواقی مکتب فکر کے بانی زینو کے حریفِ اول اپیقورس نے ایک دانشمندانہ اور مُعتدل قسم کے حظ کے حصول کی سفارش کی۔ لیکن اُس کے نمونے کی

پیروی نہ کی گئی اور اُس کے پیرو کاروں نے اعتدال کی راہ کو ترک کر کے جلد ہی افراط کی راہ اختیار کر لی کیونکہ اُس کا عقیدہ تھا اور یہی اُس نے سکھلایا کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں اس لئے حیاتِ مابعد الموت کے خوف کے نہ ہونے کی وجہ سے اُس کے مُقتدی بے لگام ہو گئے۔ اور اگر چہ اُس نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ چونکہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں اس لئے اس زندگی میں موج بہار لوٹ لو تاہم موت کے بعد سزا و جزا کے عقیدے کے بغیر کسی انسان کا افراط و تفریط کے راستے سے کترا کر اعتدال پسندی کی راہ پر گامزن ہونا ایک امر محال معلوم ہوتا ہے۔ کاش کہ انسانوں میں اس درجہ سعادت مندی موجود ہوتی۔ لیکن افسوس کہ معاملہ اس طرح نہیں۔ ہوسکاروں کے لئے اپنی ہوس کاری کے جواز میں جب اپیقیورس کی تعلیمات کو پیش کرنے کا موقع دستیاب ہوا تو وہ خوب کُھل کھیلے۔ اپیقیورس کا یہ مقولہ کہ ”حظ ہی انسانی زندگی کا اولین مقصد ہے“ اُن لوگوں کے لئے ایک سند کا درجہ اختیار کر گیا اور جلد ہی اپیقیورین کا لفظ نفس پرست کا مترادف اور ایک گالی بن گیا۔

❁ اپیقیورین کی اٹامزم کے سائنسی پہلو سے عدمِ دلچسپی

اپیقیورزم کا بانی اپیقیورین اور رواقیت کا بانی زینو دونوں ہی اس بنا پر دلچسپی کا باعث ہیں کہ دونوں نے حقیقت کی پروا کئے بغیر اپنی آرا کو اپنے اپنے اخلاقی نظام کی ضرورتوں کے مطابق ڈھالا۔ اپیقیور نے اٹامزم کو اپنایا اس لئے نہیں کہ اُسے اس کی سائنسی خوبی میں دلچسپی تھی۔ بلکہ محض اس لئے کہ اٹامزم کی مادیت اُس کے حیات بعد الموت کے انکار کی تصدیق کرتی تھی۔ رومن شاعر لیوکرٹس ڈیموکرٹس کا ایک ممتاز پیرو تھا۔ اُس نے اپنی نظم ”ڈی رے رم نیچورا“ کے ذریعے ایٹامزم کو مشہور کرنے کے لئے بہت کچھ کیا۔ تاہم اگر چہ شاعر کو اٹامزم کا بانی توہم پرستی کے خوف سے نجات دلانے والا ایک دیوتا نظر آتا تھا۔ ایک با اصول اپیقیورین کی نگاہ میں علمی اور سائنسی مشغولیات ایک شائستہ کھیل سے بڑھ کر کچھ نہ تھی۔ بجز این کہ یہ توہم پرستی کی دہشت کو

کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی تھی۔ اس طرح یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں اگر اپیقیورین نے سائنسی ترقی یا فلسفی تحقیق میں کچھ کام نہیں کیا۔ اُنہوں نے ڈیموکرٹس کے ایٹمی نظریئے کو اپنایا۔ مگر اُن کے ہاتھوں میں نہ تو یہ اس قابل ہی ہوا کہ اُن اعتراضات کا جو اس کی اس حیثیت پر جو اسے حقیقت کی انتہائی کڑی کے نظریئے کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ کوئی جواب دے سکے۔ نہ ہی وہ اپنی اس بڑی اہلیت کو نمایاں کر سکا جو اُسے سائنسی بیان اور انکشاف کے آلے کے طور پر ودیعت تھی۔

✿ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پال نے اپیقیورین اور رواقی نمائندوں سے ایتھنز میں بات کی

✿ اپیقیورین مکتب فکر کے مقابلے میں ابتدا سے ہی رواقی مکتب فکر موجود تھا۔ رواقی مکتب فکر رفتہ رفتہ غلبہ پا گیا۔ اگرچہ کافی عرصہ تک یہ دونوں مکاتب فکر اُن ممالک کے سمجھدار لوگوں کی اکثریت کی اطاعت کے حصول میں شریک رہے۔ جو عیسائیت کے ابتدائی دور میں سلطنتِ روما کا دل تصور کئے جاتے تھے۔ یاد رہے کہ وہ فلسفی جنہیں حواری پال بمطابق انجیل 17 باب اعمال 18 ایتھنز میں ملے۔ وہ اپیقیورین اور رواقیوں کے نمائندے تھے۔

✿ رواقی نہ کہ اپیقیورین رومنوں میں مقبول

اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ یونان کے سب مکاتب فکر میں سے رواقی ایک ایسا مکتب فکر تھا جو رومنوں کے ساتھ گھل مل گیا۔ رومن رواقی مکتب فکر کے بانی زینو کی موت کے بعد دو صدیوں سے بھی کم عرصے میں یونانی دنیا کے مالک بن چکے تھے۔ علم کی محبت، خوبصورتی کا سرور، شبہات کی باریکیاں، شائستہ اور شگفتہ مسرتوں کی تربیت کی قبیل کے اطوار رومن مزاج سے موافقت نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ یہ باتیں اُن میں ایسی سکی پیدا کر سکتی تھیں جو اُن کے نظم وضبط اور فرض شناسی کے لئے خطرہ تھیں۔ اور یہی نظم وضبط اور فرض شناسی کے اوصاف تو رومن سلطنت کے بنیادی ستون تھے۔ اب

یونان کے تمام مکاتب فکر میں رواقی مسلک ہی ایسا تھا جس سے رومنوں کو اپنے خصوصی اطوار کے معاملے میں کم از کم خطرہ لاحق تھا۔ ایک طرف اگر رواقیت کے اخلاقی اور مذہبی مزاج نے روم میں ایک خصوصی مقام پیدا کرلیا تھا تو دوسری طرف رومنوں کے مزاج میں بھی کچھ ایسی بات تھی۔ جو رواقی فلسفے سے خاص مناسبت رکھتی تھی۔ یہ تھا جسے کہا جاتا ہے ''انصاف اور قانون'' کا احساس جس نے رومنوں کو عہد قدیم کی قوموں میں ایک امتیازی مقام دلوایا تھا۔ اور جس نے رومنوں کے قانونی نظام کو ایک ایسی بنیاد بنادیا جس پر اُس وقت کے معاشرے کے استحکام کو قرار ملا تھا۔ ایک ایسے دور میں جس میں لوگ ایک مذہبی عقیدے کی تلاش میں تھے۔ اپیقیورین یا متشککین کی بجائے رواقیوں نے بالآخر وسیع تر اثر ورسوخ، تقدیر کے معاملے میں تسلیم ورضا اور کائنات کے الہیاتی نظام کے عقیدے کے سبب حاصل کرلیا۔

رواقیت اور عیسائیت دونوں ہی اپیقیورین ازم اور اٹا مزم کے خلاف

رواقیت اور عیسائیت دونوں ہی اپیقیورین ازم کے خلاف اپنی سخت اخلاقی اقدار اور دنیا کے الہیاتی نظامِ حکومت کے عقیدے کی وجہ سے تھیں۔ اس کے علاوہ جب کہ اپیقیورین کو رفتارِ زمانہ میں ایٹموں کا ایک لازوال اور غیر فنا پذیر کھیل نظر آتا تھا۔ ایسا کھیل جو بغیر کسی سابقہ منصوبے یا سکیم کے ماتحت کھیلا جارہا تھا۔ رواقی اور عیسائی دونوں ہی اس دنیا کی ایک مکمل تباہی (قیامت) کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ایک ایسی تباہی جس میں اس پورے موجودہ نظام کو معدوم ہوجانا تھا۔

پانچویں صدی عیسوی میں عیسائیت مکمل طور پر مسلط اٹا مزم معدوم

پانچویں صدی عیسوی میں وہ تمام جدوجہد جو یونان کے متعدد مکاتب فکر اپنی زیست و بقا کے لئے کررہے تھے ختم ہوگئی اور عیسائیت کا تسلط مکمل ہوگیا۔ اٹا مزم اپیقیورین ازم کے ہمراہ نابود ہوگیا۔ عیسائیت اس وقت سلطنتِ روما کا سرکاری مذہب بن چکی تھی اور ہر شمع عیسائیت کی شمع کے سوا بجھ چکی تھی۔ پوری سلطنتِ روما بشمول شہنشاہِ روم

عیسائیت کو قبول کر چکی تھی۔

✿ قرآنِ حکیم نے مغرب کے دورِ تاریکی میں ایٹمی جہنم کی پیشین گوئی کی

500ء سے لے کر 1000ء تک کا عرصہ یورپ کا دورِ تاریکی کہا جاتا ہے۔ یورپ کا دورِ تاریکی اس لئے دورِ تاریکی نہیں کہلاتا کہ اس دور میں عیسائیت کا جذبہ سرد پڑ چکا تھا یا مادی دنیا کی نفرت کا عقیدہ زوال پذیر ہو چکا تھا بلکہ اس لئے کہ اس دور میں علم کے حصول کے لئے علمی سرگرمیاں بند تھیں۔ اٹامزم کی جانب مائل ہونے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ علمی سرگرمیوں کی غیر موجودگی نے عیسائیت کے رویئے کو اٹامزم یا اس جیسے کسی دوسرے مادی دنیادارانہ نظریئے کے معاملے میں مزید سخت کر دیا تھا۔ اور اگر عیسائی دنیا اپنے دل میں اس دنیا کی محبت کا کوئی خیال رکھتی بھی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ اٹامزم جیسے لادینی نظریئے کی جانب اس کا جھکاؤ ہو۔ کوئی بھی عیسائی اٹامزم جیسے مادہ پرست اور الحاد پرور نظریئے کے متعلق سوچنا بھی گوارا نہ کر سکتا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس دنیا میں پھر کبھی اٹامزم جیسا نظریہ جاگ پڑے گا کیونکہ یہ نظریہ اپنی موت مر چکا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی میں عیسائیت روم کا سرکاری مذہب بنی۔ پانچویں صدی عیسوی میں عیسائیت کے خلاف کسی بھی مکتب فکر کی مخالفت کا آخری شائبہ تک ناپادید ہو چکا تھا۔ ساتویں صدی عیسوی میں جب تاریکی کا مذکورہ دور ہر طرف مسلط تھا۔ قرآن حکیم نے اس تاریک صدی کے اوائل میں ایٹم بم بلکہ ایٹمی آگ بلکہ ایٹمی جہنم کی پیشینگوئی ایک ایسے ملک میں کر دی جس کی تاریخ میں صدیوں کی مسلسل تیرگی اور جہالت کے بادل ہی مورخ کو ہر طرف چھائے ہوئے نظر آ سکتے تھے۔ ایک ایسی پیشین گوئی جسے چودہ صدیوں تک اپنی تکمیل کے لئے پردہء اختفاء میں رہنا تھا۔ ایسی پیشین گوئی جو ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں کی گئی مگر کوئی بھی انسانی ذہن جس کا مثیل پیش کرنے کی سمجھ 3 دسمبر 1942 تک (جس دن سے ایک روز پہلے فرمی Fermi نے شکاگو کی یونیورسٹی میں فون چین

ری ایکشن Fission Chain Reaction کا کامیاب مظاہرہ کیا) نہیں رکھتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ ہیروشیما اور ناگاساکی کو ایٹم بم سے پیوندِ زمین کر دینے کے عین بعد بھی کسی بھی ایٹم بم بنانے والے سائنس دانوں کو ایٹمی توانائی کے متعلق اتنی خبر نہ تھی۔ جتنی قرآن حکیم نے چودہ صدیاں قبل اپنی پیشین گوئی میں بہم پہنچائی تھی۔ فرمی کی کامیابی کے بعد دو برس سے کچھ زیادہ عرصہ لگا تب جا کر ایٹم بم بنا۔ اور فرمی کی کامیابی سے تین برس پہلے آئن سٹائن نے جو خط پریذیڈنٹ روزولٹ کو ایٹم بم کی ساخت کے متعلق لکھا۔ اُس میں اُس کا اندازِ تحریر یقیناً یقین پر مبنی نہ تھا۔ اُس نے صرف ایک امکانی صورت کا تذکرہ کیا تھا۔

✿ اٹامزم جی اٹھا

✿ چوتھی صدی قبل مسیح میں ارسطو نے اپنا اثر و رسوخ اٹامزم (ایٹمی نظریئے کے مخالف) پلڑے میں ڈالا تھا۔ لیکن جب دوسری صدی عیسوی کے شہرہ آفاق حکیم جالینوس نے اپنی رائے ارسطو کے پلڑے میں ڈال دی تو ایٹموں کا آسمان ایسا گہنایا کہ چودہ صدیوں تک یہ تیرگی چھائی ہی رہی۔ یہ تیرگی بہرحال آخر کار چھٹ گئی۔ افلاطون اور ارسطو کے فلسفے جن کا اثر قابل ترین ذہنوں پر چھایا رہا۔ اور جو صدیوں تک تخت پر قابض رہیں۔ آخر کار اُن کے زوال کا وقت آ پہنچا۔ ان فلسفوں نے کئی صورتیں اختیار کی تھیں۔ ان کا کئی مذہبوں کے ساتھ امتزاج ہوا تھا۔ یہ کئی انقلابوں میں صحیح سلامت برقرار رہیں۔ ایسے انقلاب جن میں سلطنتیں، مذہب، زبانیں، قومیں مٹ گئیں لیکن ان کی قسمت میں آخر کار نئے فلسفے ثمر مادی افادیت اور ترقی کے فلسفے کے لئے میدان چھوڑنا لکھا تھا۔

✿ ایٹمی نظریئے کا علم اس کے صدیوں غائب رہنے کے بعد لیوکرٹس (پہلی صدی قبل مسیح) کی ایک نظم سے ہوا جس میں اُس نے ایٹمی نظریہ رکھنے والے قدیم اٹامسٹوں کے نظریات منطقی طور پر مرتب کر دیئے تھے۔ اور صفائی کے ساتھ پیش کر دیئے تھے۔ یہ

اس نظم ڈی رے رم نیچورا De Rerum Natura کے متعلقہ حصے سے حاصل کی ہوئی معلومات کی بنا پر ہی تھا۔ کہ پیری گیسنڈی Pierre 1592 -1655 Gassandi پروونکل فلسفی اور رومن کیتھولک پادری نے یونانی ایٹمی نظریہ رکھنے والے فلسفیوں کے نظریات کو متعارف کرایا۔ قدرت کی مہیا کی ہوئی ضیافت سے لطف اندوز ہونے کی زبردست خواہش نے یورپ والوں کو ایٹمی نظریئے کی قبولیت کے لئے آمادہ کر دیا۔ جب کہ بیکن جیسے قابل آدمیوں نے راہنمائی کی۔ اور ایٹمی نظریہ منظر پر آ گیا۔ رفتہ رفتہ سارے میدان پر قابض ہو گیا۔

✿ بیکن کی مادے اور روح کو متوازن رکھنے کی کوشش ناکام

✿ بیکن کا منصوبہ یہ تھا کہ تحقیق کے ذریعے جس میں سے کچھ کیمیا گروں کی طرح تجرباتی قسم کی ہو مگر ہر قسم کی توہم پرستی کی ملامت سے پاک ہو اور فوری منفعت کے حصول کی جانب نہیں بلکہ وسیع تر علمی معلومات کی جانب مائل ہو۔ بالآخر قدرت پر انسان کی حاکمیت کو بیش از بیش مسلط کیا جائے اُس کا عقیدہ تھا۔ کہ ایسی حاکمیت انسان کا ازلی مقدر تھا۔ مگر بیکن کے اس امتیاز کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اور جلد ہی لوگ فوری جلبِ منفعت کے اصول پر کاربند ہو کر بیکن کے اعلیٰ ترمطمحِ نظر کو فراموش کر بیٹھے۔ نہ ہی بیکن کی وہ سعی جو اس نے طبیعی فلسفے کی عملی جانب کو عیسائیت کے روحانی فلسفے کے ساتھ ملا دینے کے لئے کی تھی۔ بارور ہوئی کیونکہ لوگوں نے روحانیت کو یکسر ترک کر کے مادیت کو اپنا لیا۔ میکالے نے بیکن کے بارآور فلسفے کو قدیم یونانی فلسفیوں کے بانجھ فلسفے کے مقابلے میں بہت سراہا ہے۔ مگر افسوس کہ متوقع نتائج اس لئے برعکس نکلے۔ کہ لوگوں نے روحانی اور اخلاقی جانب کو نگاہوں سے اوجھل کر کے فقط مادی اور بارآور جانب ہی کو اپنا نصیب العین سمجھ لیا۔ اور اس طرح روحانیت کے معدوم ہو جانے کے سبب سارا میدان ایٹمی نظریئے کے ہاتھ رہا۔ اور زندگی غیر متوازن ہو کر ڈوب گئی۔

❁ ایٹمی نظریئے کے میدان میں ڈیلٹن Dalton کی تحقیق

❁ نیوٹن اور بائل دونوں مادے کو ایٹمی مانتے تھے۔ تاہم ایٹمی نظریہ اُس وقت تک کیمسٹری میں منظم طریقے سے نہ اپنایا گیا۔ جب تک کہ ڈیلٹن (1844-1766) نے اس پر تحقیق نہ کر لی۔ ڈیلٹن کے ہاتھوں مدت سے فراموش شدہ ایٹمی نظریئے کی تجدید نے اُس سابقہ دور کو جو تین صدیاں قبل کاپرنیکس Copernicus کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ ختم کر دیا۔

❁ ڈیلٹن کی تحقیق کے اہم ترین نتائج مندرجہ ذیل ہیں:۔

❁ (i) مادہ ایٹموں کا بنا ہُوا ہے جو نہ تو تخلیق کئے جا سکتے ہیں نہ ہی فنا کئے جا سکتے ہیں۔ کیمیاوی تبدیلی ایٹموں کے جمع ہونے سے پیدا ہوتی ہے جو پہلے الگ الگ تھے یا ایٹموں کے الگ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ جو پہلے اکٹھے تھے۔ خود ایٹموں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

❁ (ii) کسی بھی خاص عنصر کے ایٹم تمام ایک جیسے ہوتے ہیں اور وہ کسی دوسرے عنصر کے ایٹموں سے عملاً وزن میں مختلف ہوتے ہیں۔

❁ ڈیلٹن کے بنیادی نظریوں کو وسعت دینے اور ترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ تاہم جدید لباس میں وہ ابھی تک کیمیاوی نظریئے میں ایک لازمی کردار ادا کرتے ہیں۔

❁ ایٹمی نظریہ ایٹمی بم کی راہ پر محض اتفاق سے اور غیر متوقع طور پر چل نکلا

❁ ایٹمی نظریہ ایٹمی بم کی راہ پر جرمن سائنس دان رونٹجن Roentgen کے ہاتھوں 1895ء میں ایکس رے کے محض اتفاقی انکشاف کے ساتھ چل پڑا۔ اس واقعے نے طبیعی سائنس میں عدیم النظیر ترقی کے ایک دور کی ابتداء کر دی۔ چمک اور ایکس رے کے امکانی تعلق کی تلاش میں فرانسیسی سائنس دان بیکیرل Becquerel نے اپنے تحقیقی عنصر کے طور پر محض اتفاق سے یورانیم نائٹریٹ کو

چُن لیا اور 1896ء میں نہائت ہی غیر متوقع طور پر ریڈیائی تابکاری کے انکشاف سے دوچار ہو گیا۔ اس انکشاف نے پیری Pierre اور مادام کیوری کی رہنمائی آگے ریڈیم کے انکشاف کی جانب کر دی۔ 1905ء میں آئن سٹن نے اپنا نظریہء اضافیت پیش کیا۔ اور اس کے نتیجے کے طور پر کمیت Mass اور قوت Energy کی ایکوی ویلنس Equivalence کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔ روتھر فورڈ Rutherford نے تابکار شعاؤں پر عظیم کام کیا۔ یہ شعاعیں جو تابکار اجسام سے خارج ہوتی ہیں اور اُن کو الفا، بیٹا، گاما شعاؤں کا نام دیا۔ روتھر فورڈ کی اس تحقیق نے ایٹم کے متعلق اس تصور کو جنم دیا کہ ایٹم کا ایک مرکزی قلب ہوتا ہے۔ نیوکلس جس کے گرد الیکٹران گھومتے رہتے ہیں۔ جس طرح سُورج کے گرد سیارے۔ گویا کہ یہ ایک چھوٹا سا نظام شمسی ہے۔ بوہر Bohr نے پلانک اور آئن سٹائن کے مقداری نظریئے Quantum Theory کو روتھر فورڈ کے ایٹمی ماڈل میں ضم کر دیا اور اس طرح اُس نے اپنے نہایت ہی دُوررس نظریئے یعنی ایٹم کے مقدارزی نظریئے کی تشکیل کی۔ 1919ء میں روتھر فورڈ نے پہلی مرتبہ ایک عنصر (نائٹروجن) کو الفا پارٹیکلز (ذرات) سے بمبارڈ کر کے حصوں میں منقسم کر دیا۔ بلیکٹ Blacket نے جلد ہی اسی عمل کا ایک کلاؤڈ چیمبر فوٹوگراف مہیا کر دیا۔ کیڈوک Chadwick نے روتھر فورڈ کی لیبارٹری میں کام کرتے ہوئے 1932ء میں نیوٹران دریافت کر لیا۔ اسی سال اور اسی لیبارٹری میں کراکگرافٹ Crockcroft اور والٹن Walton نے لیتھیم کو پروٹانز سے بمبارڈ کر کے پہلی مصنوعی ایٹمی قلب ماہیت کا کامیاب تجربہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی نئے انکشافات کا ایک تانتا بندھ گیا۔

✿ یورانیم کے انشقاقی عمل Uranium Fission کو دو جرمن سائنس دانوں ہاہن Hahn اور سٹرسمن Strassman نے 1938ء میں دریافت کیا۔ اس انکشاف کی غیر معمولی اہمیت کو جلد ہی محسوس کر لیا گیا۔ اور ایٹمی نیوکلائی کا مطالعہ

نہائت زور شور سے ہونے لگا۔ 1940ء تک سو سے زیادہ مضمون اس موضوع پر سامنے آئے۔اس کے فوراً بعد سارا موضوع پسِ پردہ چلا گیا۔اور 1939ء والی جنگِ عظیم کے خاتمے تک کھلے طور پر کوئی حوالہ سائنٹفک لٹریچر میں منظرِ عام پر نہیں آیا۔

۞ اگرچہ ایٹمی توانائی کی آفرینش کے تمام بنیادی انکشاف مغربی یورپ سے آئے مگر مغربی یورپ نے نہیں بلکہ امریکہ نے اپنے بے پناہ صنعتی اور سائنسی وسائل کے بل بوتے پر ان بنیادی معلومات کو عملی نتائج کے حصول کی خاطر استعمال کیا اور بہت جلد روس نے اس مثال کو اپنایا۔

۞ آئن سٹائن کا تاریخی خط امریکی صدر روزولٹ کے نام

۞ 2 اگست 1939ء کو آئن سٹائن نے پریذیڈنٹ روزولٹ کو ایک خط (جواب تاریخی حیثیت اختیار کر گیا ہے) لکھا۔ اس خط میں اُس نے فرمی اور زلرڈ کے انکشافات کی روشنی میں یورانیم فون کے عمل کے استعمال سے بنائے جانے والے ایک نئی قسم کے بم کے امکانات کی طرف اشارہ کیا۔ایک ایسا بم جو عام بم سے دس لاکھ گنا طاقت ور ہوگا۔اس قسم کا ایک ہی بم اگر کشتی میں لاد کر ایک بندرگاہ میں پھٹا دیا جائے تو وہ ساری بندرگاہ اور اس کے علاوہ اردگرد کے علاقے کا کچھ حصہ بھی تباہ کر دے گا۔ یہ دس لاکھ گنا طاقت ور بم کا لفظ خوفناک حد تک دلپذیر تھا مگر یہ بات قطعاً معلوم نہ تھی کہ اس کے ساتھ جو تابکار شعاؤں کا جہنم ہوتا ہے وہ روکے سے رُکتا نہیں۔اور بم پھینکنے والے کو بھی تباہ کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔امریکی گورنمنٹ نے 1942ء کو سنجیدگی سے امکانات کی تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا۔ 8 دسمبر کو شگاگو یونیورسٹی کی سٹیگ فیلڈ میں فرمی نے پہلا سست رفتار نیوٹران Slow Neutron فون زنجیری تعامل Fission Chain Reaction کا کامیاب تجربہ کیا۔ یہ کامیابی ایٹمی سائنس کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی تھی۔البتہ فرمی بے چارہ اس کامیابی کے تین سال بعد تابکاری شعاؤں کا شکار ہو کر دردناک کینسر میں مُبتلا

ہوا اور دردناک عذاب سے دوچار ہو کر راہیء ملک عدم ہوا۔ اس اٹالین سائنس دان کو اُس کی بہن نے ایسی انسانیت سوز چیز تیار کرنے پر جو خط لکھا ہے محفوظ کرلیا گیا ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے بڑا ہی دردانگیز خط ہے۔ بہر حال اس کامیابی کی وجہ سے جلد ہی دریائے کولمبیا کے کنارے پلوٹونم تیار کرنے کا ایک عظیم کارخانہ وجود پذیر ہو گیا۔ ایک دوسرا کارخانہ قدرتی یورانیم سے یورانیم 235 حاصل کرنے کے لئے اوکرج میں قائم ہو گیا۔ اوکرج میں ہی ایک اور پلانٹ قائم کر دیا گیا۔ جس میں الیکٹرومیگنیٹک سیپاریشن کے اصول پر یورانیم 235 تیار کیا جانے لگا۔ ایٹم بم کا ڈیزائن بنانے کا کام نیولاس الامس لیبارٹری نیومیکسیکو کے سپرد کیا گیا جو اوپن ہیمر کی رہنمائی میں کام کر رہی تھی۔ 1945ء کے وسط تک تین بم بنالئے گئے۔ ان میں ایک کو جو پلوٹونم کا بنا ہوا تھا 16 جولائی 1945ء کو الاموگورڈو میں ٹسٹ کیا گیا۔ باقی دو ہیروشیما اور ناگاساکی پر 6 اور 9 اگست 1945ء کو گرائے گئے۔

✿ ہیروشیما ناگاساکی کا المیہ

✿ 6 اگست انسانی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے۔ یہ اس دن کی صبح کا وقت تھا جب پہلا یورانیم 235 ایٹم بم ہیروشیما پر گرا تھا۔ اور 78000 نفوس قتل اور 37000 زخمی ہوئے تھے۔ دوسرا ایٹم بم (پی یو 239) 9 اگست 1945 کو ناگاساکی پر گرایا گیا تھا۔ اُس نے 24000 انسان قتل اور 23000 زخمی کئے۔ دونوں بم تقریباً ایک ہی طاقت کے تھے۔ دونوں ہی 20 کلوٹن ٹی این ٹی کے برابر تھے۔ لیکن ناگاساکی کی ناہمواری کے باعث وہاں نقصان مقابلتہً کم ہوا۔ دونوں بم 2000 فٹ کی بلندی پر پھٹائے گئے۔ تاکہ دھماکے سے زیادہ سے زیادہ رقبہ متاثر ہو سکے۔ موت کی شرح تھی بم پھٹنے کے مقام سے نصف میل کے اندر نوے فی صد نصف میل سے ڈیڑھ میل تک پچاس فی صد سے اوپر نصف میل کے رقبے میں تمام عمارتیں حتیٰ کہ زلزلہ پروف عمارتیں بھی مکمل طور پر تباہ ہو گئیں اور ڈیڑھ میل کے رقبے میں اکثر

عمارتیں برباد ہو گئیں۔ دو میل تک تمام عمارتیں بُری طرح سے متاثر ہوئیں اور تین میل تک معمولی متاثر ہوئیں۔ دھماکے سے پیدا ہونے والی شدید حرارت نے دھماکے کی جگہہ کے گرد پونے میل کے رقبے میں باہر موجود آدمیوں کی کھالوں کو مہلک طور پر جلا دیا۔ اور حرارت کی شدت اور ہیٹ فلیش (ایٹمی دھماکے سے پیدا ہونے والی آگ) کے بھڑکے کے صدمے نے موقع پر موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اگرچہ بالعموم کازوالٹی کی اکثریت کھال جلنے اور دوسری میکانیکی چوٹوں سے وقوع پذیر ہوئی تھی لیکن یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اموات کا تقریباً ساٹھ فی صد اور کازولٹیز کا کم از کم پچھتر فی صد جلنے (آگ اور ہیٹ فلیش) سے وقوع پذیر ہوا۔ تقریباً بیس فی صد اموات گرتی ہوئی عمارتوں اور اُڑتے ہوئے کوڑے کرکٹ کی وجہ سے اور بیس فی صد دوسری وجوہات بشمول تابکاری شعاؤں سے واقع ہوئیں۔ یہ اعداد و شمار اور یہ مالی نقصانات بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ایٹمی توانائی سے بننے والے بموں میں جو ترقی ہیروشیما کے بعد ہوئی ہے وہ اس قدر حیرتناک ہے اور ان نئے بموں سے ہونے والے نقصانات کے اندازے اتنے بیکراں ہیں کہ اُن کے سامنے ہیروشیما اور ناگاساکی پر برسائے ہوئے ایٹم بم محض ایک نمائشی کھلونا نظر آتے ہیں۔ یہ نئے ترقی یافتہ ایٹم بم محض شہروں کو نہیں ملکوں کو غارت کر کے رکھ دیتے ہیں اور ملکوں کی تو بات ہی کیا ہے یہ ساری دنیا کو آنِ واحد میں بھسم کر کے رکھ سکتے ہیں۔

✿ ہائڈروجن بم عرف ہیل بم جہنمی بم بنتا ہے

✿ روس کا پہلا فونی دھماکہ (ہیروشیما کی قسم کا دھماکہ) اگست 1949ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کا اعلان پہلی بار امریکی صدر ٹرومین نے 23 ستمبر 1949ء میں کیا کہ امریکی حکومت کے پاس ناقابلِ تردید ثبوت اس امر کا موجود ہے۔ کہ روسیوں نے فونی قسم کی کسی ایجاد کو آگ دکھائی ہے۔ امریکی حکومت نے فی الفور تھرمونیوکلر (Thermonuclear) معروف بہ ایچ بم یا سوپر بم کا اہتمام کرنے کا فیصلہ

کیا۔ 31 جنوری 1950ء کو ٹرومین نے اٹامک انرجی کمشن (ڈیوڈ للی این تھن بطور چیئر مین) اور اس کی جنرل ایڈوائزری کمیٹی (رابرٹ اوپن ہیمر بطور چیئرمین) کو ہدایات دے دیں۔ لیکن رفتار اور مقدار پر آراء میں سخت اختلاف نمایاں تھا۔ سائنسدانوں کی ضمیر کو کڑے امتحان میں ڈال دیا گیا تھا۔ ہیروشیما اور ناگاساکی میں انسانیت کی تباہی اور انسانیت کی تباہ کاریوں کو دیکھ کر بعض سائنس دانوں کو ہیروشیما سے بھی زبردست تباہی کرنے والے بم کی تیاری پر ملکی سلامتی کا خیال بھی بمشکل آمادہ کرتا نظر آتا تھا۔ ضمیر آخر جھجھوڑتی ہے اور ضمیر ضمیر ہے۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے عامل بھی موجود تھے مثلاً یہ کہ ایٹمی بم سے جو ضرر انسانیت کو پہنچ چکا ہے اُس کا مداوا پہلے سے زیادہ طاقت ور ایٹمی بموں سے نہیں ہوسکتا۔ یا یہ کہ انتہائی خوفناک بم بنانے والے خود بھی انتہائی خوفناک نقصانات کے متحمل ہوں گے۔ کیونکہ دوسرے بھی تو ایسے ہی خوفناک ہتھیار بنالیں گے۔ بہر حال ایک اور بڑے ہوشیار اور سرگرم سائنس دان ایڈورڈ ٹیلر نامی نے حامی بھرلی اور یکم نومبر 1952ء کو مارشل آئی لینڈ میں تھرمونیکلر بم یعنی ہائیڈروجن بم معروف بہ ہیل یعنی جہنم بم کا کامیاب دھماکہ کر دیا۔ یکم نومبر 1952ء کو امریکہ نے بحرالکاہل کے مارشل آئی لینڈ میں تھرمونیوکلر بم مائیک MIKE کا دھماکہ کیا۔ روس نے اس کے پیچھے قدم بڑھایا۔ اگست 1953ء میں روس نے بھی تھرمونیوکلر کا دھماکہ کرڈالا۔ یکم مارچ 1954ء کو امریکہ نے بیکینی اٹول میں پندرہ میگاٹن کی خطیر طاقت کا تھرمونیوکلر دھماکہ کیا۔ نومبر 1955ء میں روس نے اتنی ہی طاقت کا تھرمونیوکلر دھماکہ کرڈالا۔ برطانیہ۔ فرانس، چین، بھارت اور اسرائیل نے بھی باری باری ایٹمی دھماکے کیئے اور ایٹمی طاقتوں میں شامل ہو گئے۔

۞ ایٹمی توانائی اور ایٹم بموں کے تابکاری اثرات سے کوئی بھی محفوظ نہیں

۞ امریکہ کے بکی نی اٹول مارچ 1954ء کے کیئے گئے ایٹمی دھماکے نے ایک ایسی خوفناک حقیقت کو آشکار کردیا جسے دیکھ کر ایٹمی طاقتیں تھرا اُٹھیں۔ اب اُنہیں پتہ چلا

کہ ایٹم بم ایک سخت غدار غلام ہے۔ یہ دُشمن کا گھر جلا دینے کے بعد مالک کے گھر کی جانب بھی لوٹ سکتا ہے۔ اور اُسے خاکستر کر سکتا ہے بلکہ غیر جانبدار ممالک بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ واقع یوں ہُوا کہ ایک جاپانی ماہی گیر کشتی اپنے 23 ملاحوں کے ساتھ دھماکے کے مقام سے نوے میل کے فاصلے پر کھڑی تھی۔ اس کشتی کا نام فاکیریو مارو (خوش نصیب اژدھا) تھا۔ دھماکے کے بعد سفوف نما فال آوٹ Fall Out اس پر گرنے لگا۔ یہ ایک اعلان تھا سارے روئے زمین پر رہنے والے انسانوں کیلئے کہ ایٹم بم کی تابکاری سے دنیا کا کوئی گوشہ بھی محفوظ نہیں رہتا خواہ ایٹم بم کہاں پھٹے۔ کشتی کے خوفزدہ ملاح جھٹ پٹ لنگر اُٹھا کر رات دن سفر کرتے تیرہ روز کے بعد دو ہزار میل کی مسافت طے کر جاپان کی ایک بندرگاہ میں جا پہنچے۔ سب کے سب تابکاری سے متاثر تھے۔ وہاں زبردست علاج معالجے سے باقی تو بچا لئے گئے کیونکہ مہلک حد تک تابکاری سے متاثر نہ تھے اور چند آدمی تھے بروقت علاج اور زبردست علاج ہوا۔ لیکن کشتی کا وائرلیس اوپریٹر چھ ماہ کشمکش موت وحیات میں مبتلا ہو کر راہیء ملک عدم ہوا اور وہ بات جس کے صیغہء راز میں رکھنے کے لئے انتہائی اہتمام برتا گیا تھا۔ اُسے قدرت کے ڈھنڈورچی نے ببانگِ دہل طشت ازبام کر دیا ساری دنیا کی رائے عامہ کو سخت دھچکا لگا۔ اور ایٹمی طاقتوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اس کشتی والے واقعے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ ساری دنیا کے ایٹمی ماہر جاپان میں پہنچے اور وہاں تحقیق میں لگے رہے۔ دنیا بھر کے اخباروں نے شہہ سرخیوں کے ساتھ اس خبر کو شائع کیا اور رنگا رنگ کے اداریئے لکھے۔ سائنسی حلقوں میں ایک کھلبلی مچ گئی لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا اور پانی سر سے۔

<u>تاریخ مظفر گڑھ تحریر قاضی مقصود الحسن دو جلدیں زیر طبع</u>

﴿تیسرا باب﴾

قران حکیم کی پیشینگوئی میں حُطَمَہ (یعنی ایٹمی آگ) کی تشریح

❁ پیشین گوئی

"""خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی۔ جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا۔ خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سدا رہے گا اُس کیساتھ۔ ہرگز نہیں وہ پھینکا جائے گا حُطَمَہ (روندنے والی) میں اور تُو کیا سمجھا کون ہے وہ حُطَمَہ (روندنے والی) ایک آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی جو چڑھتی ہے دلوں تک۔ وہ اُن پر بند کی ہوئی ہے آگ لمبے لمبے ستونوں میں"۔ (104الھمزہ)

یہ ترجمہ ہے۔ لیکن ذیل میں قرآن کی اصلی عبارت پڑھئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم. ویل لکل همزہ لمزہ الذی جمع مالا و عددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمہ وما ادراک ماالحطمہ نار اللہ الموقدة التی تطلع علی الافئدہ انها علیهم موصدہ فی عمد ممددہ . (104الھمزہ 1تا 9)

❁ اب اگر آپ عربی زبان کماحقہ جانتے ہیں تو ضرور محسوس کریں گے کہ دونوں عبارتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور یہ فرق صرف اُردو زبان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر دوسری زبان میں نمایاں نظر آتا ہے۔ الحق قرآن کے اصلی متن اور ترجمہ میں وہی فرق ہے جو ایک زندہ اور مشہور و معروف بیل میں اور اُس کے ذبح شدہ جسد میں ہوتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس کے عربی متن کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ وہ تمام گوناگوں اور حقیقی معانی جو بڑے بڑے انکشافات پر دلالت کرتے ہیں۔ صرف عربی متن ہی کے پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر حُطَمَہ کے لفظ کو مترجم "روندنے والی" لکھتے ہیں۔ اگر آپ ہزار برس بھی

روندنے والی پڑھتے رہیں تو آپ کو حُطَمَہ کے حقیقی مفہوم یعنی ایٹمی جہنم سے قطعاً آگہی نہیں ہوسکتی۔

آپ جو بھی ہیں جہاں بھی ہیں خواہ آپ قرآن کو ماننے والے ہیں خواہ آپ اُس کے منکر ہیں آپ اس پیشین گوئی کو بڑے غور سے پڑھیں۔ کیونکہ یقین مانئے اور میں کچھ مبالغہ آرائی نہیں کر رہا اگر میں یہ کہوں کہ انسانیت کی بقا اور انسانیت کے ایک ذلیل ترین انجام سے چھٹکارے کی ضامن یہی قرآن کی پیشین گوئی ہے ورنہ دنیا کی کوئی بھی دوسری طاقت اولادِ آدم کی تباہ کن موت اور المناک زیست کو روک نہیں سکے گی۔ یہ پیشین گوئی غور سے پڑھنے پر ایک تنبیہ warning کی صورت میں نظر آتی ہے۔ قضائے مُقدر کی صورت میں نہیں اور اس طرح اس انجام سے نجات پانے کی اُمید کی جاسکتی ہے خاص کر جب کہ قرآن نے وہ وجوہ بیان کردی ہیں جو ایٹمی جہنم کی آفرینش کی ذمہ دار ہیں لہذا یہ وجوہ اگر زائل کردی جائیں تو ان کے منطقی نتیجے یعنی ایٹمی جہنم کا خطرہ خود بخود تحلیل ہوسکتا ہے اور یہی ایک چھٹکارے کی صورت ہے ورنہ ان وجوہ کی موجودگی میں انسانیت کی ہوش مندی یا ممالک کے باہمی معاہدوں پر اعتماد کر کے اس عظیم خطرے سے نجات کی اُمید باندھنے والے احمقوں کی جنت میں نہیں دانش مندوں کے دوزخ میں رہتے ہیں۔

حُطَمَہ کا تجزیہ

یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ قرآن کی یہ پیشین گوئی اولاً دوسری دنیا یعنی آخرت کی دنیا کے لئے ہے لیکن جس طرح اس جہان میں آگ اگلے جہان کے دوزخ اور باغ اور نہریں اگلے جہان کے بہشت پر دلیل ہیں اسی طرح ایٹمی جہنم کو جو اپنی خصوصی خاصیتوں کا مالک ہے۔ (کیونکہ اس کی آگ عام دوزخ کی آگ کی طرح نہیں بلکہ اپنی عجیب وغریب اور مختلف خاصیتوں کی حامل ہے)۔ لازماً حجت کے طور پر اس دنیا میں موجود ہونا چاہئے۔ اولین مفسرینِ کرام نے اس حُطَمَہ کی تفسیر کرتے وقت اسے

دوسری دنیا ہی میں پایا جانے والا دوزخ مانا ہے تاہم اُن کی تفسیر سے یہ ایٹمی جہنم جو اس دنیا میں اب موجود ہو چکا ہے۔ سر مو فرق نہیں رکھتا۔ یہ بات خود اپنی جگہہ پر ایک معجزے سے کم نہیں۔ جب ہم ان مفسرین حضرات کی تفسیر پیش کریں گے تو ہر سمجھ دار قاری حیرت میں ڈوب جائے گا۔ دوسرا حیرتناک امر یہ ہے کہ قرآن حکیم نے بسم اللہ کے علاوہ صرف چونتیس 34 لفظوں میں وہ سب کچھ ہی نہیں بیان کر دیا جو ایٹم بم بنانے والے سائنسدانوں کی ساری تحقیق کا نچوڑ ہے بلکہ صرف فنی اعتبار سے ہی اُن کے مقابلے میں کچھ زیادہ بیان کر دیا ہے۔ ایٹم بم کی آفرینش کی منطقی وجوہ اس کے علاوہ ہیں۔ کوئی بھی جاننے والا جب اس پیشینگوئی کو پڑھے گا تو بے اختیار اُس کی زبان سے نکلے گا ''واہ قرآن حکیم''۔ کاش آج آئن سٹن زندہ ہوتا، کاش آج برٹرینڈ رسل زندہ ہوتا تو قرآن حکیم اُن سے بزورِ شمشیر اپنی بالا از تصور الہامی حیثیت منواتا باقی جو وجوہ قرآن حکیم نے ایٹم بم کی آفرینش کا سبب قرار دے کر گنوائی ہیں۔ اُن کو معلوم کرنے کے لئے آئن سٹن یا رسل کے ذہن کی حاجت نہیں کوئی بھی شخص جو آج اس دور میں موجود ہے اچھی طرح سے جانتا ہے۔

✿ ایٹم بم کی پیدائش کے اسباب

i۔ خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب جو کی۔

ii۔ جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا۔

iii۔ خیال کرتا ہے اس کا مال سدا رہے گا اس کے ساتھ (اور اُسے لافانی بنا دے گا)۔

✿ حُطمہ یعنی ایٹمی جہنم کی آگ کی مخصوص اور منفرد خاصیتیں

i۔ آگ ہے۔

ii۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ (عجیب)

iii۔ آگ جو چڑھتی ہے دلوں تک (عجیب)

iv۔وہ اُن پر بند کی ہوئی ہے آگ (عجیب ایک خصوصی انداز میں)

v۔لمبے لمبے ستونوں میں۔ (عجیب)

✿ ایٹمی دھماکے کی منظر کشی

i۔وہ ان پر بند کی ہوئی ہے آگ۔

ii۔لمبے لمبے ستونوں میں

✿ حُطمہ

✿ حُطمہ کا مطلب ہے آگ کا جہنم جو بھڑکتا ہے نیوکلر آگ سے یعنی ایٹمی آگ سے ان تمام خواص کے ساتھ جو ایٹمی فینا مینن کے ساتھ ملحق ہیں یعنی ہیٹ ریڈی ایشن، Heat Radiation (حرارت کا اخراج)، Blast (دھماکہ) اور ریڈیو ایکٹوٹی Radioactivity یعنی ایٹمی تابکاری البتہ دھماکہ کسی ایٹم بم یا کسی بم کا جزو نہیں فقط مظہر ہے۔ حطمہ کا لفظ لسانی اعتبار سے فعلی جذر ح ط م یعنی حطم پر تعمیر ہوتا ہے اور حطم کے معنی ہیں کسی چیز کو ریزہ ریزہ ذرہ ذرہ ایٹم ایٹم کر دینا۔ سائنس دان کی زبان میں کہیں گے To Atomize۔ صرفی تحقیق مزید یہ انکشافات کرتی ہے کہ حُطم کے ط کو مُشدد کر دیا جائے اور اسے حطّم بنا دیا جائے تو اس کے معنی کے عمل میں شدت آ جاتی ہے مثلاً کسی چیز کو اس طرح ریزہ ریزہ کر دینا جس طرح آئینے کو پتھر پر پٹک کر ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے۔ اگلی صرفی صورت میں حطم کا لفظ تحطّم (ط پر شد) کی شکل اختیار کرتا ہے جس کے معنے ہوتے ہیں ٹوٹ جانا۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ ریزہ ریزہ، ایٹم ایٹم ہو جانا یا اس طرح برباد ہو جانا جس طرح کوئی جہاز یا گاڑی حادثے کا شکار ہو جانے سے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ اور یہی معنے انحطم سے جو حطم سے ایک دوسری صورت نمودار ہوتی ہے حاصل کئے جاتے ہیں۔ اسی حِطمہ کے معنی ہیں ایک ریزہ اور حُطام اس کی جمع ہے۔ عرب لوگ دنیا کی چیزوں کو جو بنیادی طور پر ناپائدار ہیں۔ حُطامُ الدُنیا اور برباد شدہ جہاز کے انجر پنجر کو حُطام السَفینہ کہتے ہیں۔

قرآن حکیم کے حطم اور سائنس دان کے ایٹم یا اٹومس میں مماثلت واختلاف

حُطم کا لفظ خالصاً عربی الاصل ہے۔ ایٹم کا لفظ جس طرح کہ سائنس دان استعمال کرتا ہے۔ یونانی لفظ Atomos (اٹامس) سے اپنایا گیا ہے۔ اٹامس کے معنے ہیں جس کو مزید توڑا نہ جا سکے۔ جس طرح ہم اردو میں یہی ترکیب ''ان گنت'' میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی جو گِنا نہیں جا سکتا۔ اب حطم اور ایٹم کے لفظوں میں جو صوتی مماثلت موجود ہے۔ اُسے واضح کرنے کے لئے کسی بحث کی ضرورت نہیں بلکہ بالکل واضح ہے اور جو تھوڑا بہت امتیاز موجود ہے۔ اُس کا اطلاق مختلف ممالک کے باشندوں کے صوتی عضلات کی ساخت پر کیا جا سکتا ہے۔ عربی کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ اس زبان میں ٹ نہیں اور اس کے بجائے ت ط ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ جاننا چاہیئے کہ عربی زبان میں جہاں o کا حرف موجود ہے وہاں بالکل اس کے قریب کا ایک اور حرف یعنی ح ہے۔ اب المیہ یہ ہے کہ یہ ح کا حرف انگریزی یا یونانی یا جہاں تک میرے علم میں ہے دنیا کی کسی دوسری زبان میں نہیں پایا جاتا اور اگر ہو بھی تو ہماری بحث کو متاثر نہیں کرتا۔ اس حرف یعنی ح کا صحیح تلفظ نکالنا بھی کسی غیر عرب کے بس کی بات نہیں۔ اسی طرح ط کا لفظ بھی صحیح عربی مخرج سے نکالنا ایک غیر عرب کے لئے امرِ محال ہے اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ یہی دونوں حرف یعنی ح ط ہی حطم کے لفظ میں شامل ہیں۔ لیکن اس آمیزش کا نتیجہ صوتی لحاظ سے یہ سامنے آتا ہے۔ کہ حطم کا لفظ آواز کے معاملے میں ایٹم کے لفظ سے مزید مشابہت پیدا کر لیتا ہے۔ آپ کسی عربی دوست سے کہیں کہ ایٹم کہے اور پھر اُسے کہیں کہ حطم کہے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عرب کے لئے یہ دونوں لفظ کس قدر صوتی مشابہت لئے ہوئے ہیں۔ ہم ان دو لفظوں کی صوتی مشابہت کے بیان پر اس قدر زور کیوں دے رہے ہیں۔ اس کی دو وجہ ہیں پہلی تو ہمیں اس عجیب وغریب اتفاق سے یہ باور کرانا ہے۔ کہ یہ امر بذاتِ خود قرآن حکیم کا ایک اعلیٰ معجزہ ہے دوسری وجہ یہ ہے اور یہ بات میں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر

کہہ رہا ہوں کہ ان دو لفظوں اس حطم اور اس ایٹم کی صوتی مشابہت بلکہ یگانگت کے بغیر میں کبھی بھی اُس عظیم حقیقت کا انکشاف نہ کر سکتا۔ جو اس ظاہری مشابہت کے پیچھے ایک راز کی صورت میں جلوہ گر تھی اور اگر چہ میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا لیکن اس بات کا امکان ضرور موجود ہے کہ یہ ساری پیشینگوئی جس پر موجودہ انسانیت کی موت و حیات کا دارومدار ہے۔ پردہ ء اخفاء میں رہ جاتی۔ لیکن اللہ تعالی نے یہ پیشین گوئی صیغہ راز میں رکھنے کے لئے قرآن کریم میں نہیں رکھی تھی۔ بلکہ اُسے اصولاً انسانیت سے اتمام حجت کا فریضہ انجام دینا تھا۔ سو اس راز سے پردہ اُٹھنا تھا سو اٹھ گیا۔ جس کے ہاتھوں اُٹھ گیا۔ اُٹھ گیا اور اب کبھی بھی یہ بات اخفاء میں نہیں رہ سکے گی۔ اور انشاء اللہ تعالی انسانیت کے ضمیر کو جھنجوڑ کر رکھ دے گی۔ اور نشہ میں دُھت اور ایٹمی جہنم کی جانب گھسٹتی ہوئی انسانیت سے اتمامِ حجت کے جملہ تقاضے پورے کر کے ہی رہے گی

قرآن کریم درست سائنس دان غلط

اگر میں کہوں کہ سائنس دان کسی معاملے میں غلطی کا مرتکب ہو رہا ہے تو اس سے میرا ہرگز مطلب نہیں کہ کسی کے احساسات کو مجروح کروں اور میں کہیں بھی کبھی بھی کوئی بات کسی کے متعلق ایسی نہیں کروں گا۔ جس میں مشار علیہ کو کسی قسم کے انکار کی گنجائش ہو جب میں کہوں گا کہ ایک معاملے میں قُر ان حکیم درست ہے اور سائنس دان غلط ہے تو خود سائنس دان اس غلطی کو تسلیم کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی غلطی کو برملا تسلیم کر چکا ہے۔ بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے حطم کا لفظ صحیح کہا ہے لیکن سائنس دان نے ایٹم کا استعمال غلط کیا ہے۔ حطم کے لفظ کا اطلاق ایسی چیز پر ہوتا ہے جو ٹوٹ پھوٹ سکے۔ لیکن ایٹم جو یونانی اٹامس کی اپنائی ہوئی صورت ہے۔ ان معانی میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ اٹامس کے معنی جیسے کہ ہم بتا چکے ہیں یہ ہیں کہ کوئی چیز ٹوٹ پھوٹ نہیں سکتی۔ پسِ منظر اس کا یہ ہے کہ وہ اولین یونانی فلسفی جنہوں نے ایٹمی نظریئے کو پیش کیا۔ اُن کا نظریہ یہ تھا کہ ایک خاص مرحلے پر پہنچ کر مادے کا ذرہ مزید

ٹوٹ نہیں سکتا۔ اس ذرے کو اُنہوں نے اٹامس کا نام دیا۔ جیسا کہ اس لفظ کے معانی سے واضح ہے یعنی نہ ٹوٹنے والا۔ لیکن کیا ایٹم نہیں ٹوٹ سکتا اور اس حقیقت سے سائنس دان سے زیادہ کون آشناء ہے کہ ایٹم ٹوٹ چکا۔ اس کے حصے بخرے الیکٹران، پروٹان، نیوٹران اور پوزیٹران وغیرہ کی صورت میں پہچانے جا چکے۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سائنس دان نے خود ایٹم کو توڑ کر اس کے نام کو غلط کر ڈالا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس لفظ یعنی ایٹم کو بدلا نہ گیا۔ کیا کوئی دوسرا لفظ دنیا کی ڈکشنریوں میں موجود نہ تھا۔ کیا سائنس دانوں میں کوئی ایسا قابل دماغ نہ تھا جو حقیقت کے مطابق ایک نیا لفظ تلاش کر لیتا یا گھڑ لیتا۔ کیا جب زمین گول ثابت ہوئی تو اس کا پہلا نام یعنی چپٹی برقرار رکھا گیا۔ کیا جب زمین کو متحرک مانا گیا تو اس کا پہلا نام یعنی ساکن قائم رہا نہیں بلکہ دونوں نام بدل دئے گئے اور اب کہیں بھی زمین کو ساکن یا چپٹی نہیں بلکہ اسے متحرک اور گول ہی لکھتے ہیں اور بولتے ہیں۔ تو پھر اب تک ایٹم کو ایٹم کیوں لکھا جاتا ہے کیوں بولا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ کے چہرے پر حیرانگی کے آثار نمایاں ہیں لیکن نہیں۔ سائنس دان اتنا غافل نہیں اور سائنس ایسی غفلت کی اجازت نہیں دیتی۔ سائنسدانوں نے ایٹم کے تقسیم ہونے کے بعد ایک کانفرنس بلائی اس لئے اب جو بات غلط ہو چکی تھی اس کا ازالہ کیا جائے۔ ایٹم جواب ایٹم نہیں رہا بلکہ ایٹم کی بجائے ٹم بن کے رہ گیا ہے اس کا کوئی نیا نام تجویز کیا جائے۔ مگر ہوا کیا سائنس دانوں نے کافی لمبی چوڑی بحث کی، تجویزیں پیش ہوئیں، تجویزیں رد ہوئیں اور بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ لفظ ایٹم جیسا بھی ہے ایسا ہی رہنے دیا جائے۔ اب اگر آپ چاہیں تو مجھے توہم پرستی کا الزام دے لیں لیکن اس موقعے کے سوا کہیں بھی میں آپ کے لئے یہ موقع نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ میں ہر بات ٹھوس سائنٹفک ثبوت پر کروں گا۔ آپ پوچھیں کہ وہ کون سی بات ہے جس میں توہم پرستی کا شائبہ ہے تو وہ بات یہ ہے اور وہ یقیناً ایک بہت بڑی بات ہے کم از کم میرے نقطہ نظر سے بہت بڑی ہے۔ میں سمجھتا ہوں

اور میں کہتا ہوں کہ کہ جس طاقت نے قرآن حکیم میں ایٹم بم کے متعلق پیشین گوئی چودہ سو برس پہلے (تقریباً) رکھ چھوڑی تھی۔ کہ وقت آنے پر اس کا انکشاف ہوگا۔ اُسی طاقت نے سائنس دانوں کے سائنسدان اور حقیقت پرست ذہن کو مفلوج کر کے اُن سے ایٹم کی صریحاً غلط اصطلاح کو غلط ہونے کے باوجود اسی حالت میں رکھوا چھوڑا تھا۔ آپ پوچھیں گے کہ ایسے خاص تردد کی اس معمولی سی بات میں کیا حاجت تھی۔ تو میں کہتا ہوں اس لئے کہ یہ ایٹم کا لفظ حطم کے ساتھ اپنی صوتی مماثلت کی بنا پر اسی طرح قائم رہنے دیا جائے تا کہ جب وقت آئے تو ایٹم بم کی قرانی پیشین گوئی کا انکشاف اسی صوتی مماثلت کی بنا پر ممکن ہو مزید ثبوت درکار ہو تو سر جیمز جینز جیسے نامور سائنس دان کا ایٹم کو ایٹم رکھنے اور اسی کا نام تبدیل نہ کرنے کی سائنسی اور بنیادی غلطی پر افسوس واضح ترین الفاظ میں اُس کی معروفِ زمانہ کتاب میسٹریئس یونیورس The Mysterious Universe کے صفحہ نمبر 45 پر پڑھ لیں۔ وہ کہتا ہے "عین اُس وقت اُنیسوی صدی اختتام پذیر ہو رہی تھی۔ سر جے جے تھامپسن اور اُس کے پیروکاروں نے ایٹم کو توڑنا شروع کر دیا۔ جواب اَن ٹوٹ نہیں رہا تھا اور اس طرح اس نام یعنی ایٹم کا اس سے زیادہ مستحق نہ تھا۔ جتنا کہ مالیکیول جس سے یہ نام اس سے پہلے متعلق تھا"۔ یہ ہے سر جینز کا افسوس۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اُنیسوی صدی کا اختتام تو کُجا اب جب کہ بیسویں صدی بھی اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے تب بھی ایٹم ایٹم ہی ہے حالانکہ اگر چہ بادی النظر میں تو یہ بات معمولی نظر آ سکتی ہے لیکن اگر اس روش کو چھوٹ دی جائے۔ تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے اور پھر ایک بار زبان کے معاملے میں وہی قدیم بابل والا منظر پیش ہو جائے۔ مثلاً لوگ اگر اپنی اپنی مرضی کے مطابق زبان کے ہر لفظ سے معنی نکالتے رہیں۔ اور معنی پہناتے رہیں۔ تو پھر کون کسی کی بات کو سمجھے گا مثلاً آ ؤ کو جاؤ، کالے کو گورا، رنج کو خوشی، لمبے کو ناٹا بنا ڈالیں یا اور جو چاہیں بنا ڈالیں۔ تو پھر انسانیت کا خدا ہی حافظ ہے۔ اور اب ذرا قرآن حکیم کے لفظ حطم کو دیکھیں

۔سیدھی سی بات ہے ''توڑنے والا،ٹکڑے کرنے والا'' نہ کوئی کجی، نہ ٹیڑھاپن،ٹھیک بات کے لئے ٹھیک استعمال ہوا۔

✿ حُطمہ کی ہولناکی

✿ ''اور کون سمجھائے اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ کو کہ حُطمہ کیا ہے؟''۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ حُطمہ ایک بہت دہشتناک اور پیچیدہ ترین چیز ہے۔ اس دہشت کا مزہ چکھنا اور اس کی پیچیدگی کی دردسری اُٹھانی اس دور اس مادی دور کے بدنصیب لوگوں کی قسمت میں لکھی تھی۔اس دہشت اور اس پیچیدگی، اور اس غارت اور اس تباہی کے کیا کہنے۔ جو ایٹمی جہنم کا خاصہ ہے۔ان باتوں کو ذرا جاپان کے لوگوں سے جنہوں نے ناگاساکی اور ہیروشیما میں اس بلائے بےدرمان کا ایک ہلکا سا مظاہرہ دیکھا ہے۔پوچھیئے۔مگر کیا ناگاساکی کیا ہیروشیما اور کیا ناگاساکی اور ہیروشیما کی تباہی غارت، بربادی، کچھ بھی نہیں، اور مثال اس کی یوں ہے جیسے کہ وہ چھوٹی سی شُرِکن (ہوائی) جو دونی میں ایک بچہ بارود والے سے لے کر اور آگ دکھا کر چھوڑتا ہے تو وہ شُرشُر کرتی ہوئی سوفٹ کے قریب آسمان کی جانب چلی جاتی ہے اور اگر اس بچے کی اس شُرکن کو ناگاساکی اور ہیروشیما کی تباہی سے تشبیہ دی جائے تو ایٹمی جنگ کی تباہی جو کسی وقت بھی اس بدنصیب دنیا کو لپیٹ میں لے سکتی ہے۔اُس کی مثال اُس اپالو وغیرہ نام کی راکٹ کی سی ہے جو تین سو گز کی طوالت لئے پانچ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے فضا اور خلا کو چیرتی ہوئی اور آگ کے شعلوں میں لپٹی ہوئی چاند یا مریخ کو تاکتی ہے۔ چند کلوٹن کے وہ ایٹم بم جو ناگاساکی اور ہیروشیما پر 1945ء میں گرائے گئے۔وہ محض وہ دونی والی ایٹمی شُرکنیں تھیں جو محض تفریح طبع یا تفنن کی خاطر چلائی جاتی ہیں۔اصلی تباہی کے سپرسانک تھرمونیوکلر دیو تو ابھی ایٹامک طاقتوں کے اصطبلوں میں مقید ہیں۔ جو اس زمین کو اور اس پر بسنے والی ساری مخلوق کو ایک سائنس دان کے دعوے کے مطابق پچیس مرتبہ برباد کر سکتے ہیں۔گویا چوبیس مرتبہ وہ زندگی کی لاش کو

غارت کریں گے۔ ایٹمی دھماکہ کیا ہے۔ اندھا کر دینے والی چمک، بھسم کر دینے والی آگ، ٹکڑے اڑا دینے والا دھماکہ، اور آگ کے طوفانوں اور زلزلوں کا ایک دردناک مجموعہ ہے۔ چشم زدن میں شہروں کے شہر دہکتے ہوئے ملبے کا ڈھیر ہو کے رہ جاتے ہیں۔ ہستی بستی آبادیاں تباہ و برباد کھنڈروں کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور ایک نہیں، دو نہیں، دس نہیں، سو نہیں ہزار نہیں روئے زمین پر بسنے والے سارے شہر چشم زدن میں ایک سلگتے ہوئے تیرہ و تاریک ویرانے کا سماں پیدا کر سکتے ہیں۔ تاہم اس بھڑکتے ہوئے جہنم کی سب سے بُری خاصیت ریڈیائی تابکاری ہے۔ دنیا اگر پلک بھر میں ایٹم بم کے ذریعے فنا ہوتی ہے تو ہو جائے مخلوق اس زندگی کے بوجھ سے رہائی پا لے۔ لیکن ایسا نہیں ایٹمی قوت کی ریڈیائی تابکاری جو ایٹمی قوت کا جزو لاینفک ہے۔ انسانیت کو، حیوانوں کو، اور جو بھی ذی روح روئے زمین پر ہے سب کو کوڑھی کر کے اور دردناک کینسروں، پھوڑوں اور بیماریوں میں مبتلا کر کے اور پوری انسانی نسل کو عجیب الخلقت مخلوقوں میں تبدیل کر کے ایٹمی تباہی میں موت سے بچ نکلنے والی انسانیت اور حیوانی دنیا کی زندگی اس درجہ المناک اس قدر گھناونی اور اس طرح بھیانک بنا دیتی ہے۔ جس کے بیان سے دو ہزار شیکسپیئر، ملٹن اور اقبال، دو ہزار رومی، سعدی اور فردوسی دو ہزار متنبی، اخطل اور جریر نہیں بلکہ روئے زمین کے سارے شاعر سارے ادیب سب قلمکار فنکار ہنرمند اور مصور مل کر بھی قاصر ہیں۔ قاصر رہیں گے۔ شرم وندامت سے ان سب کے سر جھکے ہوں گے۔ اور ان کو ایٹمی تباہی کی عظمت کا پورا پورا اعتراف ہوگا۔ شیطان اُس روز بغلیں بجائے گا۔ خوشی سے اُس کی باچھیں کھل جائیں۔ جس قول کی خاطر اُس نے ازل سے لے کر اب تک اپنے اوپر مصیبتوں کے پہاڑ ڈال دیئے تھے۔ وہ قول آج پورا ہو رہا تھا۔ آج شیطان خدا کو مخاطب کر کے اور بڑے طنطنے سے کہہ سکتا تھا۔ اے خُدا تو نے اس بدبودار کیچڑ کے ذلیل پُتلے کی خاطر مجھے جنت بدر کیا تھا۔ اور میں نے تجھے برملا کہا تھا کہ تو اس رذیل تخلیق سے ایک روز

پچھتائے گا۔ میں ان کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے نیچے سے ماروں گا۔ میں ان پر گھات لگا کر بیٹھوں گا اور تو دیکھ لے گا کہ ان میں کتنے تیرے وفادار رہیں گے۔ اور اس کے جواب میں خدا سوائے اس کے اور کیا کہہ سکے گا۔ کہ ہاں میں نے جہنم بھی بنایا ہے۔ اور میں انہیں سے اپنے جہنم کا پیٹ بھروں گا۔ لیکن اس جہنم کا پیٹ بھرنے والی بات میں دس ہزار دو سو پچاس پہلو در دنا کی کے اُن لوگوں کے لئے موجود ہیں جن کو خدا کا جہنم بھرنے کی خاطر چن لیا جائے گا پھر پتہ چل جائے گا ۔جب لاد چلے گا بنجارہ۔

۞ قُر ان حکیم نیوکلر فینا مینن Nuclear Phenomenon یعنی ایٹمی آگ اور ایٹمی عمل کو بیان کرتا ہے

قرآن حکیم نے ایٹمی آگ اور ایٹمی عمل کے مظاہر کا بیان اس باریکی سے اور اس کا تجزیہ اس دُرستی سے کیا ہے۔ اور اس کی باریک خاصیتوں اور امتیازی نشانیوں کو اس غضب کی نگاہ سے جانچا ہے۔ کہ جدید قاری ورطہء حیرت میں ڈوب ڈوب جائے اور دورِ حاضر کے سائنس دان بالخصوص اٹامسٹ اور سب سے بڑھ کر وہ اٹامسٹ جن کا ایٹم بم کی تخلیق میں کچھ حصہ ہے۔ اگر صاحب حال صوفیوں کی طرح محوِ رقص نہ ہو جائیں تو کم از کم ایک ناقابلِ بیان کیفیت کا اثر محسوس کریں۔ بشرطیکہ جدید مادی سائنس نے ان کے ذہن کے سارے اثر گیر سوتے خشک نہ کر دیئے ہوں۔ اور ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ سائنس کا جذبات سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ ڈارون نے تسلیم کیا کہ اُس کی شعری حظ اٹھانے والی اہلیت مر چکی ہے۔ بہر حال انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ قرآن حکیم نے جتنا کچھ بیان ایٹمی فینا مینن کے متعلق معجزانہ اختصار اور مُحیر العقول وضاحت کے ساتھ کر رکھا ہے۔ ایٹم بم کے خالق سائنس دانوں کو بھی (حتی کہ ابھی تک بھی جب کہ پہلا ایٹمی تجربہ کئے تیس مصروف ترین سال گذر چکے ہیں)۔ ایٹمی فینا مینن اور ایٹمی دھماکے کے متعلق اس قدر علم نہیں۔ ریڈیو ایکٹو فال آٹ کے عالمگیر تباہ کن اثرات

کے متعلق اٹامسٹوں کو 1954ء میں بکینی اٹول کے تجربے کے بعد علم ہوا۔لیکن قرآن حکیم نے یہ سب کچھ پہلے سے لکھ رکھا تھا۔اور یہ کہ قرآن حکیم شروع ہی سے ایٹمی آگ کو ایک عذاب الٰہی کی صورت میں دیکھتا ہے۔اوراس کے امن کے استعمال کا سوال ہی نہیں پیدا ہونے دیتا۔ جب کہ سائنس دانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ابھی ایٹمی توانائی برائے امن کی حامی ہے۔گو کہ ان میں بھی اکثریت معاشی مجبوری کا شکار ہے۔وہ اربوں ڈالر جو بعض سرمایہ دار ایٹمی توانائی کی پیدائش کے لئے لگا چکے ہیں۔ اُن کی طرف سے دنیا جائے جہنم میں اُن کو تو اپنے ڈالروں کی سلامتی کی ضرورت ہے۔اور سائنسدان بے چارے ایسے ہی سرمایہ داروں کے ملازم ہوتے ہیں۔اور بعض اوقات ان آقاؤں کی ہاں میں ہاں ملانے کی مجبوری سے ایٹمی توانائی برائے امن کے مسئلے کو بھی مصلحت کی نگاہ سے دیکھ جاتے ہیں۔آج اگر حکیم آئن سٹائن بقید حیات ہوتا تو میں اس سے یہ باتیں پوچھتا۔لیکن وہ مرچکا ہے۔بہر حال جو ابھی زندہ ہیں اور اس قابل ہیں میں ضرور ان سے موقع ملنے پر پوچھوں گا اور پوچھوں گا بھی اور بتلاؤں گا بھی۔جو بتلاؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان چوٹیوں کے سائنس دانوں کو قرآن حکیم کی علمی عظمت کے سبب حیرت میں لپیٹ دوں گا اور خوشی کی روشنیوں میں اُن کے دلوں کو سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں پر لے جاؤں گا۔اور اُن کو حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات میں اور دنیا میں قرآن حکیم کا نام وردِ زبان ہوگا۔

ایٹمی آگ کے خواص قرآن حکیم کی نظر میں

(ا) یہ آگ ہے

(ب) آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی

(ج) جو چڑھتی ہے دلوں تک

(د) آگ ہے بند کی ہوئی اُن پر

(ر) لمبے لمبے ستونوں میں

اب ہم ان حقیقتوں کو اُن حقیقتوں کے سامنے رکھ کر جانچیں گے جو ایٹمی سائنس کی تحقیق کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔

(i) آگ

اگر چہ اُس زمانے میں جب قرآن نازل ہوا۔ یہ ممکن نہ تھا۔لیکن آج اس دورِ جدید میں صرف اٹامسٹ ہی نہیں بلکہ ہر آدمی یہ بات جانتا ہے کہ ایٹمی دھماکہ مکمل طور پر آگ ہے البتہ ہر اٹامسٹ یہ جانتا ہے کہ ایٹمی دھماکے کے صرف دو ہی جزو ہیں۔یعنی انیشیل ہیٹ ریڈی ایشن Initial Heat Radiation(ابتدائی اخراجِ حرارت) اور تابکار شعاعیں اور یہ دونوں آگ ہیں۔ البتہ دھماکہ جزو نہیں ہوتا۔ علامت ہوتی ہے۔اور وہ تمام آگیں جو بعد میں شہروں کو بھسم کرتی ہیں۔ وہ فضا میں ایٹمی دھماکے سے پیدا کی ہوئی حرارت کے سبب شروع ہوتی ہیں۔اب یہ جو ابتدائی (اخراج حرارت Initial Heat Radiation)ہے۔ یہ ایٹم بم چلنے کے بعد ایک سیکنڈ کے کچھ حصے میں شروع ہو کر دو سیکنڈ تک آگ کے ایک شعلے کی صورت میں رہتی ہے۔ یہ سورج سے زیادہ چمکدار اور گرمی کے لحاظ سے کوئی دوزخ ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ایٹمی دھماکے میں لاکھوں ڈگری سینٹی گریڈ کا ٹمپریچر پیدا ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔کہ کیا آپ نے کچھ اندازہ لگایا ہے کہ ایک لاکھ ڈگری کا ٹمپریچر کیا ہوتا ہے۔اور یہ کروڑوں ڈگری کا ٹمپریچر کیا ہوتا ہے۔نہیں آپ اس کا تصور بھی کرنے سے قاصر ہیں۔کوئی بھی انسانی ذہن اس نوعیت کے ٹمپریچر کو متصور کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ انسان کی متخیلہ وہاں جا کر جواب دے دیتی ہے۔کروڑ درجے سنٹی گریڈ کا اندازہ کرنے کی کوشش یوں کریں کہ چونے کی بھٹی کا درجہ حرارت صرف ایک ہزار ڈگری ہوتا ہے۔سیمنٹ پندرہ سو درجے پر کلنکر ہوتا ہے۔ مٹی پگھل جاتی ہے۔ دو ہزار سے اوپر جب شعلہ اُٹھنے لگتا ہے تو اُس کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک کروڑ ڈگری کا اندازہ کون کرے گا۔اس کے علاوہ بھی آگ نہیں بلکہ آگیں

اور پہاڑوں جیسی آگیں ایٹم بم کے دھماکے کے نتیجے میں نمودار ہوتی ہیں۔ جو شہروں کے شہر، بستیوں کی بستیاں بھسم کر کے رکھ دیتی ہیں لیکن یہ آگیں یا تو اُس گرمی کے سبب سے شروع ہوتی ہیں جو ایٹمی دھماکے کی ہیٹ ریڈی ایشن (ابتدائی Initial Heat Radiation) ابتدائی اخراج حرارت سے فضا میں نمودار ہو کر پوری فضا کو ایک بھٹی کی صورت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اور یا بجلی کی لائینوں اور دوسرے آلات کو نقصان پہنچنے کے سبب نمودار ہو جاتی ہیں۔ ایسی آگیں طوفان کی صورت میں ایک عرصے تک تباہ کاری کا عمل جاری رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایٹم بم چلنے کے نتیجے میں جو زلزلہ خیز دھماکہ جو لرزہ افگن دھماکہ مضبوط سے مضبوط شہروں کی مضبوط ترین عمارتوں کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر چشمِ زدن میں پیوند زمین کر دیتا ہے۔ یہ دھماکہ ایٹم بم کا جزو نہیں ہوتا بلکہ ایٹم بم کے ری ایکشن کی ایک علامت ہوتی ہے۔ اب جب کہ آپ کو پتہ چل گیا کہ ایٹم بم یا ایٹمی توانائی محض آگ ہیں تو آگے چلئے۔

(ii) قرآن حکیم کہتا ہے یہ آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی۔ کیونکہ اس آگ کا بھڑکنا ایک سزا کے طور پر اور بعض بری خصلتوں کے نتیجے میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ جہنم سائنس کے غلط استعمال سے بھڑکتا ہے اور سائنس کا غلط استعمال ایک خاص غلط فلسفے کا مرہون منت ہے ایک ایسا فلسفہ جو لامذہبیت، مادی تپ، الحاد، اور ہوس سے متاثر ہوتا ہے۔ باقی رہی وہ بری خصلتیں جو ایٹم بم اور ایٹمی آگ کی پیدائش کا سبب ہیں اور جو قرآن حکیم نے گنوائی ہیں وہ تین ہیں۔ یعنی طعنہ زنی، عیب جوئی اور مال و دولت جمع کرنا اور جمع کر کے گنتے رہنا اور دولت میں اتنا ہی اعتماد رکھنا جتنا کہ دولت کے دینے والے خدا کا حق ہے۔ یہ تینوں خصلتیں اس جدید سائنس زدہ مادہ پرست منکرِ قیامت دور کی بنیادی خصوصی اور امتیازی خصوصیتیں ہیں۔

۞ غیر معمولی ہی نہیں بلکہ غیر فطرتی طور پر بے پناہ ٹمپریچر اور آگ کے بروں از قیاس وتصور بھڑکاؤ اور بروں از حد و شمار اور نقصانات کے بروں از حد و شمار اندازے جو ایٹمی

فینا مینن کا خاصہ ہیں۔اور جو عام حالات میں نمودار نہیں ہوتے۔بڑی موزونیت اور بڑی درستی سے اللہ کے نام کے ساتھ منسوب کیے جاسکتے ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ یہ تمام باتیں اگر واقعی انسانیت کی آنکھ کے سامنے نمودار نہ ہوگئی ہوتیں۔تو کوئی بھی انسان ان کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا۔اور حقیقت میں یہ تمام عوامل انسان کے حیطہء تصور سے کہیں بعید ہیں۔اور صرف حسابی اندازوں میں کاغذ پر یا ذہن میں ہمارے سامنے رہتے ہیں۔ہیروشیما میں چلائے گئے ایٹم بم سے ایک لاکھ ڈگری کا ٹمپریچر پیدا ہوا۔اور یہ لاکھ بھی اُس وقت بڑا معمولی سا لگتا ہے جب ہم تھرمونیوکلر اور سپر قسم کے جدید ترین دیو قامت ایٹم بموں سے پیدا ہونے والے کروڑوں ڈگریوں کے ٹمپریچر کو مدنظر رکھتے ہیں۔یا ہیل بم Hell bomb ہیل بم یا جہنمی بم سے پیدا ہونے والے کروڑوں ڈگریوں کے ٹمپریچر کا تصور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس قبیل کے ٹمپریچر اگر ہمیں کہیں نظر آسکتے ہیں تو سورج اور آسمانی تاروں میں جن کے اندر ایٹمی عمل ہی سے پیدا ہونے والے درجہ حرارت کروڑوں تک پہنچتے ہیں۔سورج اور ستاروں کا تو کام ہی جلنا ہے لیکن بے چاری زمین کے لئے اس نوع کے ٹمپریچر بالکل غیر فطرتی ہیں۔زمین کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔نہ تو ایسی آگ کسی مقصد کے لئے اس مسکین زمین پر کسی استعمال ہی میں لائی جاسکتی ہے۔اور نہ ہی ایسی آگ اس بے چارے خاکدان میں کسی برتن میں رکھی ہی جاسکتی ہے۔یہ وہ آگ ہے کہ اگر زمین کو ایک بار مَس کرے، تو زمین بخارات بن کر خلا میں نابود ہو جائے۔اب ایسی آگ کو اگر اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے موسوم نہ کیا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

۞ ایٹمی آگ اور ایندھن میں ناقابلِ تسلیم حد تک تفاوت

۞ یورانیم 235 کے فقط دو پانڈ بیس ہزار ٹن عام کیمیائی ٹی این ٹی کے برابر قوت پیدا کرتے ہیں۔ایک ہزار کلوگرام یعنی ایک ٹن یورانیم 235 دو کروڑ ٹن کیمیائی ٹی این ٹی کے برابر قوت پیدا کرتا ہے۔یہ قوت قدرتی مظاہر مثلاً زلزلوں اور طوفان کی قوت

کے برابر ہے۔ایسی ایسی چیزیں مثلاً زلزلے اور طوفان پیدا کرنا اس ایٹمی دور سے قبل قدرت کا کام تصور کیا جاتا تھا۔اور انسان کے ورطہء اختیار سے باہر سمجھا جاتا تھا۔اور اگر ایسی عجیب وغریب آگ کو اللہ کے نام سے منسوب کر کے اللہ کی بھڑ کائی ہوئی آگ کہا جائے تو کیا عجب۔

✿ دھماکے کی وہ قوت جو ایک پندرہ میگاٹن تھرمونیوکلر (ہائیڈروجن بم) پیدا کرتا ہے وہ اس تمام قوت سے جو انسانیت کی ساری تاریخ میں پیدا کی گئی زیادہ ہے۔

✿ ایک بیس میگاٹن بم کا ابتدائی اخراجِ حرارت اور دھماکہ بڑے سے بڑے شہر کو تہس نہس کر دیتا ہے جب کہ ایک نامی نل ہائی ییلڈ ایٹامک بم سے خارج ہونے والی ریڈیائی تابکاری ملکوں پر مشتمل رقبوں کو غارت کر کے رکھ دیتی ہے۔پانچ سوایسے بم اگر روئے زمین پر ہر طرف پھیلا کر چلائے جائیں تو ایک انچ زمین بھی قابلِ رہائش نہ رہ سکے نہ ہی کسی قسم کی زندگی کا نشان ہی باقی بچے۔

✿ ایٹمی توانائی یا نیوکلر توانائی فقط ہتھیار کی صورت میں ہی خطرناک نہیں بلکہ اگر اس توانائی کو امن کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔تب بھی یہ اپنی لائینگ ریڈیائی تابکاری کی شعاؤں کے سبب تباہ کار ہی ثابت ہوتی ہے۔ریڈیائی تابکاری کی شعائیں بدقسمتی سے ایٹمی توانائی کی بنیادی فطرت میں شامل ہیں۔اور ان کو کسی صورت بھی ایٹمی توانائی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔یہ شعاعیں کسی شکار کو فوری طور پر موت کی نیند سلا سکتی ہیں اور یا کچھ عرصہ بیمار رکھنے کے بعد مار سکتی ہیں۔بیماری کا یہ عرصہ گویا کہ ایک طویل اور دردناک موت کے مترادف ہوتا ہے۔نہ ہی ان شعاؤں کے خلاف حفاظت کا ہی کوئی امکان ہے۔

(ii) قرآن حکیم کہتا ہے۔"کہ یہ ایک آگ ہے جو چڑھتی ہے دلوں تک"۔

✿ یہ نکتہ ہمارے اس مطالعے کا انتہائی دلچسپ حصہ ہے۔کیونکہ یہ خاصیت ایٹمی فینامینن اور ایٹمی دھماکے کی عجیب ترین اور حیرتناک حد تک عجیب ترین خاصیت ہے

اور کتنی عجیب آگ ہے جو بجائے جسم کو جلا کر کوئلہ کرنے کے چڑھتی ہے دلوں تک۔

ہیٹ فلیش، انیشل یا ابتدائی اخراج حرارت

کس طرح یہ ابتدائی اخراج حرارت (Initial Heat Flash) دلوں تک چڑھتی ہے۔ یہ بذاتِ خود ایک عجوبوں کا عجوبہ ہے۔ یہ ہیٹ فلیش جوں ہی کہ ایٹم بم کو آگ دکھائی جاتی ہے۔ ایک سیکنڈ کے نہائت ہی معمولی سے حصہ میں سورج سے کئی گنا زیادہ خیرہ کن چمک کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔ اور روشنی کی رفتار یعنی 186000 ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو سیکنڈ تک رہتی ہے۔ یہ بھون ڈالنے والی چمک ایٹم بم کے متاثرہ رقبے میں پائے جانے والے لوگوں کے جسم پر بجلی کی سی تیزی اور بجلی کے سے جھٹکے کے ساتھ لگتی ہے اور اُن کی کھالوں کو سیاہ یا بھورے رنگ میں تبدیل کر دیتی ہے۔ ایٹم بم کے چلنے کے مقام کے اردگرد نزدیک نزدیک تو یہ چمک صرف کھال ہی کو نہیں جلاتی۔ بلکہ اپنے شکار کو موقع پر ہلاک کر دیتی ہے۔ لیکن دُور والی جگہوں پر صرف کھال کو زیادہ یا معمولی جلاتی ہے۔ اوران لوگوں کو جلے ہوئے زخموں کے دردناک عذاب میں مبتلا کر کے چھوڑ دیتی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ چمک جو صرف کھال کو کم وبیش جلاتی ہے۔ تو نزدیک والے بدنصیبوں کو جان سے ہی کیوں مار ڈالتی ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ بعض اوقات حادثے میں جھلس جانے والے لوگ مہینوں زیر علاج رہ کر تندرست ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور مرتے نہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس ہیٹ فلیش Heatflash کا جھپکا انسان کی کھال سے نیچے ہرگز نہیں پہنچتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فلیش کا عرصہ اتنا تھوڑا ہوتا ہے کہ یہ کھال سے نیچے پہنچ کر جسم یا ہڈیوں کو جلانے کی فرصت نہیں پاتی۔ پھر انسان کو موقع پر موت کے منہ میں کیونکر دھکیلتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس فلیش سے پیدا ہونے والی بے پناہ گرمی اور ایٹم بم کا لرزہ افگن زلزلہ Blast (بلاسٹ) مل کر اُس شکار کو قتل کرتے ہیں۔ گرمی پھیپھڑوں

کے ذریعے دل پر حملہ آور ہوتی ہے۔ساتھ ہی دھماکے کا صدمہ شاک Shock دل پر لگتا ہے۔اور دل کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور آدمی زمین پر گر جاتا ہے۔اور معلوم ہوا کہ اس طرح سے ایٹمی آگ دلوں پر چڑھتی ہے۔لیکن جاننا چاہیئے کہ ایٹمی دھماکے کے نتیجے میں اس قدر آگیں پیدا ہوتی ہیں۔کہ جن کا شمار مشکل ہوتا ہے۔اور پھر ایسی آگیں انسان، حیوان یا کسی بھی چیز کو جلا کر راکھ کر ڈالتی ہیں۔ہاں۔کیونکہ یہ سب عام قسم کی آگ ہے جو کیمیاوی طریقے سے پیدا ہوتی ہے۔اور اس کا کام جلانا ہے دلوں پر چڑھنا نہیں۔اور ایٹمی دھماکے کے نتیجے میں پیدا ہونے کے باوجود ایٹمی دھماکے کا جزو نہیں بلکہ ایک اثری علامت ہے۔ایٹم بم کے فقط دو ہی بنیادی جزو ہیں اور وہ ہیں ہیٹ فلیش اور اٹامک ریڈی ایشن اور یہ دونوں چیزیں آگ (حرارت) ہی کی قسمیں ہیں۔دھماکہ اور دوسری پیدا ہونے والی عام آگیں ایٹم بم کا جزو نہیں فقط علامات ہیں۔

نیوکلس

نیوکلس کہتے ہیں۔کسی چیز کا مرکزی مقام، کسی چیز کا دل اور جب ایٹم کے دل کو نیوکلس کا نام سائنس دان نے دیا تو یہ کوئی محض حادثہ نہیں تھا بلکہ بڑا سوچ سمجھ کر بڑا موزوں نام رکھا گیا۔

ایٹمی توانائی کی پیدائش کے طریقے

جب ہم ایٹمی توانائی کی پیدائش کے عمل کو جانچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل میں بھی "وہ چڑھتی ہے دلوں تک" اصول کارفرما ہے۔یہ بات کس طرح ہے۔تو سُنیئے۔ایٹمی توانائی کی پیدائش کے دو عمل ہیں۔ایک کو فِون پراسس اور دوسرے کو فیوژن پراسس کہا جاتا ہے۔اب پہلے عمل یعنی فون میں ایک نیوٹران یورانیم 235 کے ڈھیر میں ایک ایٹم کے نیوکلس یعنی اس کے دل پر حملہ کرکے دو نیوٹران اس میں سے باہر دھکیل دیتا ہے۔یہ دونوں دھکیلے ہوئے نیوٹران پھر اپنی طرح سے ایک ایک

ایٹم کے نیوکلس (دل) پر حملہ کر کے ان میں سے ہر ایک دو دو نیوٹران ایٹم کے دل سے باہر دھکیل دیتا ہے۔ اور اسی طرح یہ عمل چلتا ہے حتیٰ کہ پورے کا پورا یورانیمی ڈھیر گرم سرخ ہو کر بالآخر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتا ہے تو گویا کہ آگ ایٹموں کے دلوں تک چڑھی۔ اور تب ایٹمی توانائی پیدا ہوئی۔ دوسرا طریقہ فیوژن پراسس ہے اس عمل میں دو ایٹم ایسے لئے جاتے ہیں جن کے نیوکلس (دل) چھوٹے ہوتے ہیں۔ یعنی تھوڑے تھوڑے نیوکلیان پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اب ایک ایسے ایٹم کے نیوکلس (دل) کو دوسرے ایٹم کے نیوکلس (دل) کو دوسرے ایٹم کے نیوکلس (دل) میں دبا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ دونوں کے دل ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور جب یہ دل ٹوٹتے ہیں تو توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔

✿ تھرمونیوکلر کی اصطلاح

✿ اور اب یہ عجوبہ ملاحظہ فرمائیے جیسا عجوبہ کہ زندگی بھر آپ نے نہیں دیکھا ہو گا اگر آپ سائنس دان ہیں تو حیرت کی شدت کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ذہن کو پہلے سے ہی تیار کر لیں۔ کیونکہ آپ نہائت ہی عجیب بات سننے والے ہیں۔ تھرمو کے کیا معنی ہیں؟ حرارت سے متعلق آگ سے متعلق اور نیوکلر کے معنی ہیں نیوکلس سے متعلق یعنی دل سے متعلق یعنی وہ آگ جو دلوں سے متعلق ہے۔ اب یہ اگر قرآن کے الفاظ ''آگ جو چڑھتی ہے دلوں تک'' کا عین ترجمہ نہیں تو کیا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے الفاظ ''آگ جو چڑھتی ہے دلوں تک''۔ اگر تھرمونیوکلر کا ترجمہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آپ خود ہی بتائیے اور کیا ہے اور پھر آپ خود کہیئے کہ یہ اگر معجزہ نہیں تو کیا ہے اور یہ اگر معجزہ ہے تو پھر قرآن اگر زندہ معجزہ نہیں تو کیا ہے۔ آپ کہاں پھرتے ہیں۔ تھرمونیوکلر بم اُس بم کو کہتے ہیں جسے عرف عام میں ہائیڈروجن بم کہا جاتا ہے اور اس میں ٹرگرنگ کی غرض سے بے تحاشا طور پر بڑے بڑے ٹمپریچر پیدا کرنے پڑتے ہیں یہاں یہ بات بھی یاد رکھی جائے کہ سائنسدان کے کسی حقیقی موزونیت کے ساتھ نیوکلس اور

تھرمونیوکلر کی اصطلاحیں وضع کی ہیں۔ اور پھر ﷻ کا معجزہ ملاحظہ کیجئے کہ کس درجہ درستی سے ایٹمی آگ کی یہ عجیب وغریب خصوصیت اور کس سادگی سے بیان فرمائی ہے۔ **فسبحان الله تعالیٰ عما یصفون.**

اٹامک ریڈی ایشن یعنی ایٹمی تابکاری چڑھتی ہے دلوں تک۔

اب جب آپ نے یہ دیکھ لیا کہ کس طرح ایٹمی آگ ہیٹ فلیش Heat Flash کی صورت میں دلوں تک چڑھتی ہے اور پھر آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ کس طرح حتیٰ کہ ایٹمی آگ کی پیدائش بھی اسی دلوں پر چڑھنے والے اصول پر مبنی ہے اور اب دیکھیں کہ کس طرح ایٹمی تابکاری کی شعاعیں دلوں تک چڑھتی ہیں۔

ایٹمی تابکاری کی شعاعیں الفا، بیٹا اور گاما ریز کو سائنس دانوں نے بون سیکرز Boneseekers یعنی ہڈی پر حملہ کرنے والی کا نام دے رکھا ہے۔ کیونکہ یہ شعاعیں دوران خون میں داخل ہوکر سیدھی ہڈیوں کے گودے پر حملہ آور ہوکر اسے ناکارہ کردیتی ہیں۔ ہڈیوں کے گودے کا کام خون کو پیدا کرنا ہے لہذا یہ شعاعیں اس گودے کو اپنے اس فرض سے محروم کرنے کے لئے اسے اس بری طرح سے ناکارہ کرکے لاعلاج کردیتی ہیں۔ کہ یہ خون پیدا کرنے کے اہل نہیں رہتا اور ساتھ ہی یہ شعاعیں خون پر حملہ آور ہوکر اس کے سرخ اور سفید ذرات کو تہس نہس کرکے اسے غذائیت کے وصف سے محروم کردیتی ہیں۔ اور یہ خون دل کے لئے بجائے کسی قوت بخش خدمت انجام دینے کے الٹا عذاب کا باعث بنتا ہے۔ اب خون کا جو تعلق دل سے ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ دراصل یہ شعاعیں خون پر حملہ دل کو نقصان کو پہنچانے کی خاطر کرتی ہیں۔ یعنی ان کا حملہ بالواسطہ دل پر ہی ہوتا ہے۔ ان ظالم شعاؤں کا دوسرا ہدف وہ تمام اعضا ہوتے ہیں جو خون کو پیدا کرتے ہیں یا خون پیدا کرنے میں معاون ہوتے ہیں اور چونکہ اس طرح خون متاثر ہوتا ہے اور خون کے ساتھ دل متاثر ہوتا ہے۔ لہذا یہ حملہ بھی دل پر ہی ہے اس کے بعد دیکھئے۔ کہ ریڈی

ایشن سکنس Radiation sickness یعنی تابکاری کے پیدا کیے ہوئے امراض کی علامتیں کون سی ہیں۔ یہ ہیں لیوکیمیا (یہ خون کا مرض ہے جس میں خون بالکل پتلا اور ناقص ہو جاتا ہے) اور یہ بھی خون ہی کا مرض ہے اس کے بعد ہے ہیموریج یعنی جریانِ خون سو یہ بھی خون ہی کا مرض ہے اس کے بعد ہے بخار سو یہ بھی خون ہی کے فساد کی علامت ہے۔ اور اس کے بعد ہے قئے اور متلی سو ان کو بھی دل ہی کے ساتھ نسبت ہے۔ یہ شعاعیں جہاں بھی حملہ کرتی ہیں۔ ان کا اصلی ہدف دل ہی ہوتا ہے یہ ہر طرف سے دل کا گھیراؤ کرتی ہیں۔ اس کے خون کی سپلائی کو قطع کرتی ہے اور زہر آلود بناتی ہیں۔ اس طرح سے دل کو خالص خون سے محروم کر کے بالآخر اُس کی موت کا سبب بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ جدید ترین تحقیق نے انکشاف کیا ہے کہ کثیر الخلیہ نامیاتی اجسام Multicellular Organisms جن کا نظام ددوران خون اور نظام تنفس زیادہ ترقی یافتہ اور جن کا دل زیادہ تکمیل پذیرفتہ ہوتا ہے۔ بدون استثناء سب کے سب قلیل الخلیہ نامیاتی اجسام Unicellular organisms جن کا نظام دوران خون اور نظام تنفس مقابلتاً کم ترقی یافتہ اور جن کا دل کم تکمیل پذیرفتہ ہوتا ہے کے مقابلے میں تابکار شعاؤں سے نسبتاً زیادہ تاثر پذیر ہوتے ہیں۔ یہ امر مسلمہ طور پر دل کے لئے اور جو کچھ بھی دل سے متعلق ہے۔ اس کے لئے تابکاری شعاؤں کی ترجیحی ذہنیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک اور ثبوت جو اس ضمن میں جدید ترین تحقیق نے مہیا کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آکسیجن کی عدم موجودگی میں تابکاری شعاؤں کی کارکردگی نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔ اب آکسیجن کا جو تعلق دل سے ہے اور جو کردار آکسیجن خون کی صفائی میں ادا کرتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور آخیر پر جو بات موجودہ تحقیق منظر عام پر لائی ہے وہ یہ ہے کہ دماغ اعصاب اور عضلات ایسے اعضا ہیں جو تابکاری کا کمتر اثر قبول کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں دل اور دل سے تعلق رکھنے والے تمام اعضا تابکاری شعاؤں کے اثر کو بیشتر قبول

کرتے ہیں۔

✿ تفکر، پریشانی عدم اطمینان کی آگ

✿ ہاں تو اب اس آگ کو دیکھئے جو تفکر پریشانی اور عدم اطمینان کی صورت میں دنیا کے گوشے گوشے میں ہر دل میں شعلہ کش ہوتی نظر آتی ہے۔ یہ آگ اگر انسانی تاریخ کے ہر دور میں کسی نہ کسی حد تک موجود رہی ہے۔ لیکن اس ہمارے نئے دور کے خصوصی نظام میں اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ہر شخص فکر و پریشانی اور عدم اطمینان کے ایک دہکتے ہوئے انجن کی طرح دھوئیں کے مرغولے چھوڑتا ہوا اور بے سکونی کی سیٹیاں بجاتا ہوا ہر طرف بھاگا پھرتا ہے۔ اس آگ نے آنسوؤں کے چشموں کو خشک کر دیا ہے اور آہوں کو بخارات میں تحلیل کر دیا ہے۔ ضروریات زندگی کی بے پناہ تلخیوں کے ساتھ ایٹم بموں کے خوف کو شامل کر لو تو اس علم سائنس اور ترقی کے دور میں بے چارے انسان کی زندگی ایک اچھے خاصے جہنم کا نمونہ بن چکی ہے۔ اور انسان انسانیت کی خصوصیات سے عاری ہو کر ایک مشینی جانور کی ہیئت اختیار کر چکا ہے۔ اور ایٹمی ری ایکٹروں کی تعداد میں اصافہ ہونے دو۔ جوں جوں ان میں اضافہ ہوگا انسان آتش زیر پا ہوتا جائے گا اور اس المیے میں ان قوموں اور ان لوگوں کی کیفیت مزید قابل رحم ہے۔ جو سائنس کی سہولتوں سے تو محروم ہیں مگر سائنس کی ابتلاؤں میں ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ جو بے چارے پھولوں سے تو محروم ہیں مگر کانٹوں نے ان کے دامن کو تار تار کر رکھا ہے۔ اور آج جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے پہلے رونے کو اگر غور سے سنا جائے تو وہ یہ کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ھیہات میں اپنے جسم کو زندہ رکھنے کے لئے کیا کروں گا۔ ہائے افسوس۔

✿ اس تابکاری سے زہر آلود دنیا میں مادی ضروریات کے دردناک معمے کو کس طرح حل کر سکوں گا۔ جب کہ کسی پہلے دور میں پیدا ہونے والے بچے کو رونے کو یوں سمجھا جاتا تھا کہ اے افسوس مجھ پر میں اس جالوں اور گڑھوں سے پُر دنیا میں اپنی روح اپنی

ضمیر کو کس طرح بچا سکوں گا۔ اے ہے میں کس طرح بخیر وعافیت اپنے اصلی گھر کی طرف لوٹوں گا جہاں سے میں آیا ہوں۔ روحانی تسکین صبر وتحمل، اخلاقی قوت اور ایمان کی عدم موجودگی میں مادی وجود اور مادی کشمکش موت وحیات میں ظالمانہ افکار و پریشانی کی شدت نے انسان کی زندگی مغرب اور مشرق ہر طرف ایک عذاب ایک وبال جان بنا کے رکھ دی ہے۔ معاشیات کے اس معاشی دور میں معیشت انسانی ضروریات کی حاجت سے بڑھ کر مادی جنون کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ انسان کے ذہن میں معاشی کیڑے رینگتے محسوس ہوتے ہیں۔ لوگ اس کوفت کی وجہ سے پتھر کی دیواروں کے ساتھ ٹکریں مارتے ہیں۔ چیختے ہیں، دہاڑتے ہیں۔ حیلہ مکروفن، عیاری، چور بازاری، محسن کشی بلکہ برادر کشی، مادر کشی اس دور کے انسان کی گھٹی میں پڑ چکی ہیں۔ ہر شخص زیادہ سے زیادہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہے اور اس تشویش اس پریشانی اس عذاب کی رفتار اور آواز اس تیزی سے اور اس حد تک بڑھ رہی ہے کہ جلد بلکہ بہت جلد ہانپتی کانپتی ہوئی انسانیت اس درجہ تنگ ہو جائے گی کہ لوگ زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے۔ اور وہی لوگ جو آج اپنے طاقت ور بل ڈوزروں اور دیو ھیکل ٹریکٹروں سے قبرستانوں کو زمین کے ساتھ ہموار کر کے اپنی زمین میں چند مرلے اضافہ کرنے کے لئے قبرستانوں کی جانب اپنے صبا رفتار انجنوں پر دیوانہ وار لپکتے ہیں۔ وہی لوگ اور بالکل وہی لوگ کل جب کسی قبرستان کے قریب سے گزریں گے تو آہ بھریں گے اور کوئی سننے والا ہو تو وہ سنے۔ وہ کہتے سنائی دیں گے اے کاش اے کاش اس قبر میں پڑے ہوئے مردے کی جگہہ میں ہوتا۔ اس زمین کے اوپر ہونے سے اس زمین کے نیچے ہونا بہتر ہے۔ ہاں ہاں اور وہ ایسا وقت ہوگا جب یہی لوگ جو آج ایٹم بم کی متوقع جنگ کی یقینی تباہ کاریوں سے خوفزدہ ہو کر گلی گلی کوچہ کوچہ اور قریہ قریہ اس بلائے عظیم کے خلاف انسانیت کے نام کی دہائی دیتے پھرتے ہیں۔ اور اس بربادی سے پناہ مانگتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ ایٹمی جنگ کی اطلاع کو اپنے لئے ایک

بشارت تصور کریں گے۔ اور ایٹمی دھماکے کی خیرہ کن چمک کو چہرہء تسکین کے جمال جہاں آرا کی ایک جھلکی جانیں گے۔ وہی ایٹم بم جو آج تک ایک خوفناک دیو کی طرح منہ پھلائے اپنے نتھنوں سے آگ کے خوفناک پھنکارے مارتا نظر آتا ہے۔ یہی خوفناک دیو اُس وقت اس مصیبت زدہ انسانیت کی آنکھوں میں ایک خوبصورت اور من موہن نجات دہندہ ایک فرشتے کے دلکش روپ میں نمودار ہوگا۔ بے شک وہ لوگ ایٹم بم کے ایک ہی دھماکے سے آنی والی موت کو اپنی طویل موت یعنی نہائت ہی دکھی زندگی پر ترجیح دیں گے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں اور نہ تھا جو اُس انسانیت کی مصیبت کا نشہ الفاظ میں یا کسی دوسرے طریقے سے کھینچ سکے جو ایٹامک بموں سے ہراساں ہوگی جو ایٹامک ری ایکٹروں کے نرغے میں ہوگی اور ایٹامک ریڈی ایشنوں (تابکاری شعاؤں) کی زد میں ہوگی۔ ایک ایسی انسانیت جس کے افراد ہر قدم پھونک پھونک کر نہیں بلکہ جھانک جھانک کر اٹھائیں گے انہیں دنیا کی ہر چیز سے خوف آئے گا وہ اس طرح چلیں گے جس طرح کوئی آدمی ایسی لمبی لمبی اور گھنی گھنی گھاس میں ننگے پاؤں چل رہا ہو جس میں زہریلے سانپوں کے بل ہوں۔ ایٹمی تابکاری کی شعائیں ان سانپوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ یہ لوگ خوفزدہ سایوں کے خوفزدہ عکسوں کی طرح ادھر ادھر چلتے پھرتے نظر آئیں گے۔ یہ لوگ چلائیں گے مگر سمجھیں گے کہ مسکرا رہے ہیں۔ یہ مسکرائیں گے مگر سمجھیں گے کہ رو رہے ہیں جب دوست ان کے سامنے آئے گا تو اسے دشمن سمجھ کر بدک جائیں گے جب دشمن اُن کے سامنے آئے گا تو یہ اُسے دوست سمجھ کر اُس سے لپٹ کر روئیں گے۔ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی مگر ان آنکھوں میں عزم کی جھلکی نہ ہوگی۔ ان کے ہونٹ ہر وقت کانپتے رہیں گے۔ یہ لوگ عجیب الخلقت ہوں گے۔ ان کے بچے ان سے بھی بڑھ کر عجیب الخلقت ہوں گے اور اب ہمیں یہ بتانے کے لئے کسی ڈارون کے ذہن کی ضرورت نہیں کہ ایسی انسانیت ایک المناک زندگی سے دوچار رہ کر بالآخر ایک ذلت

آمیز ایک دردناک موت کا شکار ہو جائے گی۔ نہ ہی یہ سمجھانے کے لئے کسی فرائیڈ جونگ یا ہیوم کی حاجت ہے۔ کہ ایسی انسانیت ایٹمی زلزلے کو ایٹمی تابکاری سے پیدا ہونے والے طاعون پر ضرور ترجیح دے گی۔

✿ زمانہ اس تیز رفتاری سے تبدیل ہو رہا ہے کہ آپ بڑے ہی تعجب سے دیکھیں گے حالانکہ آپ کو بالکل تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک آدمی جو اچھا بھلا سویا اس حالت میں کہ اُس کا ذہن بالکل درست اور دل بالکل ٹھیک تھا لیکن اے ہائے آدھی رات کو ہڑ بڑا کر اپنے بستر سے اُٹھا اور جب آپ نے لائٹ آن کی تو آپ نے دیکھا کہ اُس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی ہیں۔ اُس کا بدن غیض و غضب سے کانپ رہا ہے اُس کی سانس جوش و خروش سے ہانپ رہی ہے اور اُس کے مُنہ سے سفید جھاگ کے بگولے نکل رہے ہیں۔ وہ بک رہا ہے وہ جوش غضب میں بے قابو ہو رہا ہے۔ کبھی وہ دونوں بازو اوپر پھیلا کر اپنی دونوں مٹھیاں تان لیتا ہے۔ کبھی وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے بالوں میں گھسیڑ کر اس زور سے اپنے بالوں کو کھینچتا اور اس بُری طرح سے اپنے ہونٹوں کو بھینچتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اُس کی آنکھوں کے دونوں ڈھیلے اُبل کر باہر نکل پڑیں گے۔ اُس پر ایک ہذیانی کیفیت طاری ہے۔ وہ بک رہا ہے۔ وہ گالیاں بک رہا ہے وہ قسمیں کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ جو بھلائی مین کسی سے کر چکا ہوں میں اُس پر سخت پشیمان ہوں میں پاگل تھا۔ میں دیوانہ تھا۔ میں احمق تھا آج کے بعد میں قسم کھاتا ہوں کہ میں کسی انسان سے کسی حیوان سے کسی ذی روح سے ہرگز ہرگز کوئی بھلائی نہیں کروں گا۔ کسی بھکاری کو ایک پھوٹی کوڑی تک نہیں دوں گا۔ کسی کو وقت تک نہیں بتاؤں گا سوائے ناک بھوں چڑھائے کسی سے بات نہیں کروں گا۔ آپ اُسے بہلا پھسلا کر سُلا دیں اور پھر وہ حسب معمول بستر سے ہڑ بڑا کر اُٹھے گا اور پھر اپنے ڈرامے کا وہی کردار ادا کرنا شروع کر دے گا اور مزید یہ کہے گا کہ کل میں ہر آدمی سے ہر چیز چھین لوں گا۔ میں ان کو کوڑوں سے پیٹوں گا۔ ان کو جیل

میں بند کر دوں گا۔ میں ان کو بوریوں میں بند کر کے اُن پر شکاری کتے چھوڑوں گا میں ان کو رُلاؤں گا۔ یہ سب زمین میری ہوگی۔ یہ سب کچھ میرا ہوگا۔ میں۔ میں۔ میں۔ بم۔ بم۔ بم۔ آپ پھر ایک بار اس آدمی کو پچکار کر سُلانے کی کوشش کریں اور اسے ایک بار پھر بستر پر سُلا دیں۔ لیکن وہ ایک بار پھر اُٹھے گا اور اس بار آپ کو موقع دیئے بغیر وہ کمرے سے چھلانگ لگا دے گا۔

ہم ایسے دور میں پہنچ رہے ہیں جہاں نہ تو دولت کی خوشی ہی باقی ہوگی۔ نہ غربت کے لئے صبر بلکہ خوشی اور صبر دونوں ہی فکر آلود۔ اور غم انگیز ہوں گے۔ سب کے سب جذبات ایک دوسرے کے ساتھ گڈ مڈ ہو کر کسی حد تک اپنی امتیازی خصوصیات سے محروم ہو جائیں گے۔ فکر، آنسو، آہ اور حقیقی ہنسی تو دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔ ذہن آج ایک ایسا بے آب و گیاہ ایک نہائت ہی بنجر بے رونق اور مایوس صحرا ہے۔ جس میں فکر کی ہواؤں میں پریشانی کے بگولے ہر سُو اُٹھتے پھرتے ہیں۔ ہر شخص غیض و غضب کا ایک بھوت بنا پھرتا ہے۔ اور اس حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ غُصے سے بے قابو ہو کر کوئی ایک آدمی یا آدمیوں کا ایک گروہ کسی بھی وقت انسانیت کی تقدیر کو پلندہ کر کے ایٹمی جہنم میں جھونک سکتا ہے۔ بڑے سے بڑے معاہدے، اور سخت سے سخت عہد نامے، ایسے لمحے موئے آتش دیدہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور انسانیت ایسی ہلاکت میں ڈالی جا سکتی ہے۔ جس سے واپسی کا امکان نہیں۔ لیکن اے انسان۔ کیا یہ انسانیت کا خاتمہ ہوگا۔ اے کاش کہ ایسا ہی ہوتا ایک دھکا ایک دھماکہ۔ چند چیخیں اور پھر خموشی۔ ہمیشہ کی خموشی نہ کوئی رونے والا نہ کوئی رلانے والا لیکن ایسا نہیں۔ اے ہائے افسوس کہ ایسا نہیں انسان ایٹمی جنگ میں ختم نہیں ہوگا بلکہ لوگ بھاگ بچ نکلیں گے۔ انسان کو مزید اپنی سائنسی ایجادات کا مزہ چکھنا ہوگا۔ اُسے جہنمی دنیا کے اندر جہنم کے سات پردوں میں رہنا ہوگا۔ اُسے اپنے لالچ اپنی طاقت اپنی دانشمندی اپنی عبقریت اور اولوالعزمی کا حساب دردناک پھوڑوں

کینسروں کوڑھ کے زخموں مکھیوں کے جھنڈوں کی صورت میں دینا ہوگا۔ بھوکوں کے لئے روٹی ننگوں کے لئے کپڑا بیماروں کے لئے دوا نہ ہوگی۔ لوگ گرمی سے گھبرائیں گے سردیوں سے کانپیں گے ماچس کی ایک تیلی نہ ملے گی کہ کوئی سردی سے کانپتا ہوا آدمی لکڑیاں جلا کر آگ سینک لے۔ پیدا ہونے والے بچوں کو جب مائیں اپنے اس ہمارے دور کی ایجادوں کے متعلق بتائیں گی تو بچے کچھ بھی سمجھ نہ سکیں گے بلکہ سمجھیں گے کہ اماں جان! کسی دوسری دنیا کی بات کرتی ہیں اور جب کہیں کوئی بچہ کسی ہوائی جہاز کسی موٹر کار کسی بل ڈوزر کسی ٹریکٹر کا جلا ہوا ڈھانچا دیکھے گا تو حیرت سے دم بخود رہ جائے گا۔ کئی بچے جب اپنے والدین سے گذشتہ مشینی دور کی کوئی بات پوچھیں گے تو والدین ایک خوفناک خموشی اختیار کرلیں گے۔ ننگ دھڑنگ انسان ننگ دھڑنگ بیمار بھوکے لاچار پاگل مجبور مظلوم خود بیمار ذہن بیمار دل بیمار۔ زمین آسمان جہاں ماضی حال مستقبل بیمار۔ ہر چیز شرم اور حماقت کے آثار لئے ہوئے انسان نہ ہذیان میں مبتلا نہ گریہ کناں۔ انسان فقط پتھر کا ایک غمگین بت۔ غم کا لفظ اس انسان کے غم کی منظر کشی نہیں کرتا۔ نہ ہی اُس کے دل کی کیفیت کو بیان کرسکتا ہے۔ اس انسان کو نہ موت کا غم نہ زندگی کا احساس۔ موت کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ ہم کیا تھے؟ ہم کیا ہیں ؟ یہ کیا ہے؟ یہ سیاہ ہیولے کیا ہیں؟ یہ چمکنے والے سائے کیا ہیں؟ یہ کیا ہے جو حرکت کرتا ہے اور یہ کیا ہے؟ جو حرکت نہیں کرتا۔ ہر چیز مُبہم ہو چکی۔ ہر چیز ایٹمی تباہی کے کھنڈروں کی اڑتی ہوئی راکھ میں مبہم ہو چکی۔

اور اب تصور کیجئے اگر یہ حالت ہو۔ ایٹمی جنگ کے بعد کی انسانیت کی۔ لیکن کون سی حالت میں کہتا ہوں۔ اگر روئے زمین کے سارے قابل ترین قلم دماغ ذہن آنکھیں اور زبانیں مل کر بھی یہ کوشش کریں اور کروڑوں سالوں تک لگا تار یہی کوشش کرتے رہیں تب بھی وہ اُس کیفیت کو قرار واقعی اور کما حقہ بیان کرنے سے عاجز رہیں گے۔ جو انسانوں کی ایٹمی جنگ کے بعد ہوگی اور یا۔ اور یہ سننے والی بات ہے جو

جالت انسانیت کی ایٹمی طاقت برائے امن کے استعمال سے ہوگی۔ جو سائنس دان کہتا ہے کہ سب اچھا ہے وہ انسانیت کو دھوکہ دے رہا ہے۔ جو سیاستدان کہتا ہے کہ سب اچھا ہے وہ اپنی قوم کو دھوکہ دے رہا ہے۔ جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ سب اچھا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔ ایٹمی توانائی برائے امن ایک کھلا دھوکہ ہے تباہی ہے غارت ہے بربادی ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے ایٹمی توانائی کی صنعت میں سرمایہ کاری کر رکھی ہے اور مزید اربوں روپے اس صنعت میں لگا رہے ہیں۔ وہ اور اُن کے ملازم سائنسدان اور اُن کے زیرِ اثر سائنسدان سب مل کر انسانیت کا جنازہ تیار کر کے اسے ایٹمی جہنم میں پھینک دیں گے۔ دنیا میں کئی باتیں حیرت ناک ہیں لیکن سب سے زیادہ حیرت ناک بات ہمارے اس جدید علمی سائنسی تہذیبی مشینی دور کے لوگوں کا اندھاپن ضد اور جہالت ہے۔ اگر میں چلاؤں تو کیا ہو جائے گا اگر ساری دنیا کے بہی خواہ مل کر چلانا شروع کر دیں تو کیا ہو جائے گا۔ اس اندھی احمق اور لالچی انسانیت پر کیا اثر ہو سکے گا۔ لیکن اگر اللہ کو منظور ہو تو لوگوں کے ذہن درستی کی جانب مائل بھی ہو سکتے ہیں۔

✿ نشہء علم میں دُھت اور طاقت کی ہوس میں سرشار اس دور کے سیاہ دل کمپیوٹر کبھی بھی نہیں رُکیں گے۔ جب تک کہ اپنی تباہی کی تہہ کو نہیں پہنچ جاتے۔ لیکن آیئے۔ ذرا ٹھہریئے۔ یہ لوگ ایٹمی جنگ کے پسماندگان ہیں۔ اور یہاں ایک دائرے میں بیٹھے ہیں ذرا ان سے بات چیت کیجئے۔ نہیں نہیں۔ یہ لوگ تو بات چیت کے موڈ میں نظر نہیں آتے۔ یہ صرف ہماری جانب دیکھ رہے ہیں۔ اور ہمیں گھور رہے ہیں۔ اور اپنی آنکھوں کو ہماری طرف سے نفرت میں پھیر رہے ہیں۔ دیکھو۔ ادھر سے ایک آدمی آ رہا ہے۔ ان میں سے ایک وہ البتہ کچھ زیادہ باتونی دکھائی دیتا ہے۔ اوئے ہوئے ہو، ہا، ہا، "جناب آپ ذرا"۔ ہم نے کہا۔ "آپ ذرا اِدھر بات سُنیئے"۔ ذرا اس معاملے میں اپنا امپریشن ہمیں بتایئے! نہیں۔ اس آدمی کے چہرے پر تو وحشت کے آثار بات

کرنے کی خواہش سے کہیں زیادہ نظر آتے ہیں۔ ''اے ہاں جناب''! میں نے کہا ۔''آپکا اس سارے معاملے کے متعلق امپریشن کیا ہے''۔امپریشن؟ Impression? آپ مجھ سے مجھ ایک آدمی سے اس معاملے کے متعلق امپریشن کیوں پوچھتے ہیں۔یہ ساری دنیا، یہ متوحش چہرے اور جو کچھ بھی یہاں ہے وہ سب کچھ خود ایک مجسم امپریشن ہے۔کیا آپ کو نظر نہیں آتا۔کیا آپ اندھے ہیں؟ یا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ ''نہیں جناب۔ ہرگز نہیں۔ ہم قطعاً آپ سے مذاق نہیں کر رہے۔البتہ آپ ضرور ہمیں اپنا امپریشن بتائیں''۔ ''اچھا۔تو اگر آپ ضرور ہی میرا امپریشن جاننا چاہتے ہیں۔تو پھر سنئے۔میرا امپریشن یہ ہے کہ ہر وہ بے اصول پادری جس کا عیسائیت کے مذہب کو خوفناک ہوا بنانے میں کچھ حصہ ہے۔اُس کی کھال میری آنکھوں کے سامنے اُتار لی جائے تاکہ میں اُس کی چیخیں سُن سکوں۔اور میرا امپریشن یہ ہے کہ ہر وہ آدمی جس کا دین کی قبر پر اٹامزم کی تعمیر میں کچھ حصہ ہے۔ اُسے میری آنکھوں کے سامنے کھال سے عاری کیا جائے۔اور پھر اُسے اٹھا کر اٹامزم کے پھل ایٹم بم سے جلی ہوئی دنیا کی اس جلتی راکھ پر ڈال دیا جائے۔تاکہ میں اُس کے جلتے ہوئے گوشت اور اُس کی جلتی ہوئی چربی کی بو کو سونگھ سکوں۔اور میرا امپریشن یہ ہے کہ تمام وہ لوگ جو اُمتِ مُسلمہ کی دنیاوی حرص و ہوس، غفلت، بے حسی، بے حمیتی اور ناعاقبت اندیشی کے ذمہ دار ہیں۔لائے جائیں۔میں کہتا ہوں۔یہاں میرے سامنے اور ﷺ کو لایا جائے۔اور ﷺ کے ساتھ وہ پیشین گوئی جو ﷺ نے ایٹمی جہنم کے متعلق کی۔اور پھر ایسا ہی ایٹمی جہنم جو ﷺ نے بیان کیا۔باریک سے باریک تفصیل کے ساتھ بھڑکایا جائے۔اور پھر اُن تمام حرص و ہوس کے بندوں کو جو اُس فرض کی انجام دہی میں ناکام رہے۔جو اُن پر بحیثیتِ مُسلمان اور بحیثیت پیروانِ قرآن عائد کیا گیا تھا۔وہی جو ﷺ کی روشنی اقصائے عالم میں پھیلانے اور قرآن حکیم میں واضح طور پر دی ہوئی ایٹمی پیشینگوئی کو اقوامِ عالم تک پہنچانے خود ﷺ کی پاکیزہ

تعلیمات پر عمل کرنے اور بنی نوعِ انسانی کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینے کے پابند تھے۔ یہاں میرے سامنے لائے جائیں۔ تاکہ اُن پر اور مجھ پر کلام الٰہی کی صداقت بیّن طور پر وضاحت پذیر ہو۔ وہ کلام الٰہی جس میں اللہ نے انسانیت کے لئے اپنی آخری اور دائمی وصیت کے طور پر ایٹمی جہنم کی تباہ کاریوں سے بچنے اور انسانیت کو اس عظیم ترین تباہی اور جگر گداز شرمساری سے بچانے کی خاطر تاریخ نبوت کی عظیم ترین پیشین گوئی اور واضح ترین تنبیہ اس لئے رکھ دی تھی۔ کہ مسلمان جو آخری دین اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی امت کی حیثیت میں اللہ کی طرف سے اس پیشین گوئی کے اتمام حجت کے طور پر روئے زمین کی قوموں میں تشہیر کرنے پر مامور تھے۔ اللہ کی طرف سے قرار واقعی طور پر اور بتمام وکمال اس فرضِ منصبی سے بغیر کسی خوف یا جھجک کے سبکدوش ہو کر تمام تر ذمہ داری اُن پر ڈال دی۔ جو ایٹمی جہنم کے بھڑکانے کے لئے اور خدا کی مخلوق کو بھسم کرنے کے لئے ایندھن جمع کر رہے تھے۔ اور خدا کی بے بس مخلوق کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنا کر غضبِ خداوندی کے مستوجب ہو رہے تھے۔ ہاں۔ ہاں۔ وہی کلامِ الٰہی جو انسانیت کو امن اور سلامتی کی راہوں پر چلا کر آخرت کی منزل اور اپنے خالق کی ملاقات کی جانب راہنمائی کرنے کے لئے اُتارا گیا تھا۔ لیکن جس کے ورق آج روئے زمین پر ایٹمی جہنم کی آگ میں جل کر خاکستر ہو چکے ہیں۔ اور پھر میرا امپریشن یہ ہے کہ ہر وہ نابکار سائنس دان جس نے ایٹم بم بنایا یا ایٹم بم بنانے کی بجائے اپنی غلط یقین دہانیوں کے ساتھ یہ باور کرانے میں مصروف رہا کہ ایٹمی توانائی برائے امن بالکل بے ضرر عمل ہے۔ اور انسانیت کے لئے ایندھن کی کمی کو پورا کرنے کے لئے لابدی ہے۔ اور جو اتنی بات بھی سمجھنے سے قاصر رہا کہ ایٹمی توانائی برائے امن کی موجودگی میں ایٹمی توانائی برائے جنگ پر قدغن لگانے کا کوئی امکان نہیں۔ اور ہر وہ نادان سیاست دان جس نے حقائق سے آنکھیں موند کر ایٹمی توانائی برائے امن اور برائے جنگ کو ناگزیر قرار دے کر دنیا کی ایٹمی تباہی

کے خواب کو شرمندہ ءتعبیر کرنے میں ایک واضح کردار ادا کیا۔ یہاں لایا جائے اور میری آنکھوں کے سامنے اسے تابکاری سے چھیدا جائے اور پھر اُس کے مردہ جسم کو آگ کے اس بحر ناپیدا کنار میں جو خود ان لوگوں کے اپنے ہاتھ کا بھڑکایا ہوا ہے۔ اور خود اُنہیں کی اپنی کارستانیوں کا مادی اور منطقی بالواسطہ اور بلا واسطہ نتیجہ ہے ڈال دیا جائے۔ اور میرا امپریشن یہ ہے کہ وہ مجبور انسان یوسف جبریل جس نے بے حد جگر کاویوں کے بعد ﷺ کی پیشینگوئی کو لکھ تو لیا مگر اُسے جیسا کہ چاہیئے انسانیت کے بچاؤ کی خاطر موثر نہ کر سکا۔ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں یہاں لایا جائے اور اُس کی ننگی پیٹھ پر اتنے کوڑے برسائے جائیں۔ کہ اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے۔ پھر اُس کی میت کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ ان لوگوں کے حوالے کیا جائے جو اس ایٹمی المیے دنیا کی تاریخ کے سب سے عظیم المیے کی یادگار اس دنیا میں دُکھ کی کلائیمکس دیکھنے کی خاطر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ہم غم زدہ لوگ اُس کا دل کھول کے ماتم کریں اور جی بھر کے اُس کی قبر پر آنسو بہائیں۔

✪ یہ ہیں میرے امپریشن اور ہم بدنصیب لوگ اب آپ کے بے حد مشکور ہوں گے اگر آپ ہم کو کوئی ایسا طریقہ بتا سکیں کہ ہم اس دکھ بھری زندگی کو جلد از جلد ختم کر کے اس عذاب سے نجات پائیں۔ اے رحم دل موت! ہم تجھے پکارتے ہیں۔ آ۔ اور ہم کو اس دنیا کے اس روح فرسا منظر سے نجات دلا۔ ہم اپنے اندر اس زخم خوردہ انسان کے یہ سنگین امپریشن نوٹ کرنے کی ہمت نہ پا سکے اور آگے بڑھ گئے۔

✪ بہر حال یہ باور کر لینا کہ عدم اطمینان اور ہراس اسی دور جدید کی پیداوار ہیں اور یہ کہ یہ بیماریاں اس سے پہلے دنیا میں موجود ہی نہ تھیں۔ مکمل تسکینِ قلبی یا طمع یا ہراس سے مکمل بیگانگی کبھی بھی جب سے انسانیت دنیا میں وجود پذیر ہوئی ہے۔ انسانیت کے نصیب میں نہ تھی۔ یہ زمین کبھی بھی خالص نعمتوں کا گھر نہ تھی۔ دولت اور دنیا کی محبت انسان کی فطرت میں ودیعت ہے۔ ضروریاتِ زندگی کے تفکرات اور عیش و عشرت

کی آرزوئیں ہمیشہ سے انسان کے دل میں کروٹیں لیتے رہے ہیں۔خوف اورحزن انسان کے ازلی ساتھی ہیں۔ ہزاروں سال قبل جبکہ زمین پر انسان کی آبادی قلیل تھی اور زمین کے بڑے بڑے خطے خالی پڑے تھے اُس وقت بھی ضروریاتِ زندگی کی فکر اور کمی کا احساس اور غربت اور تو انگری کا امتیاز اس دنیا میں موجود تھا۔ آبادی کا کوئی مسئلہ نہ تھا بلکہ مسئلہ آبادی کوفروغ دینے کا تھا۔اراضی کی کوئی کمی نہ تھی البتہ اراضی کو کاشت کرنے والوں کی کمی تھی۔اور کاشت کاری کوممکن بنانے کیلئے امن اور سلامتی کی ضرورت تھی لیکن موجودہ دور اور سابق ادوار میں فرق یہ پایا جاتا ہے کہ جب کہ ہر سابق دور میں کسی نہ کسی شکل میں مادہ پرستی کا دشمن ایک ایسا فلسفہ انسانیت میں موجود رہا ہے جس کا کام اس فانی دنیا کی فانی حیثیت اور اس کی بے وفائی کی مسلسل نشان دہی کرنا اور اگلی دنیا کی اہمیت کو برقرار رکھنا ہوتا تھا ایک ایسا فلسفہ جو روحانیت کو مادیت سماوی کو خاکی ذہن کو مادے روح کو بدن آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا تھا ایک ایسا فلسفہ جو انسان کی طبعی حرص اور دنیاوی چیزوں اور قوت کی ہوس کی شدت کو کم کرنے کے لئے نفس کی نفی کا فلسفہ تھا۔ دورِ جدید نے موت آخرت قیامت سزا و جزا ذہن روح اخلاق وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر اپنے آپ کو اس مادی دنیا کی مادی ضروریات کی تلاش میں کلی طور پر مادہ پرستی کے سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا ہے۔ اس دنیا کی چالوں اور جالوں اور گڑھوں کی پرواہ کیئے بغیر آخرت اور سزا و جزا (اور دوسری زندگی کا نہ اقرار ہے نہ خوف) کامیابی اور ناکامی کے سارے تصورات موت کے ساتھ فنا فی الموت تصور کرتے ہوئے موت کے بعد کا سارا ریکارڈ خالی چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے انسان گناہ اور عیاری پر دلیر ہو گیا ہے۔ کلیتہً مادی قسم کی مسلسل مغز ماری کے دباؤ میں کچھ راحت پیدا کرنے کی کوئی چیز موجود نہیں۔ مادی ذہن کے دُکھ درد اور افسردگی کو کم کرنے کے لیئے کوئی علاج نہیں جو علاج بروئے کار لائے جاتے ہیں وہ مادی قسم کے ہیں۔ جو مرض میں افاقہ پیدا کرنے کی بجائے مرض کو مزید بڑھانے کا سبب بنتے ہیں

اوراس طرح معاملے کومزید خراب کردیتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آگ کو بجھانے کی غرض سے اُس پر مزید ایندھن ڈالا جائے جیسے کہ مثل مشہور ہے کہ جلتی پر تیل ڈالا جائے۔ سابقہ ادوار کے لوگ اپنے اس دنیا سے نفرت کرنیوالے فلسفے اوراس زندگی کے عارضی ہونے کے عقیدے اوردوسری دنیا سے اپنی اُمیدیں وابستہ کرنے کے سبب اس زندگی کی سختیاں مصائب وآلام اورحوادث و انقلابات صبروشکر سے اورجیسا کہ مشہور ہے فلسفیانہ انداز میں جھیلتے تھے۔ چنددن کی بات ہے اور پھر یہ سب افسانہ ختم ہوجائے۔ مگراس کے بعدایک طویل اورلافانی زندگی انتظار میں ہے۔ ایک ایسی زندگی جواس عارضی زندگی کے مقابلے میں ہماری توجہ کی کہیں زیادہ مستحق ہے۔ وہ لوگ ایک بہتر اورمعتبر دنیامیں ملنے والے بدلے کی اُمید پر بڑی سے بڑی قربانی کر جاتے تھے۔ وہ یہ سب کچھ تسلیم ورضا کے جذبے کے ماتحت کرتے۔ اوراس طرح اُن کی تکلیف میں کمی واقع ہوجاتی۔ ہم اُن قدیم زمانوں میں نمودار ہونے والے اُن ظالموں اُن عیار منافقوں (جو جاہل لوگوں کی سادگی اورتوہم پرستی پر اپنا کھیل کھیلتے تھے) اورمکروفریب کے پردوں میں سَنتوں کا روپ دھارتے تھے کے ظلم وستم کی داستانوں پرکانپ جاتے ہیں لیکن وہ جنہوں نے ان کے ہاتھ سے ظلم وستم سہے خودان کوشکائت کا کچھ خاص موقع نہ تھا۔ کچھ تواس لئے کہ مکاراورسالوس سَنتوں کے ساتھ ساتھ بعض حقیقی مخلص اورخداپرست سَنت بھی موجود ہوتے تھے اور کچھ اس لئے کہ وہ مظلوم یہ سب کچھ محض عارضی افسانہ سمجھتے ہوئے پرواہ کئے بغیر سہہ جاتے تھے مگر دورِجدید کی حالت کیا ہے۔ عہدِ قدیم کے مکار سَنت جدید لباس میں آموجود ہوئے ہیں۔ ”نئے دام لائے پُرانے شکاری“ اورتاریخ کا اعادہ ہورہا ہے تاہم عہد قدیم کا عیار سادھو اپنے شکار کے لئے ایٹم بم جیسی کوئی بلا نہ بنا سکا وہ کم ازکم اس دنیا کو ایٹمی تابکاری کی شعاؤں سے نہ بھر سکا۔ یہ گھات میں لگی ہوئی موت جونہ دیکھی جائے نہ چھوئی جائے نہ چکھی جائے نہ سونگھی جائے اور بے اطمینانی کا بھڑکتا ہوادوزخ اُس

وقت آج کے مقابلے میں آدھا بھی گرم نہ تھا۔قدیم زمانوں میں پادری کی جگر گداز جفا کاریوں اور پرنس (بادشاہ) کی جگر پاش ستم کیشیوں کے باوجود اس جہنم کی غضبنا کیوں میں یہ شدت نہ تھی نہ ہی زندگی کی بے رحم ضرورتوں کی سختی اس درجہ روح فرسا تھی۔آج اس قدیم فلسفے کے اعدام کی نہیں صلاح کی ضرورت ہے۔انسانیت کو آج ایسے فلسفے کی تلاش کرنی چاہیئے جو افراط وتفریط میں ایک موزوں توازن پیدا کر سکے۔روحانیت کو مادیت اور مادیت کو روحانیت سے ہمکنار کر سکے ورنہ غیر متوازن بوجھ انسانیت کو مصائب کے سمندر کی تہہ میں دھکیل دے گا اور دھکیل دیا ہے۔انسانیت کو چاہیئے کہ اس بات پر عمل پیرا ہو جائے ورنہ لوگ آگ کے بچھوؤں اور ناری سانپوں کے ساتھ رہائش پذیر ہو کر اُن کے ڈنگوں کا نشانہ بنیں گے۔اور ایک ایسی فنا کے منتظر رہیں گے جس کے تصور سے آسمان بھی کانپ اُٹھیں اور زمین بھی لرز جائے۔

✿ انسان آج مادی دنیا مادی ترقی مادی آسائش مادی تحفظ مادی مداوون کیلئے مادہ پرستی کے ایک ہینگتے ہنہناتے جہنم میں بڑبڑا رہا ہے۔ایک ایسا جہنم جو اس شدت سے دہک رہا ہے جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔لوگ اس جدید نظام کے بنیادی تقاضوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگ مادی جدوجہد کے میدان میں اُترنے پر مجبور ہیں۔انہوں نے اپنے لئے خود زنجیریں تیار کی ہیں۔اور خود ہی اپنے آپ کو پہنا دی ہیں اور اس جہنم کی طرف ایک رضا مندانہ مجبوری کے ساتھ کھچتے ہوئے جا رہے ہیں۔کوئی بھی اس کاروان سے باہر نہیں رہ سکتا جو کوئی بھی لمحہ بھر پیچھے مڑ کر دیکھنے کے لئے رکنے کی جرات کرے۔وہ انسانیت کے اس بے پناہ ریلے میں قدموں کے نیچے آ کر کچلا جائے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ذہن سے ہر چیز خارج ہو چکی ہے۔سوائے ایک فکر کے جو روٹی۔کپڑے اور مکان اور مزید دنیاوی آسائشوں میں مرتکز ہے۔تاریخ کسی ایسے دور کی نشاندہی نہیں کر سکتی۔جس میں لوگ زندگی کی ضروریات کے معاملے میں اس قدر سختی سے نبرد آزما رہے ہوں۔لیکن غور طلب مسئلہ

یہ ہے کہ کیا اس دور کے لوگوں نے اتنی زبردست کوششوں کے باوجود اپنے اس مدعا کو پالیا ہے۔ایک ایسا مدعا جس کی خاطر انہوں نے اپنے دین ایمان کو فراموش کر دیا ہے اور اپنے خالق سے رابطہ منقطع کر لیا ہے۔موت قیامت آخرت سزا و جزا کو بھلا دیا ہے ماضی سے رشتہ توڑ لیا ہے اور اپنے مستقبل کو بے پناہ خطروں سے دوچار کر دیا ہے ایسے خطرات جن کی مثال ساری تاریخِ انسانی میں ڈھونڈھے سے نہیں ملتی اور اپنی ساری اُمیدیں آسمانی زندگی سے اٹھالی ہیں۔اس سوال کا جواب تقریباً تمام باتوں کو زیرِ غور لانے کے بعد بدقسمتی سے یہ نکلتا ہے کہ نہیں اگر مادی ترقی کا مقصد اطمینان قلبی کا حصول ہے تو وہ تو اُس صورت میں بھی حاصل نہیں ہو سکتا اگر دنیا کے ہر فرد کو بادشاہ بنا کر اُسے تاج پہنا کر اُسے زمین سے اُٹھا کر تحت شاہی پر براجمان کر دیا جائے۔ بلکہ جتنی ضروریاتِ زندگی زیادہ مہیا ہوں گی اتنی ہی بے چینی بھی بڑھتی جائے گی کیونکہ مدعا مادی ضروریات کا حصول تھا۔قناعت نہ تھی قناعت تھوڑے پر بھی ہو سکتی ہے اور ہوس ساری دنیا سے بھی پوری نہیں ہو سکتی۔اور جب مدعا قناعت نہ ہو ضروریاتِ زندگی کا حصول ہو تو قناعت کیوں کر ہو اور قناعت نہ ہو تو اطمینان قلبی کیسے میسر ہو میانہ روی سے بات جب آگے نکل جاتی ہے۔تو بگڑ جاتی ہے۔مادی ترقی کے چکر پر ابتدا میں چند خوشگوار اور نشہ آور چکروں کے دوران جب میکالے جیسے ذہین نقاد نے فرانسس بیکن (دور جدید کا ڈھنڈورچی) کے فلسفے کو سقراط افلاطون اور ارسطو کے فلسفوں کے مقابلے میں لا کر اُسے آسمان پر اٹھا دیا۔اور ان مشاہیر کو زمین پر پٹخ دیا یہاں اِن متقابل فلسفوں کی بحث نہیں لیکن اے ہائے افسوس کہ چند چکروں کے بعد چکر کی رفتار نے تیزی پکڑنی اور انسانیت مصیبت میں جکڑنی شروع کر دی اور پھر رفتار بڑھتی گئی۔پہلے تو لوگوں نے کوئی پرواہ نہ کی لیکن جب ہاتھ اُچٹنے لگے۔آنکھوں میں پانی اُتر آیا کانوں کے پردے سائیں سائیں سے پھٹنے لگے "نے ہاتھ باگ پر ہے نہ ہے پا رکاب میں"۔یہ معاملہ بھی نہ تھا بلکہ کہنا یوں چاہیئے۔"جکڑے ہوئے ہیں باد

کے گھوڑے کی پیٹھ پر" اور "نے ہاتھ باگ پر ہے نہ ہے پارکاب میں"۔ تو بعض لوگوں نے کچھ واویلا کیا مگر سنتا کون اور سُن سکتا تھا کون وہاں تو حالت یہ تھی کہ ہر لمحے چکر کی رفتار تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔ کمریں خم ہو کر نیچے لگ رہی تھیں۔ آنکھوں سے نکلے ہوئے پانی کے قطرے ہوا کی تیزی کے بیک رش کے ساتھ اڑاڑ کے پیچھے جا رہے تھے سروں میں چکر آ گیا تھا۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا تھا اور آنکھوں کے ڈھیلے پھٹے پڑتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں کے باہر آ رہیں گے۔ ہر شخص جل توں جلال توں آئی بلا ٹال توں کا ورد کرنے کی بجائے چکر کی رفتار کو مزید تیز کرنے کے لئے للکار رہا تھا۔ لیکن چکر کی کوئی رفتار بھی ان لوگوں کی تشفی نہ کر سکتی تھی۔ بدنصیب شرابی کی مثل بدنصیب انسانیت "اور لاؤ اور بڑھاؤ" کی رٹ لگائے جا رہی تھی۔ اور رفتار بڑھتی جا رہی تھی لیکن اس طوفانی رفتار کے باوجود نہ بھوک مٹی نہ پیاس میں کمی آئی نہ اطمینان نصیب ہوا نہ تسلی ہوئی نہ تشفی ہوئی۔ بھوکے ننگے پیاسے بے گھر لوگ اب بھی یہی کہہ رہے تھے "رفتار اور بڑھاؤ خود کفیل ہو جاؤ"۔ یہ "خود کفالت" کی اصطلاح بھی خوب ہے اور اس ماڈرن دور کی تخلیق ہے اور یہی اصلی منزل ہے ماڈرن مادی دور کی۔ لیکن کیسی خود کفالت؟ کہاں کی خود کفالت؟ وہ بندہ جسے آنکھیں کسی نے دیں ہاتھ کان ناک منہ ٹانگیں دانت کسی نے دیئے۔ دماغ، دل ہمت سمجھ اور ارادہ کسی نے دیا ہو جو کسی کی زمین پر رہتا ہے اور مسافر ہے اُس کے منہ سے اتنا بڑا اور اتنا بے ہنگم دعوی یعنی' خود کفالت" کا دعوی تعجب انگیز ہے۔ بہر حال چکر کی رفتار تیز تر ہوتی گئی۔ اچانک ایک روز دنیا والوں نے آگے اُفق پر ایٹمی دیوؤں کا ایک جرار لشکر ایٹمی جہنم کو بھڑکا کر انسانیت کے انتظار میں منتظر پایا۔ دنیا والوں نے اسی چکر پر زبردست کہرام مچا دیا۔ مگر بیچ میں بڑے بڑے راہنماؤں بڑے بڑے داناؤں اور بڑے بڑے سورماؤں نے کہا۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ یہی آگ جسے تم لوگ جہنم کی آگ سمجھ رہے ہو اور یہی ایٹمی دیو جنہیں تم لوگ خطرناک دشمن تصور کر رہے ہو۔ آؤ ارے پاگلو

۔ہم تم کو اپنا کمال دکھاتے ہیں۔ایک عظیم مداری کا کھیل ایک بہت بڑا جادو کا کھیل اب دیکھو ہم اسی آگ کو ایندھن کے طور پر استعمال کریں گے۔اور انہیں ایٹمی دیووں کو زنجیروں میں جکڑ کر انسانیت کی خدمت پر مامور کر دیں گے۔کہو کیسی رہی۔ہاں۔ بالکل بالکل جب یہی نادان دانا ڈینگیں ہانک رہے تھے۔اُسی وقت ایٹمی جہنم غرا رہا تھا۔''اے اس نکتہ چینی کرنے والے۔مادہ پرست دور کی انسانیت کے نادان دوستو! میں بھوکا ہوں جلدی جلدی ان لوگوں کو اُلو بنا کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کرنے میں اسے اس قدر سیدھا کر دو کہ ٹھیک میرے گیٹ پر آن کر بولے۔اور میرا در کھولے تا کہ میں اُبلتے ہوئے سمندر کی صورت ان کو اپنے بھوکے گرم شکم کا نوالہ بناؤں۔ اے کاش میکالے ہوتا اگر آج میکالے ہوتا تو اپنی اُس غلطی پر اور ان لوگوں کے غم میں کہیں ندی کنارے جا کر ہنجوں کے ہار پروتا۔اور آج کی یہ دنیا اور آج کی یہ انسانیت بھیڑیوں کے گروہ غول در غول ہر طرف دوڑتے ہوئے بھاگتے ہوئے ہر وقت بھوکے ہر دم پیاسے بے سوچ بے سمجھ بے ادب بے امن بے انسانیت بے رحم بے کرم بے سخا لوگ افسوس!

✿ انسانیت نے اپنے تمام سابقہ ادوار میں سائنس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔اور اسے دبانے کی کوشش کی ہے۔سقراط سے افلاطون اور ارسطو سے لے کر دور حاضر کے ہر ذہین فلسفی تک کوئی بھی قابلِ ذکر فلسفی ایسا نہیں ہوا جس نے اس کی مخالفت نہ کی ہو اور اسے لائقِ نفرین نہ سمجھا ہو۔سائنس کی روشنی میں مادی ترقی کی بات نے ماضی کے کسی دور میں بھی شرفِ قبول حاصل نہیں کیا۔لیکن جس طرح کہ سائنسی ترقی کے عروج کے اس دور میں آج ہم حالات کو دیکھتے ہیں۔تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب سمجھے جا سکتے ہیں کہ ادوارِ ماضی کے وہ لوگ عقل مند تھے اور اُن کے اندازے بہتر تھے انسانیت کی ساری تاریخ میں ایک ہی مرتبہ یعنی اس نئے دور میں سائنس کو کھل کھیلنے کا موقع میسر آیا حتی کہ سارا میدان ہی اب اسی کے ہاتھ میں ہے لیکن جو کچھ سامنے آیا ہے اور آ رہا

ہے اُس سے تو کم از کم یہی معلوم ہوتا ہے کہ پُرانے وقتوں کے پرانے لوگوں کا وہ خوف جو انہیں سائنس سے تھا بے وجہ نہ تھا لوگ اس نئے دور کی مادہ پرستی میں کچھ اس بری طرح سے کود گئے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو گئے وہ قابلیت جو چیزوں کو متوازن رکھنے کے لئے لازمی تھی بروئے کار نہیں لائی گئی ۔سائنسی دنیا کے راہنماؤں نے دین کو دشمن جانا اور اس لئے اپنی ساری توجہ اس کو فنا کرنے پر صرف کر دی لیکن یہ نہ سمجھ سکے کہ دین و ایمان انسان کی بنیادی اور لابدی ضرورتوں میں سے ہے اور اس طرح حالات آج وہاں پہنچ چکے ہیں جہاں ہم اُن کو دہشت سے دیکھتے ہیں تاہم معلوم یہ ہوتا ہے کہ مرض ابھی تک لاعلاج ہونے کی منزل تک نہیں پہنچا۔ ابھی تک ایک اور صرف ایک موقع ابھی باقی ہے بشرطیکہ انسانیت کا اندھاپن آخری دم تک اور ایک خوفناک انجام تک چھایا نہ رہا۔

✿ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ وہ تمام روشنی جو آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراھیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی اس زمین پر پھیلائی۔ وہ روشنی انسانیت کی بدنصیبی کی وجہ سے اس دورِ جدید کے جدید علم کے پُر فریب اور سراب آگیں پردوں میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔ وہی جدید علم جو روٹیوں کے ایک ٹوکرے اور ایک عدد ابھری ہوئی اور کبھی سیر نہ ہونے والی توند پر مشتمل ہے ایسی توند جو ایک تیرہ و تاریک ہوس پرست خود غرض بے حلم اور آتش زیر پا قسم کے زود رنج دماغ میں لپیٹا ہوا ہے۔ معدوی دنیا معدوی فلسفوں معدوی افکار معدوی توجہات اور معدوی تقاضوں اور معدوی علوم سے مملُو ہے۔ جس کے امراض بھی معدوی اور علاج بھی معدوی مریض بھی معدوی معالج بھی معدوی اس کی خوشیاں اس کے غم اس کے افکار اس کا انبساط اسکی مسکراہٹیں اس کی تیوریاں بھی معدوی اس کے مسائل بشمولیت مسئلہء آبادی اول سے آخر تک سب کے سب معدوی اور اسی طرح اس کی چابیاں اس کی

کلیدیں اس کے حل معدوی اور اس کے مسائل کا سب سے فوری سب سے بڑا حل ہیل بم یعنی ہائیڈروجن بم بھی معدوی۔ کیا ہائیڈروجن بم ایک معدوی قسم کا علاج نہیں ہے؟ کیا ہائیڈروجن بذات خود معدوی گیس نہیں؟ آپ کسی ڈاکٹر سے استفسار کریں۔ آپ کو یہی بتایا جائے گا کہ ہائیڈروجن ایک معدوی gastric گیس ہے۔ اور جب ہائیڈروجن ایک معدوی Gastric گیس ہے۔ تو پھر اس سے بنا ہوا بم کیسے معدوی نہ ہوگا؟ اور اس ساری بحث سے صرفِ نظر ہائیڈروجن بم کیا بذات خود ساری معدوی تکلیفوں اور سارے معدوی مسئلوں کا واحد اور فوری اور بے مثل حل نہیں اور اس دور کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خطیر مسئلہ یعنی آبادی کا مسئلہ کیا یہ بذاتِ خود معدوی نہیں۔ اور کیا اس مسئلے کا فوری اور بے مثل حل ہائڈروجن بم نہیں۔ کیا اس دور کی روشنی اور اس کی تیرگی معدوی نہیں؟ کیا اس کے مسائل معدوی / معائی gastroenteric نہیں۔ کیا اسکے ذہنی لیڈر دستر خوانی جج gastronomes نہیں کیا اس کی سائنس کام و دہن کی سائنس gastronomy نہیں تو کیوں نہ اس کے فلسفے کا نام معدازم gastromism رکھ دیا جائے۔ افسوس در افسوس اس دور کی ابتدا معدہ سے ہوئی اور اس کی انتہاء معدازم میں ہوگی۔

✿ جتنی پیداوار بڑھ رہی ہے اسی قدر حرص و ہوس بڑھ رہی ہے جتنی فصل بڑھ رہی ہے اتنی ہی بھوک کی شدت تیز ہوتی جارہی ہے۔

ڈھیر گندم کے پہاڑوں سے بلند اور ہوئے نیشکر دشت کے جھاڑوں سے بلند اور ہوئے
شور ملوں کے دہاڑوں سے بلند اور ہوئے بیگ شکر کے کواڑوں سے بلند اور ہوئے
اے مگر بھوک نے گاڑ دیئے جھنڈے ہر سو کر دیئے رسمِ قناعت نے جو سنڈے ہر سو

غریب بھی بھوکا ہے امیر بھی بھوکا ہے۔ بھوک کا فکر اور بھوک کا احساس شدید سے شدید تر ہوتا جارہا ہے۔ غریب بھی غریب ہے امیر بھی غریب ہے۔ کسی لاکھوں پتی کسی کروڑوں پتی کسی اربوں کھربوں فربوں پتی کے دل میں جھانکو تو غریبی کا دھڑکا لگا ہوا

ہے اور مزید روپیہ جمع کرنے کی ہوس ہے۔ کسی کے دل میں چین نہیں کسی کے ذہن کو آرام نہیں۔ ہائے روٹی ہائے پیسہ ہائے روٹی ہائے پیسہ۔ ترقی ایک گز ہوتی ہے تو اخراجات تین گز بڑھ جاتے ہیں۔ آج ہر آدمی کو کھانا اور بہترین کھانا چاہیئے۔ آج ہر آدمی کو کپڑا اور بہترین کپڑا چاہیئے۔ آج ہر آدمی کو مکان اور بہترین مکان چاہیئے۔ اور بچوں کو تعلیم دلانا کم از کم ایم اے کرانا لازمی ہے۔ لڑکے والا لڑکی والے سے پوچھتا ہے جہیز کیا دو گے؟ اتنی بڑی بے حیائی کا تصور بھی پہلے زمانوں میں نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہزاروں جوان لڑکیاں اس لئے کنواری بیٹھی ہیں کہ جہیز نہیں ہے۔ دولت دیوی ہے دولت مند خدا ہے ہر کوئی دولت کا پجاری ہے۔ دین مذہب شرف اصول برائے نام رہ گئے ہیں اور فقط اُس وقت یاد آتے ہیں جب کہ کسی کی کوئی دنیاوی غرض نکالنے کی ضرورت ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ جتنی پیداوار بڑھے گی اتنی ہی بھوک زیادہ بڑھے گی اور اتنا ہی بھوک کا احساس شدید ہو گا۔ برکت کم سے کم ہوتی جائے گی لوگ دولت کی خاطر ہر جتن کریں گے۔ ہر جانور کا روپ دھاریں گے اور اگر سنبھل نہ سکے تو ایٹمی جہنم کی بھٹی میں جھونک دیئے جائیں گے۔ مگر حیران کن امر یہ ہے کہ جتنی دولت اور پیداوار بڑھے اتنی ہی کل کی فکر اور دیوالئے کا خوف دامن گیر ہو۔ مشرق سے لے کے مغرب کے لوگ اس وقت دولت کے لئے دیوانہ وار بھاگے پھرتے ہیں ہاں دیوانہ وار بھاگے پھرتے ہیں۔ ہانپتے ہوئے کانپتے ہوئے۔

✿ تاہم اس تیرہ و تار رات میں روشنی کی ایک امید باقی ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں ابھی تک ایک موقع باقی ہے بشرطیکہ ایمان کی شمع ایک بار پھر جلا دی جائے۔ اب آپ اپنے حیرت زدہ اور مبہوت ذہن میں وہ کردار خیال میں لائیں جو عیسائیت کی تربیت نے یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور اُن کی محیر العقول سائنسی ترقی میں ادا کیا۔ اس خاص تربیت کے بغیر اور قاہر پادری بدعنوان کلیسا تو ہم پرستی کی تیرگی مذہبی جنون کے باوجود ماڈرن سائنس کا یہ انقلاب آفرین معرکہ جس نے دنیا کے فکر کے دھارے بدل کے رکھ دیئے

ہیں اور دنیا کو زنجیروں میں جکڑ کے رکھ دیا ہے۔ کبھی بھی کبھی بھی کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکتا۔ لاریب کامیابی کے لئے وہ تمام مشروط اوصاف مثلاً فکری تحقیق و جستجو کا جذبہ۔ مقصد کی دیانت ذہنی توجہ کا وصف کاروباری دیانت اور کاروباری پاکیزگی کا احساس صبر و تحمل انکسار ہمدردی تعاونی رویہ باہمی ارتباط کی حاجت کا علم طبیعت میں سخاوت کا جذبہ انسانیت کا احترام اور بعض دوسری صفات اور جن کے بغیر کسی بھی انقلابی تحریک کی کامیابی کا امکان مخدوش ہے۔ مغرب کے لوگوں کو اُن کے مذہب نے ودیعت کر کے صدیوں کی جدوجہد اور باہمی رابطے کی بنا پر اُن کے ذہنوں میں مرتسم کر دیا تھا اور کیا اب وہ نہیں دیکھتے کہ اُن کی یہ انقلابی عالمگیر تحریک اپنی اعلیٰ ترین بلندیوں پر پہنچ جانے کے بعد کسی بھی وقت زمین پر دھڑام سے گرنے کے لئے تیار ہے کس لئے؟ محض اس لئے کہ اُنہوں نے دین و ایمان کو اپنے معاملے سے خارج کر دیا ہے اور یہ کہ اُن کے ماضی کے دین کے باقی ماندہ نقوش دھندلا کر معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔

✿ تہذیب جدید کا اگر نظرِ غائر سے جائزہ لیا جائے تو کچھ اچھی باتیں بھی اس میں نظر پڑتی ہیں اتنی اچھی کہ ان کے باوجود اس کا محض دین و ایمان کی عدم موجودگی اور اس کے راہنماؤں اور لیڈروں کی ناروا اور ناقابلِ اصلاح ضد کی وجہ سے تباہ ہونا ایک افسوسناک المیہ معلوم ہوتا ہے اسے حصول علم کی پیاس بھی ہے اسے حق کی تلاش کا بھی ذوق حاصل ہے اگرچہ کسی نامور کا فتویٰ حق کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی پرکھ کا سائنسی طریقہ (قصہ کہانی اور افسانہ طرازی کی روش کے خلاف) بھی قابلِ تعریف ہے۔ انسانی آزادی اور انسانی حقوق کی آواز بھی اس کا ایک قابلِ قدر طرہ امتیاز ہے کاروباری دیانت کا شدید احساس بیوپار میں بے داغ دیانتداری کا رویہ صفائی نظم و نسق انصاف ہمدردی باقاعدگی وقت کی پابندی کا عمل جسمانی آسائش اور مادی بہبود کی خاطر مسلسل تگ و دو غربت بیماری اور جہالت کے خلاف متواتر جدوجہد

صبر تحمل بردباری عفو درگزر کے اوصاف امن و سلامتی ترقی بہتات آسودہ حالی اور فارغ البالی کی دلی تمنا علم و ہنر کی حقیقی قدردانی اور بہت سے ایسے دوسرے اوصاف جن کا اعتراف نہ کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ اس میں موجود ہیں۔ جبر و استبداد کے خلاف نفرت کا جذبہ اور جمہوری قدروں کا احترام اور بعض دوسرے ایسے جذبے اس میں پائے جاتے ہیں جو بلاشبہ لائق صد ستائش ہیں اور وہ بہترین وصف یعنی کسی بھی چیز کو اس چیز کے اوصاف پر پرکھنا اور اس پرکھ میں سائنٹفک طریقہ اختیار کرنا اور اگر ثبوت اُس کے حق میں ہو تو بغیر کسی ناگواری کے اُس کو اپنا لینا بھی اس تہذیب کے خواص میں سے ہے۔

مگر صد افسوس صد ہزار افسوس۔ کہ یہ خوبصورت تہذیب اب جا رہی ہے۔ اس آسمان کے نیچے کوئی بھی طاقت اس کو اس کی مکمل تباہی اور اس کے ساتھ ساری انسانیت کی تباہی سے بچا نہیں سکتی۔ جب تک کہ وہ بنیادی نقائص جو اس میں موجود ہیں اُن کی اصلاح نہیں کی جاتی اور اُس کے بنیادی نقص وہی ہیں جو ایٹمی آگ اور ایٹمی بموں کی پیدائش کا باعث ہوئے ہیں۔ اور وہ ہیں طعنہ زنی اور عیب جوئی اور نکتہ چینی کی عادت۔ جس کے نتیجے میں قوموں کے درمیان باہمی اعتماد کی فضا ختم ہو چکی ہے۔ اور مادی معاملات میں مکمل سرگرمی اور دولت اکٹھا کرنے کی سرتوڑ کوشش روحانی اور اخلاقی قدروں سے لاپرواہی روگردانی لاریب اگر یہ نقائص دور کر دیئے جائیں تو انسانیت کے ذہن میں دانائی کی روشنی عود کر آئے گی اور تاریکی کے بادل اُن کی آنکھوں کے سامنے سے چھٹ جائیں گے اور نیوکلر پاور یعنی اٹامک پاور یعنی ایٹمی توانائی کا خیال دلوں سے نکل بھاگے گا۔ لوگ اس دنیا کے مقابلے میں اگلی دنیا کو ترجیح دیں گے اور پھر وہی تباہی جو ایٹمی جنگ یا ایٹمی توانائی برائے امن کر سکتی ہے اور جو اس وقت اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہو رہی ہے۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے مجسم ہو کر اُبھرے گی۔ اور وہ اپنی بے رحمی پر حیران ہوں گے جس طرح وہ شخص جس کی آنکھوں

سے پٹی کھول دی جائے تو وہ اپنے سامنے آگ کا گڑھا دیکھ کر حیران ہوتا ہے اور تب یہ لوگ حقیقی امن کے لفظ سے روشناس ہوں گے اور حقیقی امن وسلامتی کی برکتوں کو پالیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہی ایٹمی توانائی جو اس وقت اُن کو ایک مقدس دیوی نظر آتی ہے تب اُن کو یہی دیوی ایک خوفناک چڑیل کے روپ میں نظر آئے گی۔ اب جب کہ ہم نے یہ بیان ختم کر دیا کہ ایٹمی آگ کس طرح دلوں پر چڑھتی ہے۔ اب ہم آگے اپنا بیان جاری رکھیں گے۔

(IV) قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ "یہ آگ ہے بند کی ہوئی اُن پر"۔

✿ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ حُطمہ ایک آگ ہے جو بھڑکائی گئی ہے ایک بڑی عمارت میں جس کا چھت ہے ڈاٹوں پر۔ جو کھڑی ہیں لمبے لمبے ستونوں پر۔ مراد اس سے یہ ہے کہ یہ آگ اُن پر بند کی ہوئی ہے۔ آیئے اب ہم آپ کو ایٹمی دھماکے کی اس عظیم بلڈنگ کا نقشہ دکھائیں جس کا چھت ہے بڑی بڑی ڈاٹوں پر جو کھڑی ہیں لمبے لمبے ستونوں پر۔

(ا) ہیٹ فلیش۔ ابتدائی اخراج حرارت Heat Flash یا بہتر ہے کہ یوں کہیں۔ ابتدائی برقی اخراج حرارت۔ یہ ہیٹ فلیش جس کا بیان ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ آگ کا وہ بہت بڑا برقی شعلہ ہے جو ایٹم بم کے چلنے کے بعد سیکنڈ کے ایک حصے میں نمودار ہوتا ہے۔ اس کی چمک سورج کی چمک سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ روشنی کی رفتار یعنی 186000 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سیکنڈ تک ٹھہرتی ہے اور یہ ایٹمی دھماکے کے دو جزوں میں سے ایک ہے۔ آگ اور روشنی کا یہ جھپکا ہر اُس آدمی کے جسم پر لگتا ہے جو اس ایٹم بم کے دائرہ اثر کے اندر سامنے موجود ہوتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ وہ کون سا ذریعہ اس دنیا میں موجود ہے جو کسی بھی آدمی کو سیکنڈ کے ایک حصے سے بھی پہلے اس شعلے سے بچا کر نکال کے اس ایٹم بم کے دائرہ اثر سے باہر لے جائے اور دو سیکنڈ میں تو یہ شعلہ اپنا کام مکمل کر چکا ہوتا

ہے تو پھر سمجھ لیں کہ اس رقبے میں جو متنفس بھی اُس مقدر لمحے کے وقت موجود تھا۔ وہ اس آگ کے اندر محبوس ہو کے رہ گیا۔ جس طرح کہ چوزے ٹوکرے کے نیچے محبوس ہوتے ہیں ہاں ہاں "یہ بند کی ہوئی ہے آگ اُن پر"۔ اور دس سیکنڈ میں تو ایٹمی دھماکے کا سارا عمل مکمل ہو چکا ہوتا ہے۔

(ب) تابکاری کا دائرہ

لیکن قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا اس ٹوکرے کے نیچے اس ایٹم بم کے دائرہ اثر میں آنے والے اشخاص ہی اس آگ میں بند نہیں ہوتے۔ یہ دائرہ اثر تو اب تک سب سے بڑے ایٹم بم کے لئے اسی میل تک ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی تابکاری کی آگ کا دائرہ کار بہت ہی وسیع ہے۔ یہ سات ہزار مربع میل ہو سکتا ہے بلکہ ایک لاکھ مربع میل تک ہو سکتا ہے اور اس وسیع و عریض رقبے میں ہر شخص ایٹمی تابکاری کی ایک قاتل یا شدید نقصان دہ مقدار کا شکار ہو چکا ہو گا۔ نہیں بلکہ یہ رقبہ تمام روئے زمیں بھی ہو سکتا ہے۔ مارچ 1956ء کے ٹسٹ بم (15 میگاٹن بم) کا متاثرہ رقبہ سات ہزار مربع میل تھا۔ لیکن اس رقبے کا انحصار اُس وقت کے موسمی حالات بالخصوص ہواؤں کے رُخ پر ہوتا ہے۔ سات ہزار مربع میل سے بڑھ کر یہ رقبہ ایک لاکھ مربع میل بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس وسیع تر رقبے میں بھی ہر شخص ایٹمی تابکاری کی ایک قاتل یا انتہائی نقصان دہ مقدار کا شکار ہو سکتا ہے۔ اور پھر لازمی ہے کہ متاثرہ رقبے سے تمام وہ تعداد جو تابکاری سے متاثر ہو چکی ہے۔ ایک آدھ روز میں نکال کر کسی مقام پر پہنچا دی جائے ورنہ شدید نقصانات کا احتمال ہے لیکن ھیہات۔ ھیہات۔ اتنی کثیر تعداد جو کہ لاکھوں کروڑوں تک پہنچتی ہے کا دوسری جگہہ اور اتنے قلیل عرصے میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ بڑی سے بڑی اور صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ مملکتوں کے بس کی بھی یہ بات نہیں۔ اس کے علاوہ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اس آبادی کو منتقل کرنے کے لئے محفوظ جگہ کہاں ملے گی۔ بالخصوص جنگ کے موقع پر ھیہات ھیہات اتنی کثیر تعداد

آبادیوں کے سر چھپانے کو جگہ کہاں سے تلاش کی جائے گی۔ البتہ حُطَمَہ کی آگ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ اُن پر بند ہو چکی ہے آگ جو دشمن کا گھر بھسم کرنے کے بعد دوست کا گھر بھی پھونک ڈالتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حُطَمَہ کی آگ اس ساری زمین کو بھی ایک ٹوکرے ایک اُلٹی دیگ کی طرح بند کر سکتی ہے۔

(ج) حُطَمَہ آگ کی ایک عظیم عمارت

✿ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں نے حُطَمَہ کو ایک ایسی عمارت سے تشبیہ دی ہے جس کی چھت ایسی ڈاٹوں پر ہے جو لمبے لمبے ستونوں پر کھڑی ہیں۔ ایٹمی دھماکہ واقعی آگ کی ایک عظیم عمارت ہے جس کی چھت بڑی بڑی ڈاٹوں پر کھڑی ہوتی ہے جو لمبے لمبے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہیں۔ اب ہم اس ایٹمی عمارت کی منظر کشی کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ہم مثلاً ایک نامی نل ہائی ییلڈ اٹامک فون اٹامک بم کے سطح زمین پر ہونے والے دھماکے کو پیش کرتے ہیں۔

✿ اب فرض کریں کہ اس بم کو آگ دکھائی جا چکی ہے۔ حقیقت میں ایٹم بم کو آگ سے نہیں چلایا جاتا بلکہ ایٹم بم صحیح حالات پیدا کر دینے پر خود بخود پھٹ کر آگ پیدا کر لیتا ہے یہ عام آگ نہیں یہ ایٹمی آگ ہے۔ عام آگ سے قطعی طور پر مختلف اور اللہ کی بھڑکائی ہوئی ہے اور اللہ اسے دیا سلائی یا آگ کی چنگاری سے (جیسا کہ عام بموں میں ہوتا ہے) نہیں بھڑکاتا۔ بہر حال ایٹم بم چل چکا۔ وہ دیکھئے آگ کا گولہ اُٹھا اور زمین کے ساتھ چھونے کے سبب اُس نے ایک میل قطر کا ایک گڑھا بنا دیا۔ اب دیکھئے وہ آگ کا گولہ اوپر اُٹھ رہا ہے۔ پھیل رہا ہے اور سرد ہو رہا ہے۔ آپ نے اس ایٹمی دھماکے کی پہلی چمک بھی دیکھی کہ آپ کی آنکھیں بند ہو گئیں اور آپ نے اس کا دل ہلا دینے والا دھماکہ بھی سنا مگر دیکھئے آگ کا گولہ اوپر اُٹھ رہا ہے۔ دیکھئے اب اس کا قطر تین میل کے رقبے میں پھیل گیا ہے۔ ہوا کا زبردست رش گرد و غبار اور کوڑا کرکٹ اپنے ساتھ لئے اس گولے کے نیچے اٹھتا چلا جا رہا ہے۔ چند منٹوں میں دھماکے کا بادل

ٹروپوپاز Tropopause کے رقبے میں چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ گیا ہے۔ یہاں اس پر ٹمپریچر انورشن Temperature Inversion اثر انداز ہو رہا ہے اور اس کی اوپر اُٹھنے کی رفتار میں کمی آ گئی ہے۔ اور اب ملاحظہ فرمائیے ۔ستون نے پھیل کر ایک سو میل قطر کی Mushroom (کھمب) کی شکل اختیار کر لی ہے اور یہ ایک ستون کے سرے پر دھری ہے۔ جو زمین سے کھمب تک پہنچ رہا ہے اور اس کا قطر اتنا ہی ہے جتنا کہ آگ کے گولے کا یعنی تین میل بادل کا درمیانی حصہ یعنی ستون کا سرا۔ ابھی تک آسمان کو چیرتا ہوا اُوپر اٹھ رہا ہے۔ اور تقریباً دس منٹ کے وقفے میں اسی ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ چکا ہے۔ لیکن سٹریٹوسفیر Stratosphere کی اونچی سطحوں پر بلندی کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے ٹمپریچر کے سبب یہ ایک لاکھ فٹ (20 میل کی) بلندی سے کچھ زیادہ اوپر نہیں جا سکتا ۔اور وہاں آپ دیکھیں کہ اس کے سرے کو وہاں پر چلنے والی ہوائیں ایک پتلی تہہ میں تبدیل کر رہی ہیں۔ یہ ہوائیں اس ایٹمی تابکاری کے فال آٹ Fallout کو زمین کے گرد تقریباً دس برس اس طرح گردش میں رکھیں گی جس طرح کہ آپ آج کل رات کے وقت آسمان پر مختلف ممالک کے سیاروں کو گردش میں دیکھتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس تابکار فال آٹ کے ذرات زمین پر تہہ نشین ہوتے رہیں گے اور فصلوں درختوں اور پانی کے منبعوں کو تابکاری سے متاثر کرتے رہیں گے۔ یہ متاثرہ فصلیں گائے کھائے گی۔ گائے تابکاری کے اثرات قبول کرے گی۔ گائے دودھ دے گی گائے کا دودھ آپ کے بچے پیئیں گے اور آپ بھی پیئیں گے اور یہ دودھ تابکار ہوگا اور نتیجہ ظاہر ہے اگلی نسل عجیب الخلقت جانوروں کی پیدا ہوگی متاثرہ لوگ کینسر اور کوڑھ جیسے موذی امراض میں مبتلا ہوں گے۔ ایٹمی تابکاری بالخصوص تناسلی نظام کو متاثر کرتی ہے متاثر ہی نہیں کرتی بلکہ کئی طرح سے تہس نہس کر کے رکھ دیتی ہے ایٹمی توانائی برائے امن آپ کو بجلی تو مہیا کرے گی یا نہ کرے گی لیکن انسانیت پر بجلیوں کی بارش

ضرور برساتی رہے گی جب تک کہ انسانیت کو کوڑھیوں کے ہجوم میں تبدیل نہ کر دے آپ کسی بھی دیانتدار سائنس دان سے یہ حقیقت پوچھیں وہ آپ کو بتائے گا کہ ہاں یہ سب باتیں سائنٹفک معیار کی ہیں اور قطعی طور پر درست ہیں اور پھر آپ اگر پوچھیں کہ اگر ایسا ہے تو پھر ایٹمی توانائی برائے امن کے کیا معنی ہیں؟ تو پھر جواب سُنے بغیر وہاں سے ہٹ جائیں کیونکہ جب مجبوریاں گھیر ڈالتی ہیں تو تاریکیوں کے پردے چھا جاتے ہیں لیکن چھوڑیئے اور آیئے تا کہ ہم اس تصویر کو اب مکمل کر لیں۔

ہم نے ایٹمی دھماکے کی تصویر آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔ اب آگے دیکھئے اور اپنی قوتِ متخیلہ کو جولانی دیں اور دیکھیں آپ کے سامنے ہے ایک ستون۔ اس کا قطر تین میل ہے اس کی بلندی دس میل ہے سو میل قطر والی کھمب Mushroom اس ستون کے سرے پر ٹکی ہے اب اس قسم کے بم کی ہیٹ فلیش Heat flash (یعنی ابتدائی ضیائی اخراجِ حرارت) اور دھماکے کا متاثرہ رقبہ 40 میل نصف قطر ہو سکتا ہے۔ تصور میں لائیں۔ بم کے متاثرہ علاقے کا۔ سلنڈر کی شکل کا ستون جس کا قطر اَسی میل ہے۔ یہ ستون اوپر اُٹھ کر سو میل والی کھمب (جو مرکزی تین میل والے ستون پر ٹکی ہے) کے نچلے پیندے سے لگ گیا ہے۔ اور کھمب اس خالی ستون پر ڈھکنے کی طرح بیٹھ گئی ہے جو تین میل قطر والا مرکزی ستون اس کھمب کو اس طرح اٹھا کر کھڑا ہے جس طرح کہ خیمے کا مرکزی بانس خیمے کو اٹھا کر کھڑا ہوتا ہے۔ اب تصویر کا یہ حصہ مکمل ہے۔ دیکھئے حُطَمَہ کی بلڈنگ بن چکی ہے اور یہ تمام آگ کی بنی ہوئی ہے مگر کتنی عظیم الشان منزل ہے مگر ذرا اس کے اندر جھانکئے۔ آہا اندر کیا غارت کا سماں ہے۔ آگ کا ایک طوفان چل رہا ہے اور ہر چیز کو بھسم کر رہا ہے زلزلے کس طرح مست ہاتھیوں کی طرح عمارتوں کو پیوندِ زمین کر رہے ہیں۔ بچے بوڑھے عورتیں اور جانور سب آگ میں زندہ بھونے جا رہے ہیں کس لئے؟ شیطان کی دعوت کے لئے۔ قدرت نے اپنا انتقام لے لیا یہ لوگ قدرت کو مسخر کرنے نکلے

تھے قدرت نے ان کو اس تسخیر کا مزہ چکھا دیا۔ اب یہ ہے آگ اُن پر بند کی ہوئی لمبے لمبے ستونوں والی عمارت میں۔ جس کا نہ کوئی دروازہ ہے نہ سوراخ۔ دنیا بھر کے سائنس دانو! سیاست دانو! اے سائنس کی شمع کے پروانو! دانش ورو! فلسفہ دانو! اور اسلام کا دم بھرنے والے مسلمانو! آ یہ تماشا دیکھو ڈرامہ چل رہا ہے اس کا کوئی ٹکٹ نہیں بلکہ فری شو ہے۔ آپ لوگ دیکھتے کیوں نہیں؟ اب آنکھیں کیوں بند کرتے ہو؟ آپ کے ہارٹ فیل کیوں ہو رہے ہیں؟ اُس وقت تو تم اس ایٹمی توانائی کی تعریف و توصیف میں کتنے رطب اللسان تھے کیا کیا سنہرے خواب اس بدنصیب دور کے بدنصیب انسانوں کو دکھاتے تھے اور اپنی انا کی آسودگی کے لئے کتنی لمبی چوڑی اور بھاری بھر کم ڈینگیں مارتے تھے اور تم لوگ مجھے پاگل سمجھتے تھے میں تو پاگل تھا ہی مگر تم اپنی تمام تر دانائی کا نتیجہ دیکھ لو یہ سب کچھ تمھارے سامنے ہے دیکھو اور خوب اچھی طرح سے دیکھو اب اس کا تجزیہ کیوں نہیں کرتے اب اس پر اپنی ہزار صفحے والی رپورٹ کیوں نہیں مرتب کرتے؟ اب خاموش کیوں ہو؟ بولتے کیوں نہیں؟

مگر آیئے ابھی تک ہماری تصویر مکمل نہیں ہوئی۔ ہاں تو ذرا اب نگاہ کو اُوپر اُٹھایئے اور دیکھئے کھمب سے اوپر کی طرف۔ اب ذرا اُوپر والی سٹوری۔ اس اوپر والے بالا خانے کی سیر بھی کر لو۔ دیکھو وہ ستون جو کھمب سے اوپر کی طرف آسمان کا سینہ چیرتا ہوا اُٹھا تھا اور بیس میل کی بلندی پر پہنچ کر ہوا کی لہروں سے چادر کی صورت میں تبدیل ہو رہا تھا۔ اب دیکھو وہ چادر ایک چھت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اب ذرا اپنے تخیل کو جولانی دیجئے۔ اور تصور کے آئینے میں دیکھئے کہ دس ہزار ایسے ہی ایٹم بم روئے زمین پر باغ کے درختوں کی طرح مقررہ فاصلے پر گاڑ کر یکلخت چلا دیئے گئے ہیں۔ ہاں تو دیکھئے کہ دس ہزار ستون بڑے شاہانہ انداز میں اُوپر اٹھ رہے ہیں۔ اب دس میل کی بلندی پر پہنچ چکے ہیں اُن پر دس ہزار کھمبیں بن چکی ہیں اور یہ کھمبیں ایک دوسرے سے مل رہی ہیں۔ اور اس طرح ڈاٹوں کی شکل اختیار کر چکی ہیں اور ان

ڈاٹوں کے اوپر دس ہزار ستونوں کو اُٹھتا ہوا دیکھیں جو مزید دس میل اُوپر اُٹھ کر چادر کی شکل اختیار کر گئے ہیں چادر کے یہ ٹکڑے ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اور روئے زمین کے اُوپر چھت کی شکل اختیار کر گئے ہیں حتی کہ زمین کے اوپر گرداگرد (کیونکہ زمین گول ہے) ایک کرے کی شکل کی چھت نے ساری زمین کو ڈھانپ لیا ہے۔اور ہوا کی لہروں نے اس چھت کو زمین کے گرداگرد دھکیل کر چکر دینا شروع کر دیا ہے ۔دیکھئے کتنا عجیب وغریب منظر ہے۔یہ ہوائیں اس چھت کو دس برس تک اس زمین کے گرد چکر دیتی رہیں گی۔لیکن اس رفتہ رفتہ گرتے ہوئے فال آٹ کو زمین پر بیٹھنے کے لئے نہ کوئی سبزہ ملے گا نہ لٹکنے کو درخت۔ ہماری تصویر مکمل ہو چکی ہے۔اب آپ اس منظر سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔اُس وقت تک جب تک یہ خیالی منظر مادی صورت اختیار کر کے آپ کے سامنے نہیں آ جاتا۔آپ چاہیں تو اپنی اس عظیم کامیابی کی رپورٹ مریخ کے باشندوں کو اگر وہاں کوئی باشندے ہوں تو بھیج سکتے ہیں اور اُن پر اپنی واضح برتری جتا سکتے ہیں لیکن اگر اس نظارے سے آپ کا دل دہل گیا ہے تو پھر ایک طرف ہو کر خوب روئیے اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر کے گھر تشریف لے جایئے اور اپنے بچوں کے سامنے یہ آنکھوں دیکھا منظر بیان کیجئے اور اُن پر اپنا احسان جتایئے کہ دیکھو بچو! ہم نے تمھاری خاطر کیا کیا گل وگلزار تیار کرنے کے پروگرام بنا رکھے ہیں اور پھر اس عظیم احسان کے بدلے اُن سے توقع باندھ لیں کہ وہ آپ کا انتہائی لحاظ کریں گے اور محبت کے گلدستے آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔فاعتبروا یا اُولی الابصار

✿ داوپریشن الرٹ

اور اگر ابھی بھی اس آگ کی ’’اس بند کی ہوئی آگ‘‘ والی خصوصیت میں کچھ شبہ ہو تو ہم آپ کی خاطر جمع کرنے کے لئے امریکہ میں منائی گئی ایک نقلی ایٹمی جنگ میں امریکہ پر ہونے والے ایٹمی حملے کی تفصیلات کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش کرتے ہیں۔

(اوپریشن الرٹ مورخہ 15 جون 1955ء امریکی قومی سول ڈیفنس ایکسرسائز مبنی برنقلی ایٹمی حملہ)

اس مشق میں یہ فرض کرلیا گیا تھا کہ ساٹھ شہروں پر اکسٹھ ایٹم بموں سے حملہ ہوا۔ یہ بم عام بم سے لے کر پانچ میگاٹن بم تک قوت کے تھے۔ وارننگ ٹائم (حملے کے پہلے سے خبر) تقریباً تین گھنٹے تھا۔ فیڈرل سول ڈیفنس ایڈمنسٹریشن کے جائزہ لینے والے گروپ نے جو معلومات حاصل کیں اُن کے مطابق یہ اندازہ ہوا کہ حملے کے پہلے دن کے اختتام پر اسی لاکھ آدمی مارے جا چکے ہوتے اور مزید اسی لاکھ نے چند ہفتوں کے بعد مرجانا ہوتا۔ تقریباً ایک چوتھائی اموات تابکاری کے نتیجے میں مرے۔ یہ بھی اندازہ لگا کہ تقریباً ایک کروڑ دس لاکھ گھر تباہ ہو جاتے اور ڈھائی کروڑ آدمی بے گھر ہو جاتے۔ صرف نیویارک میں پانچ میگاٹن کا ایک بم (سطح زمین کا دھماکہ) تیس لاکھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ (ساری آبادی کا 38 فی صد) اور اس کے علاوہ 23 فی صد کو زخمی کر دیتا۔ ہر آٹھ نیویارکیوں میں تین مردہ اور دو زخمی تصور کئے گئے۔ سول ڈیفنس کے افسروں نے کہا کہ قوم ہرگز ایٹمی حملہ سہارنے کی پوزیشن میں نہ تھی۔ اور اُنہوں نے یہ بات کچھ عجیب نہ کہی تھی۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو اُن پر بند کر دی گئی ہو کون سہار سکتا ہے۔ ایٹمی جنگ میں کسی بچاؤ کی تدبیر ابھی تک منظر پر نہیں آئی اور آنی بھی مشکل ہے اور یہ تو محض ایک نقلی جنگ کی مشق تھی ورنہ اگر یہ جنگ واقعی ایٹمی جنگ ہوتی اور یہ حملہ واقعی ایٹمی حملہ ہوتا تو سول ڈیفنس کے یہ افسر اندازے کرنے اور اندازے بیان کرنے کے لئے کہاں ہوتے کہاں کے اندازے؟ اور کیسے اندازے؟ اور اس رپورٹ کے ساتھ ہی پڑھ لیجئے ایک اور اندازہ جنرل جیمز گیون Gen Jame Gavin کا۔ امریکی آرمی کے ریسرچ اور ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے اس چیف نے اپنے بیان میں جو اس نے امریکی سینیٹ کی سب کمیٹی کے سامنے دیا کہا۔

✿ ''پوری ایٹمی جنگ میں حاضرہ اندازے یہ کہتے ہیں کہ کروڑوں کی تعداد میں اموات کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہوا کون سے رُخ کو چل جاتی ہے۔ اُس نے کہا کہ اگر ہوا جنوب مشرق کی جانب چلی تو یہ اموات روس ۔ اور ہو سکتا ہے کہ جاپان بلکہ فلپائن تک کے رقبے تک واقع ہوں اور اگر ہوا اس سے اُلٹے رُخ چلی تو یہ اموات مغربی یورپ تک پہنچ سکتی ہیں''۔

✿ اور اس طرح یہ بات پایہ اثبات کو پہنچ جائے گی کہ کوئی بھی اس بلائے دزماں سے محفوظ رہنے کی اُمید نہیں رکھ سکتا۔ ہوا پر کسی کو کنٹرول نہیں اور اس ہوا نے بھی ''ایٹمی آگ کو بند کی ہوئی ہے آگ'' کا کردار عطا کرنے میں اپنا کردار سنبھال رکھا ہے۔

✿ قران حکیم کہتا ہے ''لمبے لمبے ستونوں میں''۔ کئی میل اُونچا ستون ایٹمی دھماکے کی ایک لازمی علامت ہے۔ ایک عظیم الشان ستون کس شاہانہ ٹھاٹھ سے آسمان کی وسعتوں میں بلند ہو رہا ہے اور ہر دیکھنے والے کا منہ حیرت سے کھلا ہے۔ اگر قاری کریم کو یاد ہو تو ہم ایک ایسے ہی ستون کا بیان بتمام و کمال کر آئے ہیں۔ قاری کو چاہیئے ۔ کہ اُس منظر کو یاد کرے ستون کسی بھی ایٹمی دھماکے کی ایک لازمی خصوصیت ہے خواہ یہ دھماکہ سطح زمین پر ہو ہوا میں ہو زیر زمین ہو یا پانی میں ہو البتہ زیر زمین یا زیر آب دھماکوں میں یہ ستون مٹی یا پانی کے بے انتہا بوجھ میں دب کے رہ جائے۔ سب سے خوبصورت نظارہ وہ ستون پیش کرتا ہے جو کم گہرے پانی میں کیا جائے بکینی اٹول Bikini1946TestBaker اسی قسم کا دھماکہ تھا عموماً ایسا دھماکہ سطح آب سے پچاس فٹ کی گہرائی پر کیا جاتا ہے پہلی چیز جو بیکر Baker میں دیکھی گئی وہ روشنی کی ایک چمک تھی جو ہوا میں ہونے والے دھماکے کی روشنی کے مقابلے میں بہت کم تھی یہ چمک اُس وقت پیدا ہوئی جب آگ کا گولہ پانی کی سطح کو چیر کر اوپر اُٹھا ۔ پانی کا ایک ستون خالی سلنڈر کی شکل میں اپنے سیدھے تنے کے ساتھ اُوپر کی طرف اُبھرا۔ پندرہ سیکنڈ میں یہ ستون ایک میل کی بلندی پر پہنچا اور ایک منٹ کے عرصے میں

اپنی انتہائی بلندی یعنی ڈیڑھ میل تک پہنچ گیا اس ستون کا قطر ایک تہائی میل کے برابر تھا اور اس ستون پر بننے والی کھمب Mushroom کی چوڑائی ڈیڑھ میل تھی اس ستون میں موجود پانی کا وزن دس لاکھ ٹن تھا۔ دھماکے کی تندی کے سبب ستون میں پایا جانے والا پانی پھوار کی شکل میں تھا اور یہ پھوار مزید باریک ہوگئی جب ستون کے پانی نے اپنی انتہائی بلندی کو پہنچ کر واپس نیچے گرنا شروع کر دیا۔ ستون کی بنیاد سے کہر کا ایک دائرہ جسے بیس سرج Base surge کہتے ہیں پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پھیلنا شروع کر دیا۔ (یہ ایک نہائت غیر متوقع مظاہرہ تھا)۔ دھماکے کے تقریباً تین منٹ بعد اس کہر کے نیچے سے بارش برسنا شروع ہوگئی۔ اور جلد ہی کہر کے پھیلاؤ کی رفتار سست پڑ گئی۔ اور مزید دو منٹ کے بعد بالکل ہی رُک گئی۔ اس کہر نے تقریباً پانچ مربع میل کا رقبہ گھیرا۔ اس میں فوِن پراڈکٹس Fission Products کا کچھ جزو موجود تھا۔ مگر قرینِ قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اکثر حصہ اوپر کھمب میں Mushroom top میں تھا۔

۞ حُطَمَہ کا منظر

۔آیئے۔ حُطَمَہ کے دلکش نظارے سے محظوظ ہوں۔ اب جب کہ ہم نے حُطَمَہ کا بیان بتمام وکمال کر دیا ہے اور ایٹمی آگ اور ایٹمی دھماکے کے حقائق کے مقابلے میں قرانی بیان کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے اور اول تا آخر سائنس کے ناقابلِ انکار قاعدوں کے مطابق ہر نکتے کو بیان کیا ہے اور اب سائنسدان کی سائنسی دیانت کے پیشِ نظر ہمیں یقین ہے کہ ہر سائنس دان خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں رہائش پذیر ہو خواہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور خواہ لامذہبیت کا دعوے دار ہو ضرور اس قرانی حقیقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے گا کیونکہ اگر وہ حقیقی سائنس دان ہے تو وہ قران حکیم کی علمی عظمت اور الہامی حیثیت اور معجزانہ خاصیت کو تسلیم کر کے اس کے سامنے دوزانو ہو جانے پر مجبور ہے۔ الحمد للّٰہ کہ اُسے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ الحمد للّٰہ

ولمنتہ للہ. قارعینِ کرام ہماری موجودہ انسانیت کے لئے قران حکیم کی یہ تنبیہہ اُمید کی آخری اور اکلوتی کرن ہے۔ آپ اس عظیم اور محیر العقول حقیقت کو پہنچاننے کی کوشش کریں گے تو آپ کو اس کی حقیقی عظمت کا انکشاف ہو کر رہے گا۔ انسانیت کی ساری تاریخ میں کوئی بھی معجزہ اتنا بڑا نہ تھا جتنا کہ قران حکیم کا یہ معجزہ ہے اگر چہ ایٹم بم موجودہ سائنس کا بہت بڑا معرکہ ہے۔ لیکن قُران حکیم کا یہ ایٹم بم کو کھانے والا معجزہ عظیم تر معرکہ ہے۔ مصری جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ اژدھا کھا جائے گا لیکن آئیے موت اور تباہی اور المناک ترین عذاب کی اس علامت یعنی اس ایٹم بم کی جولانیوں کا ایک نظارہ دیکھیں۔ اور کچھ اندازہ کریں کہ اگر قران حکیم کی تنبیہہ پر کان نہ دھرے گئے اور ایٹم بم کے چلنے کے سامان پیدا ہوتے رہے تو پھر کچھ اسی قسم کا نظارہ اس بے حس بے ہوش مدہوش انسانیت کو عملاً دیکھنا پڑے گا۔

✿ اور اب برائے مہربانی اپنی آنکھیں موند لیجیئے اور اپنے آپ کو ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر بیٹھا ہوا دیکھئے۔ دیکھئے کہ ساری زمین آپ کے سامنے ہے لیکن آپ تو سردی سے کانپ رہے ہیں۔ واقعی یہاں بہت سردی ہے لیکن ذہن کا کمال دیکھئے۔ کہ ایسا کمال سائنسدان ایجاد نہیں کر سکا۔ بے شک یہ انسانی ذہن یہ ایک عجوبہ ہے ہمالیہ کی وہ چوٹی جسے سر جان ہنٹر بے پناہ مصائب خون آشام جونکوں کے لشکروں اور برفانی طوفانوں کے اندھیروں اور موت کے بے شمار خطروں سے دوچار ہونے کے بعد فتح کر سکا۔ آپ محض اپنی آنکھ بند کرتے ہی وہاں اپنے آپ کو بیٹھا ہوا پاتے ہیں اُس فلک بوس چوٹی پر کھڑے ہو کر چاروں طرف پھیلے ہوئے بادلوں اور برفانی چوٹیوں کو دیکھ رہے ہیں اور ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں کو محسوس کر رہے ہیں اپنے پاؤں کے نیچے برف کو محسوس کر رہے ہیں بلکہ اُس جھنڈے کو بھی ہاتھ لگا سکتے ہیں جو دنیا کی اس سب سے اونچی چوٹی کے فاتح سر جان ہنٹر نے اپنی فتح کی نشانی کے

طور پر وہاں گاڑا تھا۔لیکن یاد رکھئے کہ ایٹم بم کے بنانے والے اتا مستوں کو ماؤنٹ اٹامزم کی بلند ترین چوٹی سر کرنے اور وہاں جائنٹ اٹمم GiantAtumbumb (ایٹم بم کے دیو) کو جو کہ تاریکی کے غار میں صدیوں سے مردہ پڑا تھا۔زندہ کر کے اُسے سائنس کی زنجیروں میں جکڑ کر زمین پر لانے کے لئے جن کٹھن مرحلوں سے گزرنا پڑا۔اُن سے سر جان ہنٹر کے خطرات کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔

اب ہم آنکھیں بند کر کے اس دیو اٹمم کے حیرت ناک کارناموں کو بحرالکاہل کے جزیروں میں مچھروں کے ڈنک کا نشانہ بنے بغیر اسی ہمالیہ کی چوٹی پر بیٹھے بیٹھے ہی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ناظرین! اب آپ اس عظیم دیو کے عظیم مظاہروں کا تماشہ دیکھیں۔اس دوران میں ہم کچھ لکھ لیں گے اور پھر آپ کی رپورٹ کے منتظر رہیں گے کہ آپ نے کیا کچھ دیکھا۔

شکریہ آپ کی رپورٹ پہنچ گئی ہے۔اب ہم یہ رپورٹ قارعین کرام کی خدمتِ گرامی میں من وعن پیش کرتے ہیں۔ذیل میں لکھی ہوئی رپورٹ ملاحظہ ہو۔

"روئے زمین کے دانشمند لیڈر متفقہ طور پر اس فیصلے پر پہنچ گئے ہیں کہ انسانیت کو جو کہ اب بہت بڑھ چکی ہے اور کافی عرصہ زمین پر اپنی زندگی گزار چکی ہے۔فوری طور پر تباہ کر دیا جائے تا کہ اب کسی دوسری نوع کو پیدا ہونے اور پھلنے پھولنے کا موقع بہم پہنچایا جائے۔ان لیڈروں نے ایک نہائت ہی انتظام پسند لیڈر (جسے یو این او کی گرینڈ اسمبلی کے ایک بارسوخ ممبر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے) کی اس دل پذیر تجویز سے بھی مکمل طور پر اتفاق کیا ہے کہ انسانیت کے اس رحم دلانہ قتلِ عام کا عمل کسی خاص منصوبے کے ماتحت عمل میں لایا جائے۔اس بصیرت افروز تجویز کے بڑے بڑے پوائنٹ یہ تھے

(ا) انسانیت کو ایٹم بم کی بہترین قسم سے الوداع کہنے کے شرف سے نوازا جائے اور اس مقصد کے لئے کم از کم پانچ صد ہائیڈروجن بم مہیا کئے جائیں۔

(۲) یہ ایٹم بم ایک خاص ترتیب سے روئے زمین کے گوشے گوشے میں نصب کئے جائیں۔ تا کہ دنیا کا کوئی کونہ بھی اس عظیم شرف سے محروم ہونے کی شکایت نہ کر سکے۔

(۳) ان ایٹم بموں کو ایک ہی وقت چلانے کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر کے اُس وقت کا اچھی طرح سے اعلان کیا جائے تا کہ مقررہ وقت پر ہر کوئی کھدروں کونوں سے نکل کر ایسی جگہہ پر موجود ہو سکیں جہاں سے وہ ایٹم بم کی پہلی چمک کا اچھی طرح سے نظارہ کر سکیں۔

بعض اخباروں میں یہ خبر بھی سننے میں آئی کہ نچلی سطح کے جانوروں نے اس عظیم قتلِ عام کی خبر سن کر ہر طرف احتجاجی مظاہرے کئے۔ لیکن ان حقیر جانوروں جیسی مخلوق کے اعتراض پر انسانیت جیسی اشرف مخلوق کو اس عدیم النظیر عزت سے محروم کر دینا کسی طور پر بھی روا نہ سمجھا گیا۔ اور جانوروں کے ان اجتماعوں اور جلوسوں کو سنگینوں کی نوک پر منتشر کر دیا گیا۔ بعض چوٹی کے عالمی دانشوروں اور سائنس دانوں نے ان جانوروں کو سمجھانے کی خاطر بڑی مدلل تقریریں بھی کیں۔ مگر ان ضعیف العقل حیوانوں کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آ سکا۔ بحر حال ان کے خلاف بجا طور پر قوت کا مظاہرہ کرنا پڑا۔

سوپر پاوروں نے چشمِ زدن میں دس ہزار بیس میگاٹن ایٹم بموں کا تحفہ یو این او کو پیش کیا۔ بہترین بموں کی پیش کش کرنے والی طاقتوں کو بہترین ایوارڈ دیئے گئے۔ اور اُن کو قبروں کی آرائش کی خاطر ایٹمی ہار انعام میں دیئے گئے۔ تمام بم نہائت تیزی سے ہوائی جہازوں کے ذریعے مقررہ جگہوں پر پہنچا دیئے گئے۔ اور عدن کے باغ کے درختوں کی طرح بڑی ترتیب سے اور مناسب رسومات کے ساتھ ہر جگہہ پر نصب کر دیئے گئے۔ سائنس دان اور انجینئر حضرات جن کے ذمے ان بموں کو چلانا تھا۔ بڑی بے تابی سے زیرو آور Zero Hour کا انتظار کرنے لگے۔

آخر کار وہ لمحہ آن پہنچا جس کا بڑی بے قراری سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ بنی نوع انسانی کے مجمعے خوشی کے نعرے لگاتے تالیاں بجاتے اور ناچتے کودتے باہر آ گئے۔ تمام بموں کو بہ یک جنبش چلا دیا گیا۔ زمین کانپ گئی۔ پہاڑ تھرا اُٹھے۔ گرج چمک اور کڑک کی بازگشت آسمانوں میں سنائی دی۔ اور پھر آہا دس ہزار ایٹمی ستون اندازِ خسروانہ اور ادائے کافرانہ کے ساتھ روئے زمین سے بلند ہونا شروع ہوئے۔ اس مسحور کن منظر سے متاثر ہو کر اور اس کا بہتر نظارہ کرنے کی آرزو کے ساتھ بعض منچلوں نے بٹن دبایا اور سیدھے مریخ پر پہنچے اور اپنا ٹیلیسکوپ سیٹ کر کے مصروف نظارہ ہوئے۔ حسین اُٹھتے ہوئے ستونوں اور اُن کے سروں پر چھائی ہوئی کھمب نما زلفوں اور اُن کے خوبصورت لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے انواع واقسام کے بصیرت افروز رنگوں کے سحر طراز نظاروں میں کھو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روئے زمین کی تاریخ میں پیدا ہونے والے عظیم شہنشاہوں بادشاہوں اور شہزادوں کی روحوں کی رہائش کے لئے شاہکار محلوں کی ایک دنیا تعمیر ہو رہی تھی یا بین الکوا کبی باکسنگ کے لئے زمین کو ایک بڑے ایم پی تھیٹر میں تبدیل کیا جا رہا تھا۔ ستونوں کے سروں پر کھمبیں وجود پذیر ہو رہی تھیں۔ کھمبیں آپس میں ایک دوسرے سے جھوم جھوم کر اور لہرا لہرا کر مل رہی تھیں۔ بادل بادلوں سے گلے مل رہے تھے۔ رنگ برنگے ستون دس میل کی بلندی تک اُٹھ رہے تھے۔ اور ساٹھ میل گھیرے والے رنگ برنگی روشنیوں کے بنے ہوئے محل ہر ستون کے گرد تشکیل پذیر ہو رہے تھے۔ اس کے بعد اوپر والی منزل کی تعمیر شروع ہوئی۔ ستونوں کے سرے کھمبوں کو چیر کر اور آسمانی بلندیوں کو چیرتے ہوئے اوپر بیس میل کی بلندی تک اُٹھے اور وہاں اُن کے سرے ہوا کی لہروں سے ٹکرا کر سیمابی چادروں میں ڈھلنا شروع ہو گئے۔ ان سیمابی چادروں کے مختلف رنگ shades دیکھنے والے تھے۔ کہیں سرمئی ہیں تو کہیں آسمانی۔ کہیں نیلگوں ہیں تو کہیں نقرئی رفتہ رفتہ یہ چادریں ایک دوسرے سے اس طرح جڑنی شروع ہو گئیں جس

طرح کہ بڑے بڑے زبردست مشاق مستری آسمان پر بیٹھے ان کو رفتہ رفتہ جوڑ رہے تھے۔ حتیٰ کہ بیس میل کی بلندی پر یہ چھت ایک کرے کی صورت میں زمین کے گرداگرد بن کر تیار ہو گیا مگر آپ کو صرف نصف کرے کی صورت میں نظر آتا ہے کیونکہ باقی کا نصف کرہ آپ کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ کتنا حسین منظر ہے۔ اے مریخ کی سطح پر بیٹھ کر تماشا دیکھنے والے کتنا حسین کتنا پیارا کتنا دلکش کتنا شاہانہ کتنا بارعب پرشکوہ انسانی عقل و فراست کا کرشمہ انسانی عظمت کا خدائی ثبوت اب انسان کو خدا کی کیا ضرورت ہے؟ انسان اب خود مختار ہے خود خدا ہے۔ لیکن اے چاند اور مریخ پر چڑھ کر زمین کا نظارہ کرنے والے انسان ذرا اُن بلندیوں سے نیچے آؤ۔ وہاں سے تیرا ٹیلیسکوپ ٹھیک کام نہیں کرتا۔ نیچے آؤ۔ نیچے زمین پر آؤ۔ اور دیکھو وہ سماں افروز روشنیاں جو تو نے سمجھا ہے۔ کہ محلاتِ شاہی کو منور کر رہی ہیں وہ دراصل زندہ جلتے ہوئے انسانوں کی چتائیں ہیں۔ یہ عظیم الشان محل جو تو سمجھ رہا ہے کہ شہنشاہوں کی رہائش گاہیں ہیں دراصل یہ تو اسی میل دور کی دس میل اونچی دیگیں ہیں جن کو اُلٹا کر کے رکھا گیا ہے۔ اوران کے نیچے لاکھوں انسانوں کی جلی بھنی لاشیں آگ کے طوفانوں اور زلزلوں میں ادھر ادھر اُڑتی پھرتی ہیں۔ کہیں اُڑتی ہیں کہیں گرتی ہیں کبھی ان کو ادھر پٹکا جاتا ہے۔ کبھی ادھر ان میں بچے بھی ہیں ان میں بوڑھے بھی ہیں ان میں عورتیں بھی ہیں اے مریخ کی چوٹیوں کو مسخر کرنے کی نیت باندھنے والے انسان۔ نیچے آؤ۔ اور دیکھو ان لاشوں میں کہیں تیرے ہی بچوں کی تیری ہی ماں بہنوں کی تیرے ہی عزیزوں رشتہ داروں کی لاشیں تو نہیں اُڑتی پھرتی۔ اے بھولے انسان اے غافل اور بدنصیب انسان! یہ جگمگاتے ہوئے شاہی محلوں کی سحر آفرین جنت جو تو دیکھتا ہے یہ تو حُطَمَہ ہے۔ جہنم ایٹمی جہنم جو طعن زن نکتہ چینیوں یعنی پروپیگنڈا کرنے والوں اور دولت کے اندھے پجاریوں کو بھسم کرنے کی خاطر خاص اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بھڑکایا ہے۔ اے چاند کے فاتح! اے مریخ کے ہونے والے فاتح۔ اس

بات میں عبرت کے سامان ہیں۔ساری دنیا کی ساری مملکتوں کے سارے راہنماؤ! سارے لیڈرو! سارے حاکم جس شاہی محل کی تعمیر کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر بیٹھے ہیں۔وہ یہی محل ہے جو ہم نے آپ کو اوپر دکھا دیا ایک پاگل کو تو آدمی سمجھائے اور ساری دنیا کی دنیا ہی پاگلوں کی دنیا بن جائے۔تو کس کس کو سمجھائے البتہ سود خوار دنیا کے سود خوار بندے سود خوار دور کے سود خوار داناؤں سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سود خوار کے متعلق فرمایا کہ وہ قیامت کو اُٹھے گا اس طرح کہ گویا شیطان نے مس کر کے پاگل بنا دیا ہے۔اور اب اس دور کے لوگوں کی یہ حرکتیں اگر پاگل والی نہیں تو اور کیا ہیں۔میں آپ سے مخاطب ہوں۔آپ ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہیں۔کیا آپ انسانیت کے اس جنون کو سوچ سکتے ہیں کیا ابھی تک شیطان نے آپ کو مس کر کے پاگل نہیں بنا دیا۔یا آپ بھی مخبوط الحواس ہو چکے ہیں۔سود کھانے کے اثر سے بہر حال تمھیں معلوم ہو جائے گا مگر کیا معلوم ہو گا۔ وہی جو عاد اور ثمود کی بستیوں والوں کو ہوا تھا۔قدرتی یگانگت کو نظر انداز نہ کرو۔

✿ تاہم یہ حُطَمَہ کا محل جس کا بیان ہم ابھی کر رہے تھے۔ایک لحاظ سے ایک عظیم ایمپی تھیٹر ہے۔ایمپی تھیٹر قدیم روم میں ایک تھیٹر نما بلڈنگ ہوتی تھی۔جس میں انسانوں اور جانوروں کی لڑائیاں کرائی جاتی تھیں۔لیکن وہ حُطَمَہ کا ایمپی تھیٹر وہ روم کا ایمپی تھیٹر نہیں بلکہ اگر آپ تاریخ جانتے ہیں اور سامسن Samson اسرائیلی کا واقعہ جو اُس نے گازا کے ایمپی تھیٹر میں فلسطینی اُمرا کو دکھایا تھا جانتے ہیں تو یہ حُطَمَہ کا ایمپی تھیٹر اُس گازا والے ایمپی تھیٹر سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔سامسن ایک اسرائیلی تھا اور شاہ زوری میں کئی رستموں کے برابر اُس کی بیوی فلسطینیوں میں سے تھی لہذا جب اسرائیلیوں کی جنگ فلسطینیوں سے ہوئی۔تو اپنی بیوی کے دھوکے کی وجہ سے یہ سامسن فلسطینیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔جنہوں نے اُس کی آنکھیں نکال لیں اور اُسے قید میں ڈال دیا۔اسی دوران میں فلسطینیوں کا کوئی تہوار آیا اور گازا کے ایمپی

تھیٹر میں سارے فلسطینی اُمراوغیرہ اکٹھے ہوئے اور وہاں سامسن کو اپنی قوت کا مظاہرہ دکھانے کے لئے بلا بھیجا۔ سامسن پہلے تو اپنی قوت کے کرتب اُن کی مرضی کے مطابق دکھاتا رہا لیکن آخری کرتب اُس نے ان کو اپنی مرضی کا دکھایا۔ چنانچہ اُس نے اس بلڈنگ کے اُن دو بڑے مرکزی ستونوں کو جپھے میں لے کر ایک زبردست ہاتھی کی طرح اُن کو جھنجھوڑ کر ایک طرف گرادیا۔ پھر کیا تھا سارا چھت نیچے آ رہا تمام فلسطینی لارڈ نیچے دب کے مرگئے اور اُن کے ساتھ خود سامسن کی لاش بھی دفن ہو چکی تھی۔

✿ اب جب آپ کو سامسن کا بنیادی قصہ سمجھا دیا گیا ہے تو اب سنئے۔ صورت میں یہ حُطَمَہ کا محل ایک اٹمی تھیٹر ہے جسے اس دور جدید کے گازا میں ان جدید فلسطینیوں نے لالچ کے ستونوں پر جدید سائنس کے اصولوں کی روشنی میں تعمیر کیا ہے۔ ان ستونوں کو جپھے میں لے کر کھڑا ہے۔ ایٹمی سامسن Atomic Samson موقعے کی انتظار میں اور ان جدید فلسطینی لارڈوں کو جنہوں نے نیوکلر سامسن کو پُرامن مقاصد کی خاطر اپنی طاقت کے مظاہرے کے لئے بلا رکھا ہے۔ ان کو یہ بات کہنے کے لئے کھڑا ہے کہ "میرے آقاؤ! اب تک تو میں نے جیسا بھی آپ نے پُرامن مقاصد کی خاطر مجھے حکم دیا ہے۔ میں نے آپ کے نیوکلرری ایکٹر پاور ہاؤس اور عظیم بحری جہاز چلائے ہیں کیونکہ اصولاً میرا کام آپ کا حکم ماننا تھا اور اس سارے عمل میں نہ تو آپ نے کچھ خوف ہی محسوس کیا ہے نہ مجھے کچھ خوشی محسوس ہوئی ہے۔ لیکن اب میں اپنی قوت کا ایک مظاہرہ اپنی خواہش سے کرنا چاہتا ہوں ایک ایسا مظاہرہ جو ہر اُس آدمی کو حیرت میں ڈال دے گا جو اُسے دیکھ لے گا۔ یہ کہہ کر اپنے سارے آہنی اعصاب کی تمام تر قوتوں کو مجتمع کر کے ایسی طاقت سے جس کے سامنے پہاڑ بھی لرز جائیں اُس نے ان دیو قامت ستونوں کو ادھر ادھر ہلا کر اور پھر اپنے سر کو پچھلی طرف جھٹکا دے کر ایک خوفناک نعرہ مار کر ان ستونوں کو زمین پر لڑھکا دیا۔ اور ان کے پیچھے ساری چھت بجلی کے کڑاکے کے ساتھ نیچے گری اور اس جدید دور کے اس ایٹمی فلسطین کے

پریذیڈنٹ وزرائے اعظم سائنس دان فلسفی مذہبی رہنما ڈاکٹر اس ایٹمی امپی تھیٹر کی اس چھت کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ملٹن کا کھینچا ہوا نقشہ پڑھیے۔

✿ ''زندان کا ایک تیرہ و تاریک تہہ خانہ خوفناک ایک وسیع بھٹی کی طرح بھڑکتا ہوا شعلہ کش ہاں ہاں مگر ان شعلوں سے روشنی کے نہیں بلکہ اندھیروں کے رینگتے ہوئے کالے پرتو نظر آئیں''۔ ان میں دردناک منظر پُراندوہ منطقے۔ اُداس سائے دردناک منظر امن و آرام مفقود اُمید معدوم اور نہ ختم ہونے والا عذاب اور آگ کی طغیانی میں ہمیشہ جلنے والی کبھی نہ بجھنے والی لافانی گندھک''۔

✿ تاہم اگر آپ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ حُطَمَہ ایک محل تھا تو یہ محل ضرور تھا مگر اُس مصری بیوہ ملکہ کا محل جو اُس نے اپنے خاوند مرحوم بادشاہ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کی خاطر بنا رکھا تھا۔ قدیم سے قدیم ترین مصر کی بات ہے کہ ایک بادشاہ جب شکار سے واپس آیا تو محل کے دروازے پر اُسے اس کے دشمنوں نے قتل کر ڈالا۔ جب اُس کی نعش پر ملکہ پہنچی تو وہ اپنی آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو واپس پی گئی۔ لوگ حیران تھے کہ ملکہ کو اپنے بادشاہ خاوند کی موت کا اتنا بھی رنج نہ ہوا تھا کہ دو آنسو ہی اُس کی میت پر ٹپکا دیتی مگر وزیر اُس مرحوم بادشاہ کا دیکھ رہا تھا وہ ملکہ کی اس روش کو بھانپ گیا۔ بادشاہ کی میت کو دفن کرنے کے بعد ملکہ نے باقاعدہ تاجپوشی کی رسم ادا کر کے ملک کی بادشاہت سنبھال لی۔ وقت گزرتا گیا۔ زخم مندمل ہوتے گئے۔ یادیں دھندلیاتی گئیں۔ ملکہ نے دریائے نیل کے کنارے ایک عظیم الشان محل تیار کروایا اور اس کی رسم افتتاح پر بڑے لوگوں کو دعوت پر مدعو کیا۔ عین وقت پر محل میں موجود اس ضیافت کے مہمانوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ وہ تمام کے تمام وہی تھے جنہوں نے کئی برس پہلے بادشاہ کے خون میں ہاتھ رنگے تھے۔ وہ آپس میں چہ مے گوئیاں کرنے لگے مگر یہ دیکھ کر کہ اُس محل میں کہیں بھی ملکہ کے کسی آدمی کے چھپنے کی جگہ نہ تھی۔ وہ کچھ مطمئن ہو گئے اور ضیافت کا اہتمام شروع ہو گیا۔ دفعتہً ملکہ

بے ہوش ہوگئی۔اُس کی خادماؤں نے اُسے اٹھایا۔اور محل کے باہر لے گئیں۔اور پھر اُس ہال کا دروازہ کھٹ سے بند ہوگیا۔تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک کونے سے دریائے نیل کا پانی بھوکے بھیڑیئے کی طرح اُبلنا شروع ہوگیا۔مہمان رفتہ رفتہ میزوں کے اوپر چڑھ کر کھڑے ہوگئے مگر آخر کب تک۔تھوڑے ہی وقفے کے بعد وہ ہال اُن کا مدفن بن چکا تھا۔ملکہ نے اپنے مقتول خاوند کا انتقام لے لیا تھا اور اسی طرح قارعین کرام! قدرت کی ملکہ جس کو مسخر کرنے کی تگ و دو دورِ حاضر کے مادہ پرست ایک عرصے سے کرر ہے ہیں۔مگر قدرت کی ملکہ ایٹمی بنگلہ ان لوگوں کے لئے بناتی رہی ہے اور اب ان لوگون سے بدلہ لے گی۔

✿ سائنس کی حاکمیت اور ایٹمی جہنم

✿ آج دنیا میں سائنس کی مکمل حاکمیت ہے۔انسانیت کا جسم اور ذہن دونوں ہی مکمل طور پر سائنس کے قبضہ میں ہیں۔انسانی فکر پر آج کل اس کا اس طرح قبضہ ہے۔اور اتنی گہری ہیں اس کی جڑیں آج کی اس دنیا کے اقتصادی نظام میں کہ اس کو بیخ و بن سے نہیں اُکھاڑا جا سکتا۔جب تک کہ اس کے ساتھ ہی دنیا کے اقتصادی ڈھانچے کو بھی زیروزبر نہ کر دیا جائے تاہم دوسری طرف تباہی کا وہ اودھم جو سائنس زود یا بدیر اس دنیا میں مچانے والی ہے۔وہ کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ اُس سے مراد ساری انسانیت کی مکمل تباہی ہے اس نے اپنا جہنم بنا کر مکمل کر لیا ہے اور اس کا نام ایٹمی جہنم دھرا ہے۔ یہ سب سے بُرا جہنم ہے۔اب سائنس اس جہنم کے لئے ایندھن جمع کرنے میں مصروف ہے۔اور محض کسی بہانے کسی موقع کی مُنتظر ہے۔کوئی ایسا بہانہ جس سے ایٹمی جہنم کی آگ بھڑکائی جا سکے۔اے وائے۔افسوس اے بدنصیب انسانیت! ایٹمی جہنم ایک ایسا دوزخ ہے جس میں لوگ فی الفور ختم ہو جائیں گے۔لیکن جو کوئی بچ گیا اُس کے لئے اس دنیا میں زندہ رہنا کسی خوشی کا موجب نہ ہوگا۔ایٹمی جنگ سے بچ نکلنے والے یہ غریب کینسر زدہ کوڑھی اُن لوگوں پر رشک کریں گے جو مر چکے تھے۔زندگی

اُس موت سے کہیں بدتر تھی۔

لیکن سائنس سے بات تو کرو سارے کا سارا الزام وہ انسان کے کندھے پر دھر دے گی اور بالکل انصاف کے تقاضوں کے مطابق ایسا کرے گی۔ کیونکہ یہ انسان ہی تو ہے جو سائنس کا غلط استعمال کر رہا ہے۔ سائنس تو اُن اصولوں کا نام ہے جن کے مطابق یہ کائنات چل رہی ہے۔ سائنس تو قدرت کے قوانین کا نام ہے جن کے مطابق یہ ساری دنیا چل رہی ہے۔ اب یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ آیا وہ ان اصولوں اور ان قانونوں کو کس غرض سے استعمال کرتا ہے۔ البتہ ایٹمی توانائی کا مضمون اس اصول سے باہر ہے۔ ایٹمی توانائی سے تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ سائنس نہیں یہ عذاب الٰہی ہے یہ خدا کی آگ ہے۔ بہر حال ہم سائنس کی طرف پلٹتے ہیں تو سائنس تو بے چاری محض ایک خادم ہے غلام ہے۔ یہ آپ لوگ ہیں جو سائنس کے سہارے قدرت کی مادی اقلیم کی تسخیر کے ارادے سے نکلے ہیں اور انسانیت کی مادی بہبود کے ذرائع حاصل کرنے کے لئے نکلے ہیں اور روحانی اور اخلاقی پہلو کو کلی طور پر نظر انداز کر کے مادی منفعت کو ہی اپنا مطمح نظر تصور کر کے آگے بڑھے ہیں۔ یہ ایک نامکمل اور ادھوری بات تھی۔ قدرت نے تمھاری جانب ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ قدرت نے تمھاری روحانی اور اخلاقی اقدار سے کنارہ کشی اور تمھارے آخرت کے انکار کے سبب تمھارے مادی راستے کو کچھ اس خفیہ انداز سے مختلف سیڑھیوں پر یکے بعد دیگرے بدلا کہ پچاس سال کے مختصر سے عرصے یعنی 1895ء میں رونجن کے ہاتھوں ایکس رے کے اتفاقی انکشاف کے بعد 1942ء میں فرمی کے فون چین ری ایکشن کے کامیاب تجربے سے ہوتے ہوئے بالآخر 1945ء میں ایک حیرت ناک طریقے سے اور دفعتہً تمھیں تمھاری آخری منزل یعنی ایٹمی جہنم کے سامنے لاکر روبرو کھڑا کر دیا۔ تم نے دولت کو اپنی دیوی بنا کر دولت کے دینے والے خدا کو ترک کر دیا لیکن تمھاری دولت کی بہتات نے ہی تمھارے ایٹمی پروگرام کو

کامیابی سے ہمکنار کیا ورنہ تمھاری دولت کی اس درجہ بہتات کے بغیر ایٹم بم کا بننا یا ایٹمی توانائی کا انکشاف ممکن نہ ہوتا اگر تم گھڑی بھر بیٹھ کر سوچ سکو تو یقینا تمھیں ان باتوں کی صداقت کا اطمینان ہو جائے۔ مگر اے وائے افسوس تمھیں بیٹھ کر سوچنے کی فرصت ہی کہاں ہے۔ دولت کا بھوت پیرِ تسمہ پا کی طرح تمھیں کہیں بیٹھنے نہیں دے گا۔ مرحوم برٹرینڈ رسل مشہور انگریز فلسفی اس ایٹمی توانائی کے سارے معاملے سے اس درجہ پریشان تھا کہ اُس نے میرے ایک خط کے جواب میں جو میں نے اسے ایٹمی جنگ کے خطرے کے پیشِ نظر لکھا تھا۔ مجھے ایک سنہری کتابچہ بھیجا۔ اس کتابچے میں فقط ایک ہی جملہ لکھا تھا۔ ''جب سے آدم اور حوا نے گندم دانہ کھایا ہے۔ آدمی نے کبھی بھی کسی بھی حماقت سے اجتناب نہیں کیا۔ جس کا بھی وہ اہل تھا۔ اور انجام ہے ایٹمی دھماکے کی ایک نہائت ہی خوبصورت تصویر''۔ اس ایک جملے میں اُس عظیم فلسفی نے اپنے تمام فلسفے کا نچوڑ نکال کے رکھ دیا تھا۔ وہ انسان کے انجام سے نا اُمید ہو چکا تھا۔ اُسے ایٹمی تباہی سامنے واضح نظر آ رہی تھی اور ہو سکتا ہے کہ میں بھی اُس کی طرح نا امیدی کا شکار ہو کر ہتھیار ڈال دیتا لیکن جب قدرت نے قُرانِ حکیم میں ایٹم بم کے متعلق پیشین گوئی دکھائی جو ایک تنبیہ کی صورت میں تھی۔ اور ایٹم بم کے پیدا ہونے کی وجوہات از راہ کرم بیان فرما دیں تو گرتے ہوئے حوصلے بلند ہو گئے اور انسانیت کے ایٹمی خطرے سے بچ نکلنے کی اُمید لگ گئی۔ اس فیصلہ کن جملے کے علاوہ اس متذکرہ پمفلٹ میں تین کارٹون بنے ہوئے تھے۔ ایک میں تو آدم اور حوا کو گندم دانہ کھاتے دکھایا ہے اور اوپر سے سانپ لٹک رہا ہے۔ دوسرے میں دو متقابل بُرج دکھائے گئے ہیں۔ اور اُن برجوں پر آدمی کھڑے ہیں جو ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر ایک دوسرے کو للکار رہے ہیں۔ اور تیسرے میں دکھایا ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو گدھا بنا کر اس پر سواری کر رہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رسل کے تجزیئے کے مطابق انسانیت کی متوقع تباہی کے اسباب استبداد اور باہمی نا انصافی اور جنگ و جدل ہے

ﷺ نے ایٹمی تباہی کے اسباب عیب جوئی اور طعنہ زنی دولت کی حرص اور دولت میں کلی اعتماد اور اس کی ھمیشگی کا یقین بتائے لیکن کیا یہ دنیا ایٹم بم سے تباہ ہو گی؟ کیا بدنصیب انسانیت کا یہی انجام تھا۔ کیا تقدیر کا فیصلہ ہو چکا تھا؟ اور اب کوئی امید باقی نہ تھی۔ کیا مرض بالکل لاعلاج ہو چکا تھا اور اس کے ازالے کا کوئی بداوا باقی نہ تھا۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے سوال رسل کا یہ پمفلٹ دیکھ کر میرے ذہن میں اُبھرے لیکن میں نے اپنے آپ سے کہا اچھا ہو سکتا ہے انسانیت اپنے آپ کو ایٹمی جہنم میں جھونک دے۔ اگر وہ اس چتا میں کودنا چاہیں گے تو کوئی ان کو روک نہیں سکتا لیکن میرا کام تو ہے فقط چیخنا اور چلانا اتنے زور سے چلاتے رہنا کہ گلا بیٹھ جائے اور اُس وقت تک چلاتے رہنا جب تک کہ موت قبر کی آغوش میں نہ ڈال دے۔ اور پھر وہ بنی نوع انسانی جو جان بوجھ کر زہر مہرہ نگلنے کی کوشش کرے۔ جو سمجھنے کے باوجود یورانیم 235 کے شعلوں سے کھیلے۔ تو پھر اُس کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے کون روک سکتا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن جب تک بے چاری لوسی گرے کے قدموں کے نشان ملتے جائیں اور اُس کے مل جانے کی اُمید باقی ہو اُس وقت تک تو تلاش جاری رکھی جائے یہی انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے۔ ہم ایٹمی جہنم کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں جب تک کہ ہمیں موت ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کر دے۔ وہ کہہ سکتے ہیں اور وہ کہیں گے کہ ہم تو ایٹمی توانائی کو فقط پُر اَمن مقاصد کے لئے استعمال کریں گے کیونکہ ساری دنیا میں ایندھن کا بحران ہے اور اس بحران کو دور کرنے کا واحد ذریعہ ایٹمی توانائی ہے اور ہم ضرور اس طرح ایٹمی جنگ کے خطرات سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیں گے۔ یہی بات حضرت نوح علیہ السلام کے کافر لڑکے نے کہی تھی جب پدری شفقت کے ہاتھوں مجبور نبی باپ نے کہا کہ اے میرے بیٹے آ جا۔ میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا تو اُس نے کہا کہ میں تو سامنے والے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں ہو تو کوئی بھی سہارا انسان کو بچا نہیں سکتا۔ میں ہر اُس سائنس

دان یا غیر سائنس دان سے پوچھنا چاہوں گا جو ایٹمی توانائی برائے امن کا حامی ہے کہ کیا ایٹمی توانائی برائے امن خطروں سے خالی ہے۔ کیا اس سے لازمی طور پر ایٹمی تابکاری کا اخراج نہیں ہوتا تو وہ کہے گا کہ ہاں ہوتا ہے اور جب اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا غیر مضر مقدار سے زیادہ مقدار تابکاری کی آدمی کے جسم میں داخل نہیں ہو سکتی تو وہ کہے گا کہ ہو سکتی ہے اور جب پوچھا جائے گا کہ وہ سیفگارڈ (بچاؤ کی تدابیر) جو ایٹمی ری ایکٹروں میں مستعمل ہیں۔ کیا وہ سو فی صدی یقینی ہیں تو جواب ملے گا۔ نہیں ایسا نہیں ہے اور جب یہ پوچھا جائے گا کہ کیا ایٹمی توانائی برائے امن اور ایٹمی توانائی برائے جنگ میں کوئی خاص فرق ہے۔ تو جواب ملے گا نہیں کوئی فرق نہیں اور اگر یہ پوچھا جائے کہ کیا آپ کو یقین ہے کہ ایٹمی توانائی برائے امن کی موجودگی میں اسے ایٹمی توانائی برائے جنگ بنانے میں کوئی یقینی رکاوٹ حائل ہے تو جواب ملے گا کہ نہیں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں تو پھر اس بات کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ ایٹمی توانائی کو امن کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اور کیا یہ لوگ اُن مصائب سے جن سے ایٹمی توانائی انسانیت کو دوچار کر دے گی اور یقیناً کر دے گی اور اُس عدیم النظیر تباہی سے جو بالآخر ایٹمی توانائی کے ہاتھوں انسانیت کی ہوگی ناواقف ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ہرگز ایسا نہیں تو پھر خدارا آپ خود انصاف فرمائیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ ﷲ تعالیٰ کی بیان کردہ تین خصلتیں ان کو اندھا بہرا اور گونگا کر کے اس اندوہناک انجام کی طرف کشاں کشاں لے جا رہی ہیں تو کیا یہ بات غلط ہوگی؟

✿ آپ اگر مسلمان ہیں تو میری یہ باتیں سن کر آپ کا ذہن ایٹمی طاقتوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور آپ نہیں جانتے کہ میری نگاہ آپ کی جانب اُٹھتی ہے۔ یہ سارے بادل آپ کی خاطر اُٹھ رہے ہیں آپ سے ہی یہ سوال کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ایٹمی تباہ کاری سے بچانے کی خاطر آپ نے بحیثیتِ مسلمان کیا کچھ کیا پھر آپ کیا جواب دیں گے آپ اپنا بیان سوچ رکھیں اگر تسلی بخش عذر پیش نہ ہو سکا

تو دوہری سزا کا امکان ہے۔اس دنیا میں دوسروں کے ہمراہ ایٹمی تباہی اور اگلی دنیا میں فرضِ منصبی میں کوتاہی کی پرستش اور کہیں حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر تو تکیہ نہیں کر رکھا۔

بود کہ یار نہ پرسد گناہ زخلقِ کریم
کہ ازسوال ملومیم واز جواب خجل

ترجمہ:"ہوسکتا ہے کہ یار گناہ کے متعلق خلقِ کریم کی وجہ سے نہ پوچھے کہ ہم اس سوال سے رنجیدہ ہیں اور جواب سے شرمندہ ہیں"۔لیکن یہ بات شعروں سے بہت بڑھی ہوئی ہے کہ خدا کی ساری مخلوق کو زندہ آگ میں جھونک دینے والا معاملہ ہے اور چھوٹ مشکل ہے۔

❁ اور پھر سوچئے کہ ایک غریب مگر صحت مند دنیا بہتر رہے گی یا کینسر زدہ اور کوڑھی امیر دنیا۔اگر بغیر ایٹمی توانائی کے انسانیت غریب مگر صحت مند رہے تو وہ بہتر ہے یا ایٹمی توانائی کے ساتھ امیر مگر موذی امراض میں گرفتار اور سماجی لحاظ سے ایک برباد ایک خانہ برباد انسانیت۔دولت کے پجاریو!اب وقت آگیا ہے کہ اس بات کا فیصلہ کرو۔کیا اُن کروڑ پتیوں نے جنہوں نے ایٹمی توانائی کی تجارت میں کروڑوں ڈالر لگا رکھے ہیں۔ایٹمی جہنم کی راہ اختیار کرنی ہے یا انسانی سلامتی کی۔اگر دنیا نے ایٹمی توانائی کا راستہ چنا تو کیا اُنہیں یقین ہے کہ وہ اس توانائی سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔نہیں بلکہ وہ عنقریب اس قابل نہیں رہیں گے کہ اس توانائی کے ثمرات سے لطف اندوز ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایٹمی جنگ کی بھینٹ چڑھ جائیں اور ابھی تک انسانیت کی اکثریت ایٹمی تباہ کاریوں کی حدود سے بے خبر ہے۔جوں جوں یہ لوگ آگاہ ہوتے جائیں گے ایٹمی توانائی کے خلاف تحریک زور پکڑتی جائے گی۔آخر کار ایک وہ وقت بھی آئے گا کہ یہ دنیا ایٹمی توانائی کے تصور تک سے کانپ اٹھے گی۔

❁ ایٹمی توانائی کا آتشیں اژدہا انسانیت کے دروازے پر آن پہنچا ہے۔وقت ہے

کہ دین کی جانب مائل ہو جاؤ۔ اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ زندگی کو روحانی اور مادی اقدار سے متوازن کر لو۔ ایٹمی توانائی کا باب سائنس کی کتابوں سے حذف کر ڈالو۔ اور سائنس کو انسانیت کی حقیقی خدمت کے لئے وقف کر دو۔ قدرت کی اقلیم کی تسخیر کو اللہ کی رضا کے ماتحت کر دو۔ انسانیت پر اعتماد بحال کرو اور باہمی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرو۔ زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے کا حق دو۔ اپنے پیچھے ساری مخلوق کو ایٹمی جہنم میں مت گھسیٹو۔ اپنے دل سے یہ خیال نکال دو کہ تم ایٹمی توانائی کو کافی عرصے تک استعمال کر سکو گے۔ نہیں بلکہ بہت جلد تم ایٹم بموں کو آسمان سے اولوں کی طرح برستے دیکھو گے لیکن پھر توبہ کچھ فائدہ نہ دے گی سعادت مند وہ جو موت آنے سے پیشتر توبہ کر لے۔ ایک بار ایٹمی جنگ چھڑ گئی تو تمھارے سارے ایٹم بم بھی تم کو ابدی تباہی سے نہ بچا سکیں گے۔ جو لوگ ایٹم بم اس لئے بنا رہے ہیں کہ اُن کی حفاظت کے ضامن ہوں گے۔ اُن سے زیادہ احمق آدمی آج تک دنیا نے نہیں دیکھا۔ ایٹم بموں کی موجودگی کا ہوا بہت دیر تک جنگ کو نہیں روک سکے گا اور یہ صرف ڈھول کا پول ہے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ البتہ میری یہ اپیل آئن سٹائن اور رسل کی اپیل سے مختلف نہیں اُن کی اپیل بھی بے بنیاد ثابت ہوئی اور میری بھی یہ بات بے بنیاد ہے اب یا سائنس ہو گی یا انسانیت۔

✿ اس زندگی کی قیمت اُس سے کہیں زیادہ ہے جتنی کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ یہ صرف یہاں اس زمین پر چند برس گزارنے کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ وہ آخرت کی زندگی وابستہ ہے جو دائمی ہے اور جس میں عذاب دردناک ہے اور انعام جنت ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اُس دائمی زندگی کے لئے سر توڑ کوشش کرے۔ جس میں نہ موت ہے اور نہ ہی نکلنے کی کوئی راہ۔ وہی لوگ خدا کی مخلوق کو ایٹم بموں سے اُڑا دینے کی سوچ سکتے ہیں۔ جن کا یقین دوسری دنیا میں نہیں اور جو زندگی کو اسی دنیا میں موقوف تصور کرتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو وہ ایک عظیم غلط فہمی کا شکار ہیں۔ وہ ضرور اپنے خالق

کو قیامت کے میدان میں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ وہ شخص جو ہر رات کو سوئے اور پھر صبح کو زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھے لیکن قیامت میں جی اُٹھنے پر ایمان نہ لا سکے۔ وہ جو ہڈیوں کے لئے زندہ ہو جانا ناممکن جانے حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اور ہڈیوں کے نہ ہوتے ہوئے بھی پیدا کرنے والے نے اُسے پیدا کر لیا تھا نہیں بلکہ قیامت کے دن اس کی زمینی زندگی کا ہر لمحہ ہر عمل اور ہر بات اُس کے سامنے دہرائی جائے گی۔ آہ بے چارے بدنصیب لوگ اُس وقت وہ اپنے آپ کو دائمی آگ سے کیسے بچا سکیں گے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ فرض کرو کہ قیامت آ گئی تو قیامت ہو جائے گی اور بالفرض نہ بھی آئے اور انسان اسی خاک میں خاک ہو کر ختم ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ یہاں کی زندگی آخر کتنی ہے چند روزہ ہے اور اگر چند روز اپنی خواہشات کو دبا لے اور تکلیف اُٹھا لے تو بھی موت اُسے ساری تکلیفات بھلا دے گی۔ اور اگر چند روز یہاں اُنہوں نے اپنی دانست میں موج سے گزار لئے تو بھی موت اُن کو بھلا دے گی اور اس امر میں بھی وہی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ مومن کی وہ زندگی جو انہیں نہائت دُکھی نظر آتی ہے۔ اُن کی اپنی موج کی زندگی سے بدرجہا پُر لطف اور پُرسکون ہے۔ منکر کے ذہن میں اطمینان کہاں۔ اگرچہ ظاہر میں وہ دنیا کا خوش قسمت ترین انسان تصور کیا جا رہا ہو۔ اُس کے اندر جھانکو اندر سے مردہ ہے اور مردے کی بدبو سے اُس کا ذہن بھرا ہُوا ہے۔ مومن کے ذہن میں اُمید اور جنت اور پاکیزگی کی خوشبو ہے۔ یہ بات اگرچہ عجیب ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے ورنہ سارے لوگ کفر کی دولت کی جانب کیوں نہ بھاگیں۔ بُرے آدمی کا ذہن سانپوں اور بچھوں کی آماجگاہ ہوتا ہے ظاہری شان پر نہ جاؤ۔

ایٹمی توانائی ہر حال میں تباہ کن ہے

✿ اور اب آگے بڑھنے سے پہلے ایک بہت بڑی حقیقت بے شک ہمالیہ پہاڑ سے بھی کہیں بڑی حقیقت بغیر کسی لگی لپٹی کے بغیر کسی غرض کے اور بے شک بانگ دہل

اگر ہم انسانیت کے سامنے رکھنے سے گریز کریں گے تو یقیناً ہم انتہائی سے انتہائی سنگین الزام کے مستوجب قرار پائیں گے۔اور کوئی بھی ہماری رہائی کا راستہ باقی نہیں رہے گا اور وہ حقیقت یہ ہے اور سن لو۔اچھی طرح سے سن لو۔کان کھول کر سُن لو۔ آخری بار سن لو کہ ایٹمی توانائی بہر حال بہر نوع بہر جا تباہ کن ہے خواہ کسی بھی لیبل کے ساتھ اور کسی بھی مقصد کے لئے استعمال ہو۔ایٹمی توانائی برائے جنگ تباہ کن ہے ہر شخص جانتا ہے ہر شخص کہتا ہے مگر ایٹمی ہتھیار بدستور بن رہے ہیں۔ایٹمی توانائی برائے امن کے حامی بعض لوگ موجود ہیں مگر یہ اُن کی غلط فہمی نادانی سہل کوشی اور ابلہہ فریبی کا ادنی سا ثبوت ہے۔اعلی ثبوت انہیں ایٹمی توانائی خود پیش کرے گی۔ایٹمی توانائی سے حاصل کیے ہوئے فوائد اس نقصان کے مقابلے میں جو ایٹمی توانائی لازماً کرتی ہے۔کچھ بھی نہیں۔اے سانپ کی کینچلی اتارنے کی کوشش میں اپنے آپ کو سانپ سے ڈسوا کر ملک عدم کو سدھارنے والے غلط فہم لوگو! یاد رکھو اور سن لو کہ ہر وہ حقیر نیوکلین جو ایٹم کے دل میں ایٹمی توانائی پیدا کرنے کی خاطر ڈوبتا ہے وہ انسان کے امن و وجود کے دل سے گذرنے والا ایک قاتل تیر ہے۔خواہ وہ توانائی جنگ کے مقصد کی خاطر پیدا کی جارہی ہو خواہ پاور ہاؤسوں اور بحری جہازوں کے لئے۔ایٹمی توانائی برائے امن بھی اسی طرح سے خطرناک ہے۔جس طرح سے کہ ایٹمی توانائی برائے جنگ ہے کیوں کہ سب سے زیادہ نقصان دہ عامل یعنی تابکاری تو وہ دونوں میں موجود ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایٹمی جنگ وہ کام منٹوں میں کر دیتی ہے جو ایٹمی توانائی برائے امن چند سالوں میں جا کر مکمل کرتی ہے۔میں جانتا ہوں بعض سائنس دان بعض سیاستدان اس بات کو ناپسند کریں گے۔اس لئے نہیں کہ یہ غلط ہے بلکہ اس لئے کہ وہ مجبوری کا سہارا لینا چاہتے ہیں۔لیکن کسے انکار ہوسکتا ہے کہ ایٹمی توانائی ایک کینسر زدہ کوڑھی فاتر العقل مختل الحواس کند ذہن اور مظلوم قسم کے انسانوں کے ایک معاشرے کی منادی ہے۔یہ ایک ڈھنڈھورا ہے جو دنیا کے ہر شہر میں پھر رہا ہے

آسمانوں میں پھر رہا ہے۔ ہر ایٹمی پلانٹ اور اس میں ہونے والی ہر ایٹمی فون انسانیت کے لئے دردناک اذیت کا ایک غیر امتناہی سلسلہ ہے۔ دنیا میں کوئی بھی دو چیزیں ایک دوسرے سے اتنی مختلف نہیں جتنا کہ ایٹمی توانائی اور امن وامان اگر کوئی دو چیزیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ تو وہ ایٹمی توانائی اور سلامتی ہیں۔ ہماری یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ لوگ ضروریاتِ زندگی میں کمی کریں۔ بجائے اس کے کہ ایٹمی توانائی جیسے زہریلے اژدھا کو گلے لگائیں۔ آپ میری بات کی پرواہ اگر چاہیں تو نہ کریں لیکن تمھاری آئندہ نسل تمھیں بددُعائیں دے رہی ہوگی۔ اور یہ بھی ناممکن نہیں کہ تم خود ایک دن اپنی قسمت کو کوس رہے ہو اور اُس دن اور اُس لمحے کو کوس رہے ہو جب ایٹمی توانائی کا انکشاف ہوا تھا۔ اگر آپ ایٹمی توانائی کی جنریشن Generation یعنی پیدائش کو بڑھنے کی اجازت دیں گے تو آپکو اپنی جنریشن Generation یعنی نسل سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اگر انسان ایٹمی توانائی کے خطرات کو سمجھتے ہوئے بھی ایٹمی توانائی کو چند افراد کی خواہش کے مطابق اختیار کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں تو ایسے انسان سے یہ توقع رکھنی کہ ذہن کو قابو میں رکھ کر ایٹمی جنگ کو مدت العمر کے لئے روکے رکھے گا غلط ہے۔ بچاؤ کی تدابیر Safeguards پر بھروسہ کر کے جو ہرگز قابلِ بھروسہ نہیں ہیں۔ ایٹمی توانائی کو اپنا لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی تریاق کی اُمید پر زہر کھالے دنیا جلد دیکھ لے گی کہ ایٹمی ری ایکٹروں میں ہر قسم کے بچاؤ کی تدابیر کے باوجود کینسر لیوکیمیا (خون کا انتہائی فساد) ہیموریج (جریانِ خون) جیسی بدنی امراض کے علاوہ سماجی امراض مثلاً گھریلو بد اعتمادی گھریلو فساد گھریلو مصائب وآلام گھریلو بدمزگی اور بیزاری میاں بیوی کی باہمی ناچاکی ماں باپ اور اولاد کی ناچاکی ہمسایوں اور رشتہ داروں کی ناچاکی ذہنی آوارگی قلبی مایوسی فحاشی اتنی اور ایسی اور اس طرح کہ جانور بھی اُسے دیکھ کر شرما جائیں اور گونا گوں اور بوقلموں اخلاقی روحانی اور ذہنی امراض جن کی نہ کوئی حد ہے نہ شمار پیدا ہو

جائیں گے۔ان کا پیدا ہونا اسی طرح لازمی ہے۔جس طرح ایٹمی توانائی سے تابکاری کا اخراج۔قصہ مختصر یہ کہ یہ دنیا ایٹمی توانائی کی موجودگی میں ایک ایسا دوزخ ہوگی جس کی آگ اللہ کی بھڑکائی ہوئی ہے۔خدا کی قسم اگر وہ ماحول بیان کیا جائے جو ایٹمی توانائی کے اثرات سے پیدا ہوگا تو برسوں چاہییں۔کاغذ کالے ہوتے رہیں قلم چلتی رہے۔ذہن بڑی بڑی قلابازیاں کھائے۔مگر وہ ماحول نہ لکھا جا سکے۔برسوں میں بیان ختم نہ ہو سکے اور بیان بھی کیسا۔پھسا سطحی بے جان بے اثر اور فضول۔حقیقت یہ ہے کہ دوزخ کا بیان ہم بہت جلدی اور نہایت ہی آسانی سے کر لیتے ہیں۔لیکن اُس معاشرے کا بیان کون کرے جو ایٹمی توانائی کی موجودگی میں پروان چڑھے گا۔ایک ادنی سی مثال ہے۔پچھلے سال ونڈکیسل Windcastle وہائٹ ہیون White Heaven انگلینڈ میں ایک تماشا ہُوا۔جس نے ساری دنیا کی توجہ پھیر دی۔ ہُوا یوں کہ یہ ونڈکیسل جو دراصل وہائٹ ہیون انگلینڈ میں لگے ہوئے ایک ایٹمی پلانٹ کا نام ہے اس میں افواہ اُڑ گئی کہ پلانٹ سے تابکاری لیک ہوئی ہے۔بس پھر کیا تھا وہاں کام کرنے والے تمام ملازمین کی بیویوں نے علیحدگی کے نوٹس دے دیئے۔اس ڈر سے کہ کہیں تابکاری کے اُس اثر سے جو اُن کے خاوندوں کے اندر سرائیت کر چکا ہے۔وہ بیویاں فالج زدہ نہ ہو جائیں۔اور اُن کے بچے عفریت نہ پیدا ہوں۔اب یہ چھوٹی سی خبر ہے۔مذاق مذاق میں ٹل سکتی ہے مگر تصور کرو جب دنیا کے ہر ملک میں سینکڑوں ایٹمی ری ایکٹر کام کر رہے ہوں گے۔پرانے ری ایکٹروں سے لازماً لیکیج ہوتا ہے اور پھر ایک مرحلے پر جا کر ری ایکٹر دھماکے کے ساتھ پھٹتا ہے۔پچھلے دنوں اسی طرح ایک ری ایکٹر پھٹا جس کی خبر اخباروں میں ہر شخص نے پڑھی۔ایسے حادثے کے نتیجے میں سارے کا سارا علاقہ تابکاری کا شکار ہو جاتا ہے۔اور تابکاری کوئی معمولی بات نہیں تل اوجھل پہاڑ اوجھل والی بات ہے۔جب معاملہ سر پر آئے گا تو خبر لگے گی۔اخبار میں لکھا تھا کہ اس تابکاری دھماکے سے متاثرہ لوگوں کے

تمام جسم کی تمام ہڈیوں کے گودے کو اوپریشن سے نکال کر دوسرا گودا اُن میں بھرا گیا۔ حتیٰ کہ ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں کی ہڈیوں میں بھی۔ اور اب سوچیں کہ ان لوگوں کی کیا زندگی ہوگی؟ اور پھر ابھی کہاں ابھی تو ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ابھی کیا ہے چند نئے نو یلے ری ایکٹر کہیں کہیں لگے ہیں ان کو ذرا پرانا ہونے دو اور ان کی تعداد کو بڑھ لینے دو۔ امریکہ کے رسالے' اٹلانٹک نامی نے ایک ایڈی ٹوریل editorial لکھا کہ پہلے زمانے میں بادشاہ بادشاہوں کو تحفے دیتے تو گھوڑے سونا چاندی اور کپڑے دیتے مگر اب جب ہمارا پریذیڈنٹ مصر کے دورے پر جائے گا تو مصر کے پریذیڈنٹ کو تحفہ کے طور پر ایک ری ایکٹر پیش کرے گا۔ بعض لوگ یہ نہیں جانتے کہ حقیقت میں ایٹم بم اور ایٹمی توانائی کے خلاف کس قدر نفرت انسانوں کے دلوں میں موجود ہے لیکن ابھی تک بہت کم لوگوں کو اس بلائے بے درماں کی حقیقت کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ جوں جوں اس کی حقیقت کھلتی جائے گی۔ لوگوں کے دلوں میں نفرت کے لاوے ابلنے لگیں گے اور اگر انسانیت کو اس عظیم خطرے سے بچ کر نکلنا ہے تو یقیناً ایک تحریک اس آفت کے خلاف بین الاقوامی سطح پر چلانی ہوگی۔ یہ انتباہ میں 1974ء میں کر رہا ہوں۔ آئندہ چند سال اس امر کا ثبوت مہیا کریں گے دنیا کے ہر ملک کی سمجھدار پبلک ایٹمی توانائی کے خلاف ہر جگہ اور ہر سطح پر مظاہرے کریگی اور ہر دل میں ایٹمی بموں کے خلاف نفرت کا ایک لاوا اُبلے گا۔

کاوش حالات حضرت حاجی احمد صاحبؒ وادی سون سکیسر خوشاب
تحریر صلاح الدین (زیر طبع)

تاریخ سیادتعلویہ (زیر طبع) تحریر ڈاکٹر محمد رفیق ملک ہری پور

﴿چوتھا باب﴾

حُطَمَہ کی آگ کے متعلق آئمہ مفسرین کے تشریحی نکات

قرانی پیشین گوئی کا متن

ویل الکل ھمزہ لمزہ ن الذی جمع مالا و عددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمہ وما ادراک ما الحطمہ نار اللہ الموقدہ التی تطلع علی الافئدہ انھا علیھم موصدہ فی عمد ممددہ ۰ (قران حکیم ۱۰۴ الھمزہ)

ترجمہ ”خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سدا کو رہے گا اُس کے ساتھ کوئی نہیں وہ پھینکا جائے گا اس روندنے والی حطمہ میں اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دلوں کو اُن کو اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں“۔

(ترجمہ شیخ الھند حضرت محمود الحسنؒ)

ایٹمی توانائی ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے انکشافات بلاشبہ حیرت ناک ہیں مگر کچھ کم حیرت ناک آئمہ مفسرین کرام کی حُطَمَہ کی تفسیر نہیں۔ سائنسی ثبوت کے بعد اب ہم انشاء اللہ تعالی اس بات کا دینی ثبوت بھی قرآن کے قدیم ترین اور ثقہ ترین مفسرینِ کرام کی تفسیروں سے مہیّا کریں گے۔ یہ تفسیریں ہیں جن کے ماخذ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں۔ یہاں ہم نے مُتعلقہ تفاسیر سے صرف وہی حصہ لیا ہے جو بیانیہ قسم کا ہے اور جس میں حُطَمَہ کے کسی حصے یا اس کی کسی خاصیت کا بیان ہے ہم نے مندرجہ ذیل تفاسیر سے حوالے دیئے ہیں۔

(i) نوریالمقیاس من تفسیر ابن عباس # مصنفہ طاہر محمد ابن یعقوب الفیر وز آبادی ۔الشافعی۔ صاحب القاموس۔(ii) تفسیر الجلالینؒ(iii) تفسیر الکبیر مصنفہ امام فخرالدین رازیؒ ۔ (iv) تفسیر طبریؒ۔(v) تفسیر قرآن العظیم مصنفہ امام حافظ عمادالدین ابولفداء اسمٰعیل ابن کثیر۔ القریشی الدمشقی۔

یہی وہ قرانی تفسیر کے عظیم ستون ہیں جن پر اس علم کی عمارت کھڑی ہے۔ نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ ان تمام مفسرینِ کرام کے ذہن میں حُطَمَہ کا تصور اگلی دنیا سے متعلق تھا۔نہ کہ اس دنیا سے اس لئے جہاں دل کی کوفت اور حُطَمَہ کی آگ کا بیان ہوا۔ وہاں موت کے امکان کی نفی لازم تھی۔لیکن حُطَمَہ کی یہ تفسیریں کسی بھی ذی فہم کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔جیسا کہ آپ دیکھ لیں گے۔

(i) تنویرالمقیاس من تفسیر ابن عباس

"" وَیلٌ ۔شدتِ عذاب۔اس کے معنی گڑھے تہہ خانے دوزخ کے اندر ایک کمرے کے بھی ہیں اس کے معنے ایک پیپ اور پس کی وادی کے بھی ہیں"۔ یہ ہے مفسر کا بیان یہاں تک۔

✿ اور اب قارعینِ کرام اندازہ فرمائیں کہ ایٹمی جہنم کا لایا ہوا عذاب کتنا سخت ہوتا ہے اگر چہ عام دوزخ سے مختلف ہوتا ہے۔ ایٹم بم کا متاثرہ رقبہ۔ٹھیک ایک گڑھا۔ دوزخ کا ایک کمرہ ہوتا ہے اس نکتے کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی خاطر برائے مہربانی ایٹمی بم کا وہ دھماکہ یاد کریں۔ جو ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں اور جس کی پوری طرح ہم نے منظر کشی کی تھی اور ایٹمی محل ایک اَسی میل چوڑے اور دس میل اونچے خالی سلنڈر کی صورت میں دکھایا تھا۔ جو ایک خیمے کی طرح ایک مرکزی ستون پر کھڑا تھا اور اس کے اندر اللہ کی پناہ آگ بدبو دھواں تابکاری اور ہر مصیبت۔ یہ ایک کمرہ ہے دوزخ کا۔اس کے علاوہ یہ بات دماغ میں بٹھالیں کہ ایٹمی دھماکے کی ہیٹ فلیش (ابتدائی اخراجِ حرارت) سے لوگوں کی کھالیں جھلس جاتی ہیں۔اور دھماکے کے بعد

دھماکے کی گرمی کے سبب جو آگیں شہروں میں لگتی ہیں اُن سے بے شمار آدمی جلتے ہیں نیز یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ایٹمی تابکاری کی بیماریوں کی علامات ہیں ۔ لیوکیمیا (خون کا مرض) ہیموریج (جریان خون) متلی قے بخار وغیرہ۔ اب یہ ساری باتیں ذہن میں یکجا کرلیں اور پھر حضرت مفسر کی تفسیر کو سامنے لائیں۔ فرمایا'' پیپ اور پَس کی وادی'' ہاں اور اب سمندِ تخیل کو جولانی دیں اور دیکھیں کہ عالمی ایٹمی جنگ کے نتیجے میں اربوں آدمی اپنے جلے ہوئے جسموں سے بہنے والی پیپ اور اربوں آدمیوں کے منہ سے نکلنے والی قے اور اربوں آدمیوں کے جریانِ خون کا بہاؤ جو ہر ایک ٹنوں کے حساب سے ہوگی بلکہ ان سے پہاڑیاں اور پہاڑ کھڑے کئے جاسکتے ہیں۔ یہ ہے پیپ اور پَس کی وادی اور وہ تھا دوزخ میں کمرہ۔ اگر بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہے تو حیرت سے کہہ دیجئے ۔ سبحان اللہ۔

(ب) نار الله الموقدة التي ۔ترجمہ۔'' آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی۔'' یہ ایک آگ ہے جو تمام بدن کو کھا جاتی ہے حتیٰ کہ یہ دل پر جا پہنچتی ہے''۔ یہاں تک ہے حضرتِ مفسر کی تفسیر۔

✿ اب آپ ایٹمی تابکار شعاؤں کو ذہن میں لائیں ۔ جو فیوژن اور ایکسپلوژن میں پیدا ہوتی ہیں اور یاد کریں کہ کس طرح یہ بدن کے گوشت کو رفتہ رفتہ خون کی سپلائی روک کر کے گلا دیتی ہیں اور پھر بالآخر کس طرح اپنے شکار کے دل پر جا چڑھتی ہیں حتیٰ کہ اسے مار دیتی ہیں۔ لیکن وہ حُطَمہ جو اگلی دنیا میں ہوگا۔ اُس میں مرنا نہیں ہے بلکہ متواتر زندہ رہنا ہوگا اور حُطَمہ میں ڈالے گئے لوگ نہ مریں گے اور نہ زندگی کی خواہش کریں گے بلکہ حُطَمہ کے عذاب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوچار رہیں گے۔

(ج) مُوصدہ فی عمد ممددہ. ترجمہ۔(بند کی ہوئی لمبے لمبے ستونوں میں)۔
تفسیر'' (موصدہ) بند کی ہوئی ہے ان پر لمبے لمبے ستونوں میں''۔
تفسیر'' فی عمد ممددہ آگ کے ستون کافی گہرائی والے''۔

(د) الھُمزہ ''جو پیٹھ پیچھے برائی کرے''۔ (تفسیر)
لمزہ ''جو منہ پر بُرائی کرے''۔ (تفسیر)
(۲) تفسیر الجلالین
نار اللہ الموقدہ ۔ترجمہ۔''اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ''۔
تفسیر''ایک آگ جو کبھی بجھتی نہیں''۔یہ ہے تفسیر۔

اب آپ ذہن میں اس بات کو لائیں کہ ایٹمی بم جب ایک بار چل جائے تو جب تک اپنا عمل پورا کر نہیں لیتا وہ نہیں بجھتا۔ بلکہ اپنا پورا عمل ختم کر کے ہی دم لیتا ہے اور ایٹمی دھماکے کا عمل کیا ہے؟ پہلے ہیٹ فلیش Heat Flash یہ دو سیکنڈ سے لے کر سب سے بڑے بم کے لئے بیس سیکنڈ تک ہو سکتا ہے۔ پھر دھماکہ اور پھر تابکار شعاؤں کا اخراج یہ سارا عمل مختلف بموں میں مختلف وقت لیتا ہے۔ یہ کم از کم دس سیکنڈ ہوتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ اس سے دس گنا یعنی سو سیکنڈ ہو سکتا ہے۔ تاہم ہمارا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں عمل پورے کئے بغیر ایٹم بم بجھ نہیں سکتا۔ البتہ ایٹمی بم کے دھماکے سے پیدا ہونے والی ہیٹ فلیش کی بے پناہ گرمی سارے ماحول کو اس قدر گرم کر دیتی ہے کہ ہر طرف آگ ہی آگ لگ جاتی ہے۔ بجلی کے آلات اور لائنیں وغیرہ جب ٹوٹتے ہیں تو بھی آگ لگ جاتی ہے۔ بہر حال اگرچہ یہ آگیں غیر معمولی طور پر بڑی ہوتی ہیں اور شہروں کے شہر تہس نہس کر کے رکھ دیتی ہیں مگر پھر بھی ان کی نوعیت معمولی آگ جیسی ہوتی ہے اور ایٹمی آگ کے خصائص اس میں موجود نہیں ہوتے نہ ہی یہ ایٹمی بم کا بنیادی حصہ ہی ہوتی ہیں۔ البتہ اگلے جہان کا ایٹمی جہنم (حُطمہ) مسلسل جلے گا کبھی نہ بجھے گا۔

(ب) انھا علیھم موصدہ فی عمد ممددہ. ترجمہ۔''وہ بند کی ہوئی ہے اُن پر لمبے لمبے ستونوں میں''۔
تفسیر''آگ سلنڈر کی شکل کے ستونوں میں بھڑکائی جائے گی گناہگاروں کو اُن کے بیچ

میں ڈالدیا جائے گا اور پھر سلنڈر ڈھانپ دیئے جائیں گے"۔

اب یہ ہے حقیقی تصویر ایٹمی دھماکے کی لوگ واقعی اَسی میل چوڑائی اور دس میل اُونچائی والے سلنڈر میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔اور پھر اوپر سے یہ سلنڈر کھمب سے ڈھانپ دیئے جاتے ہیں۔واقعی اس قسم کی تفسیریں حیرتناک ہیں مگر آگے اور اور کمال ملاحظہ کیجئے۔

(۳) تفسیر الکبیر امام فخر الدین رازیؒ

(ا) الحطمه

تفسیر"ایک ایسی آگ ہے جس میں جو کچھ ڈال دیا جاتا ہے اُسے سفوف کی صورت میں پیس ڈالتی ہے۔ایک آگ جو ہڈیوں کو کچل دیتی ہے۔گوشت کھا جاتی ہے حتیٰ کہ آخر کار دل پر حملہ آور ہوتی ہے"۔

اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ایٹمی دھماکہ اپنی آگ کی تیزی کے سبب سے اور دھماکے کی شدت کے سبب سے ہر چیز کو ذرہ ذرہ کر دیتا ہے آدمیوں کی ہڈیوں کو کچل دینا ایٹمی دھماکے کے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے لیکن وہ آگ جو ہڈیوں کو کچلتی ہے وہ ایٹمی تابکاری کی آگ ہے۔ ان تابکاری کی شعاؤں کو سائنسدانوں نے بون سیکرز Bone Seekers کا نام دیا ہے۔بون سیکرز Bone seekers کے معنی ہیں ہڈی کی متلاشی۔ہڈی پر حملہ آور ہونے والی یہ تابکار شعائیں ہڈی پر حملہ کرتی ہیں اور ہڈی کے گودے کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں اور اس گودے کو خون بنانے کے قابل نہیں چھوڑتی اور یہی خون بنانا ہی ہڈی کے گودے کا کام ہے۔تب یہ شعائیں خون پر حملہ آور ہوتی ہیں اور اس کے سرخ وسفید ذرات تباہ کر کے اسے بجائے فرحت ونمو کا سامان بننے کے ایک گونہ کوفت اور عذاب کا سرچشمہ بنا دیتی ہیں۔رفتہ رفتہ اس خون کی کمی اور کمزوری کے سبب جسم کا سارا گوشت گلتا جاتا ہے اور مریض صرف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔اور جب گوشت کا قصہ پاک ہو جاتا ہے اور خون فاسد ہو

جاتا ہے اور کم رہ جاتا ہے۔تو پھر ایٹمی تابکاری اپنی پوری کوفت اور اپنے پورے عذاب کے ساتھ دل کو گھیر لیتی ہے۔اور اس جہاں میں تو اُس کو کام سے ناکارہ کر کے اگلے جہان کی منزل پر روانہ کر دیتی ہیں اور وہاں جو ایٹمی جہنم بھڑکے گا تو پھر دل مسلسل کوفت اور عذاب میں مبتلا رہنے کے باوجود مر نہ سکے گا کیونکہ وہی اُس کی آخری منزل ہے اور اُس سے آگے جانے کی کوئی راہ نہیں۔

(ب) ھُمزہ اور حُطَمہ

پیٹھ پیچھے عیب جوئی اور حُطَمہ کی کارکردگی میں مماثلت

''غیبت کرنے والا عیب جو استعاراً اُس آدمی کا گوشت کھاتا ہے جس کی عیب جوئی کرتا ہے۔حُطَمہ کی آگ بھی اپنے شکار کی کھال اور گوشت کھا جاتی ہے''۔سبحان اللہ۔

✿ یہ بات ہے یہاں حضرت امام اپنی بارک بینی کی خصوصیت کا مظاہرہ کرتے نظر آتے ہیں۔یہی باریک بینی حضرت کی تفسیر کا خاصہ ہے۔غیبت کرنے والے نکتہ چین اور حُطَمہ کی خصوصی آگ میں مماثلت تلاش کرنے کا انداز خالص رازی ہے اور گناہ کے ساتھ سزا کی موزونیت کی اعلیٰ مثال ہے۔اس مثال کی روشنی میں ہمیں اس موجودہ دور کے لوگوں کے خواص اور ان کے مخصوص عادات واطوار اور ایٹمی توانائی کے خواص کے مابین بنیادی مشابہت کے مطالعے کا رہنما اصول وضع ہوتا نظر آتا ہے۔ جو ہمارے اس زیرِ مطالعہ مضمون کی تحقیق وجستجو میں ایک نہائت ہی اساسی اور نہائت ہی کارآمد اصول ہے۔اس دور کے بندوں کی ذہنی علمی اور اخلاقی خصوصیات ہم نے اس کتاب میں بارہا بیان کی ہیں۔اور ہو سکتا ہے کہ حضرتِ قاری کو اب تک ازبر ہو چکی ہوں۔حضرت امام علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے کہ حُطَمہ کی آگ کھال اور گوشت کو کھاتی ہے۔یہ دونوں ہی امر ایٹمی دھماکے کی ہیٹ فلیش Heat Flash اور تابکاری کے کردار کی واضح ترین نشان دہی کر رہے ہیں۔ ہیٹ فلیش جیسا کہ بارہا بیان ہو چکا ہے لوگوں کی کھالیں جلا ڈالتی ہے۔اور کھا جاتی ہے۔اور ڈاکٹروں کو ایسے

لوگوں کی کھال کا علاج کرنے کے لئے بڑے بڑے ٹکڑے انسانی کھال کے اُن جگہوں پر جوڑنے کے لئے حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ جو ہیٹ فلیش سے جھلس جانے کے سبب کھائے جا چکے ہیں۔ یہ ہیٹ فلیش انسان کی کھال پر جھپکا لگاتی ہے۔ مگر کھال سے نیچے اپنے اثر کو نہیں اتار سکتی۔ کیونکہ اس کا ٹھہراؤ عام قسم کے ایٹمی بم نامی نل لو ییلڈ کے معاملے میں صرف دو سیکنڈ ہوتا ہے اور بڑے ایٹم بم (نامی نل ہائی ییلڈ) کے معاملے میں اس سے دس گنا یعنی بیس سیکنڈ ہو جاتا ہے اور صورت محض ایکسپوژر Exposure کی بن جاتی ہے لہذا یہ آگ بھی جلد سے نیچے اُترنے میں ناکام رہتی ہے۔

(ج) تفسیر تطلع علی الافئدہ

"آگ دونوں جانب سے داخل ہوتی ہے پھر سینے میں پہنچتی ہے اور آخر کار دل پر چڑھ جاتی ہے"۔

۞ معلوم ہے کہ ہیٹ فلیش کا جھپکا آدمی کے جسم پر باہر سے لگتا ہے۔ تب یہ پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے اور بالآخر دل پر جا پہنچتی ہے۔ ایٹمی تابکاری کی شعائیں بھی اسی طرح باہر کی جانب سے دورانِ خون میں داخل ہوتی ہیں اور پھر خون کے راستے سینے اور دل پر چڑھتی ہیں۔

(د) تفسیر تطلع علی الافئدہ

۞ "دل بدنِ انسانی میں سب اعضاء کے مقابلے میں زیادہ حساس ہونے کے سبب دکھ درد کا سب سے زیادہ احساس رکھتا ہے اور سب اعضاء سے بڑھ کر درد کے احساس سے متاثر ہوتا ہے سارے بدن میں ایک بھی ایسا عضو نہیں جو دکھ اور درد کے احساس کو اس شدت کے ساتھ محسوس کرے تب اس کی کیفیت کا اندازہ کرو۔ جب دوزخ کی آگ کو اس کے اندر جھونک دیا جائے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ حُطَمَہ کی آگ نے مکمل طور پر اس کو دبوچ لیا ہے تاہم اس کو جلایا نہیں کیونکہ اگر آگ نے اسے جلا

ڈالا ہوتا تو یہ مرجاتا اور اس طرح درد کے احساس کو کھو دیتا یہ گویا کہ ایک ایسی حالت میں رہتا ہے کہ نہ وہ حالت موت کی ہے نہ زندگی کی۔ ''آگ جو چڑھتی ہے دلوں پر'' کی اصطلاح کے یہ معنی ہیں کہ یہ دل میں گوشت کی راہ سے اُترتی ہے۔ اس عذاب کے لئے دل کا چنا اس کی تیز حس کی وجہ سے ہوا ہے اور اس لئے بھی کہ یہی عضو یعنی دل ہی ایسا مقام ہے جو کفر اور دوسرے ملحدانہ خیالات کی آماجگاہ ہے'' تفسیر ختم۔

اب کیا اس تفسیری نکتے کے مقابلے میں کوئی دوسری چیز زیادہ حیرت انگیز ہو سکتی ہے یا دلوں پر چڑھنے والی اس حُطَمَہ کی آگ کی بہتر تفسیر ذہن میں آ سکتی ہے۔ دل اس بات کے باوجود کہ مکمل طور پر اس آگ کے قبضے میں ہے جلاتی نہیں۔ یہ بات ہے جو اس عظیم مُفسّر نے مندرجہ بالا سطور میں کہی ہے۔ ہیٹ فلیش Heat flash کا یہ عمل بالکل واضح ہو چکا ہے۔ اور ہم دیکھ چکے ہیں کہ اگرچہ حُطَمَہ کی یہ آگ انسان کی کھال کو جلا کے رکھ دیتی ہے اور تقریباً نصف تعداد کے دلوں کو موقع پر ہلاک کر کے رکھ دیتی ہے تاہم اس نے دل کو ہرگز نہیں جلایا بلکہ بدن کے گوشت اور ہڈیوں کو بھی نہیں جلایا اور یہ جو فرمایا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ آگ نے دل کو مکمل طور پر دبوچ رکھا ہے دل مَرا نہیں بلکہ یہ ایک ایسی کیفیت میں ہے کہ نہ وہ موت ہے اور نہ زندگی تو یہ بات حضرتِ امام نے اگلی دنیا کو مدنظر رکھ کر کی ہے کیونکہ وہاں موت کا وجود باقی نہ رہے گا لیکن جہاں تک اس دنیا میں ظاہر ہونے والے حُطَمہ کا تعلق ہے تو چونکہ اس دنیا میں موت کا وجود موجود ہے لہذا انسان کو اس دنیا سے اپنی اگلی منزل کی جانب روانہ کرنے کے لئے یہاں کی موت کا ظاہر ہونا ایک لازمی امر ہے باقی امور برابر ہیں لیکن حضرتِ امام کے تجزیئے کا انداز ملاحظہ فرمائیے۔ اُن کی سائنسی اور منطقی رسائی کو دیکھئے لیکن اُن کی عظمت کا دوسرا راز یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے سرمو اختلاف موجود نہیں۔ سبحان اللہ۔ اسلام نے کیسی کیسی شخصیتیں پیدا کیں۔ آج صدیوں بعد ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ امام فخر الدین واقعی فخرِ دین ہیں۔

(۴) تفسیر طبری علیہ الرحمہ

انها علیهم موصده

ترجمہ: "بے شک یہ آگ ہے اُن پر بند کی ہوئی"

تفسیر

"دوزخ کے ایک حصے میں ایک آدمی ہوگا جو ہزار برس سے پکار رہا تھا یا حنان یا منانِ اللہ اپنے رحم سے جبرائیل فرشتے سے کہے گا جا اور اس میرے بندے کو آگ سے نکال دو۔ جبرائیل اللہ تعالی کے حکم کے بموجب جائے گا لیکن آگ کو اُن پر بند پا کر واپس لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا یا باری تعالیٰ آگ اُن پر بند ہے اللہ فرمائے گا جاؤ اس کو کھول دو اور میرے بندے کو اس میں سے باہر نکال لو وہ آدمی اس طرح سے باہر نکال لیا جائے گا اور جنت کے باہر ڈال دیا جائے گا۔ حتی کہ اللہ اُس کے بال گوشت اور خون کو پھر سے اُگا دے گا"۔ تفسیر ختم

اس کا مطلب یہ ہے کہ دوزخ کی آگ نے اُس آدمی کے بال گرا دیئے تھے اُس کا گوشت کھالیا تھا اور اُس کے خون کے سوتے خشک کر ڈالے تھے یہی تین علامتیں ایٹمی تابکاری کی شعائیں پیدا کرتی ہیں یہ بالوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بحرالکاہل میں کئے جانے والے ایٹمی تجربوں کے دوران میں نزدیکی جزیروں میں رہنے والی ایک چھوٹی سی لڑکی جو ایٹمی تابکاری سے متاثر ہوئی اُس کے کالے بالوں میں جس جگہہ ایٹمی شعاؤں کا چھینٹا پڑا وہاں دائرے کی شکل مین بالوں کا ایک سفید گچھا نمودار ہو گیا۔ اپنے شکار کا گوشت بھی ایٹمی تابکاری کھا جاتی ہے اور خون کے سوتوں کو خشک کر دیتی ہے۔ جیسا کہ بلاشبہہ پایہء اثبات کو پہنچ چکا ہے۔

(ب) **انها علیهم موصدة فی عمد ممدده**

ترجمہ "یہ بند کی ہوئی ہے آگ اُن پر لمبے لمبے ستونوں میں"۔

تفسیر" مجرموں کو پہلے سلنڈروں میں ڈال دیا جاتا ہے پھر سلینڈر اوپر کی جانب

بڑھائے جاتے ہیں"۔ تفسیر ختم

✿ اب برائے مہربانی ایٹمی دھماکے کو دھیان میں لائیں اور پھر تصور کریں کہ کس طرح آگ کا گولا اور اُس کے نیچے فون پروڈکٹس Fission Products کا ستون اور اُس کے گرد اَسی میل والا سلنڈر اوپر کو کھینچے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ دس میل کی بلندی اختیار کر لیتے ہیں۔ دھماکے سے قبل تقدیر کا ہاتھ ان لوگوں کو اس رقبے میں جس میں سلنڈر نمودار ہوتا ہے۔ ڈال دیتا ہے پھر دھماکہ ہوتا ہے پھر سلنڈر کو اوپر کی جانب کھینچ لیا جاتا ہے۔ شائید کہا جائے کہ سارے تو مجرم نہ ہوں گے ہاں کچھ مجرم ہوں گے ایٹم بم بنانے کے اور کچھ مجرم ہوں گے۔ ایٹم بم بنانے والوں کو اس عمل سے باز نہ رکھنے کے لیکن اگر بعض ایسے بھی ہوں جو عذر دار ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن کو خوب جانتا ہے اگلے جہان میں اُن کی اس مصیبت کا مداوا کر دے گا۔ ظلم کرنے والے تو خود ظالم ہیں مگر باوجود استطاعت رکھنے کے ظالم کو ظلم سے روکنے کی کوشش نہ کرنے والے بھی ظلم میں شریک سمجھے جاتے ہیں۔

(ج) عمد ممدده

ترجمہ "لمبے لمبے ستون"۔

تفسیر

✿ "یہ آگ کے بڑے بڑے ستون ہوں گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کے متعلق روائت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ "ہم صحابی حُطَمَہ کی بحث کرتے اور یہ رائے ظاہر کرتے تھے کہ وہ ایسے ستون ہوں گے جن کے ذریعے مجرموں کو آگ سے سزا دی جائے گی"۔ تفسیر ختم۔

✿ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایٹمی دھماکے ستون کی شکل میں ہوتے ہیں اور وہ آگ کے ہوتے ہیں اور بہت بڑے حجم کے ہوتے ہیں اور یہ کہ ان لوگوں کو اُن کے ذریعے آگ کی سزا دی جاتی ہے۔

(۵) تفسیر القرآن العظیم مصنفہ ابن کثیر

"عمد ممدده".

ترجمہ:۔ "لمبے لمبے ستون"۔

تفسیر

"بعض نے کہا کہ یہ ستون لوہے کے ہوں گے دوسروں کی رائے یہ تھی کہ یہ آگ کے ہوں گے"۔ تفسیر ختم

۞ اب اکثریت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس طرف گئی ہے کہ یہ ستون آگ کے ہوں گے۔ تاہم دوسری رائے بھی عام بموں کے متعلق استعمال ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے بم کھڑے ہوں تو ستون معلوم ہوتے ہیں اور اُن کا خول لوہے کا بنا ہوتا ہے اور اُن کے اندر خاموش آگ بھری ہوتی ہے جو بارود کی شکل میں ہوتی ہے۔ آگ لگانے والے بموں میں تو ایسا مادہ ہوتا ہے جو صرف آگ پیدا کرنے اور آگ لگانے کی خاطر بنا ہوتا ہے۔

(٦) آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی سے منسوب دو روایات

۞ "اللہ اُن پر فرشتے مقرر کرے گا جن کے پاس آگ کے ڈھکنے آگ کی میخیں اور آگ کے ستون ہوں گے پس یہ فرشتے ان کو آگ کے ستونوں سے ڈھانپ دیں گے اور آگ کی میخوں سے جڑ دیں گے اور آگ کے ستونوں کو اوپر کی جانب بڑھا دیں گے تمام منظر اس طرح بند کر دیا جائے گا کہ نہ تو راحت کا جھونکا اندر جا سکے گا نہ ہی اندر کا عذاب باہر آ سکے گا"۔ (الجلالین)

۞ اب ایٹمی دھماکے کی ساری امتیازی خصوصیتوں کا اس سے بہتر بیان تصور میں نہیں آ سکتا ایٹمی دھماکہ درحقیقت ایک آگ کا ڈھکنا ہوتا ہے۔ یہ ایک الٹی دیگ کی طرح ہوتا ہے۔ ایٹمی دھماکے سے پیدا ہونے والی تابکاری کی شعاؤں کو آگ کی میخوں سے

بہتر نام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ میخیں ان لوگوں کے بدنوں میں گھس جاتی ہیں۔ یہ میخیں کئی قسم کی ہوتی ہیں اور اُن کو الفا بیٹا گاما ریز اور نیوٹران کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔ اور کوئی آدمی اگر ہیٹ فلیش سے بچ بھی جائے تو ان سے بچ کے نکلنا اس کے لئے محال ہے۔ آگ کے ستونوں کا تذکرہ ہم بارہا کر چکے ہیں۔ اور اب تو یہ سب باتیں دنیا والوں کے لئے کوئی راز نہیں ہیں۔

(ب) ''فرشتہ آدمی کو پکڑ لیتا ہے اور اسے اپنے گھٹنے پر ڈال کر اسے لکڑی کی چھڑی کی طرح توڑ دیتا ہے اور پھر اسے آگ میں پھینک دیتا ہے''۔ (رازی) پکڑ کر گھٹنے پر ڈالنا اور لکڑی کی چھڑی کی طرح توڑ دینا۔ بلاسٹ Blast یعنی دھماکے کی بڑی اچھی تشبیہ ہے۔ لیکن اس نکتے کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں بلاسٹ Blast یعنی بارودی دھماکہ کے عمل کی باریکیوں کو سمجھنا ہوگا۔ اور یہ نہائت ہی ادق مضمون ہے کچھ اختصار سے بیان کر دیں گے۔ دھماکے کا پہلا اثر کسی عمارت پر ایک بہت بڑے ہتھوڑے کی ضرب کا سا ہوتا ہے۔ جب دھماکے کے دھکے کا اگلا سرا عمارت کی پچھلی طرف تک پہنچ جاتا ہے۔ تو یہ مکمل طور پر لہر کے گھیرے میں ہوتا ہے۔ اور دھماکے کے دباؤ کے اثر کا کام عمارت کو نچوڑ دینا یا کچل دینا ہے۔ اب اس مختصر مگر اس مقصد کے لئے کافی بیان کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ کس طرح فرشتہ گھٹنوں پر ڈال کر لکڑی کی چھڑی کی طرح توڑ ڈالتا ہے۔ دھماکے کی لہر عمارت کو اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان لے کر اُسے نچوڑ ڈالتی ہے یا کچل کر توڑ ڈالتی ہے۔ ایک عام (نامی نل) ایٹم بم کے دھماکے کا وقفہ تقریباً ایک سیکنڈ ہوتا ہے اور یہ وقفہ اُس وقفے سے سو گنا زیادہ ہوتا ہے جو عام بارودی بموں کے دھماکے میں ہوتا ہے۔ جب کہ ایک بیس میگاٹن کے دھماکے کا وقفہ دس سیکنڈ ہوتا ہے اب اندازہ فرمائیں کہ یہ 20 میگاٹن کی طاقت کا دیو اتنے لمبے وقفے یعنی دس سیکنڈ میں کسی بھی عمارت کے ساتھ کیا نہ کر دے گا۔ ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ عام قسم کا چھوٹا سا بم آدمی کی کمر نہ توڑ سکے گا۔ آدمی کا جسم ہوا

میں اٹھنے والی دھماکے کی لہر کے دباؤ کی اچھی خاصی مدافعت کی اہلیت رکھتا ہے۔لیکن بڑے ایٹم بم تو محض مثلاً آئی این 2ایل بی / 250 200 200/250 LB in2 کے پیک پریشر Peek pressure سے سخت خطرناک قسم کا جسمانی نقصان کر دیتے ہیں۔ پھیپھڑوں اور دوسری جگہوں پر جہاں خلیاتی نسیج Tissue کی اندرونی سطح ہوا سے یا کیسی جوف سے ملحق ہوتی ہے ہیمورتج (جریان خون) شروع ہو جاتا ہے اور کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں آدمی کے ناک اور گلے سے خون کا پرنالہ پڑتا ہے اور اندرونِ بدن بھی جریانِ خون ہو جاتا ہے کیونکہ اندر سے تمام جسم کچلا جا چکا ہے اور ٹوٹ چکا ہے تاہم فرشتوں کو قوانینِ قدرت یا قوائے قدرت کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔فرشتے سوچنے سمجھنے والی ایک الگ مخلوق ہیں۔ حالانکہ قوانین قدرت یا قدرت کی طاقتیں اپنی جگہہ پر بالکل سوچ یا غور وفکر کی عادت سے عاری ہیں۔اور خالق کے کنٹرول اور کمانڈ میں کام کر رہے ہیں۔نہ ہی یہ فعل مختار ہیں نہ ہی عقل یا سوچ کے مادے کے مالک۔

لوامع البرکات فی تحقیق السادات تالیف پیر سید محمد ابو الکمال نوشاہیؒ
عنقریب دوسرا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے

تاریخ سرزمین اٹک شائع ہو چکی ہے
ملک محمد نواز اعوان بولیانوالی

تاریخ تلہ گنگ (زیر طبع)
تحریر منتظر حسین علوی

﴿پانچواں باب﴾

سُورۃ الھمزہ کی مکمل تفسیر آئمہ مفسرین کے حوالے سے

ان مفسرین کرام کی بے مثال روشن ضمیری اور عدیم النظیر فراست اور محیر العقول احتیاط تعریف سے بالا ہے۔ ہم نے ان تفسیروں میں سے صرف وہی اختیار کی ہیں جو اساسی اور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں اور جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالوں اور اسناد سے بات کرتی ہیں۔ یعنی تفسیر ابن عباسؓ، تفسیر الجلالین، تفسیر الکبیر امام فخر الدین رازیؒ، تفسیر طبری اور تفسیر القرآن العظیم ابن کثیرؒ۔ باقی کی جتنی بھی تفسیریں ہیں اُن سب کو انہیں پر قیاس کر لیا جائے۔ ایک بات جو بالخصوص اس امر میں ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ ان حضراتِ مفسرین نے حُطَمَہ کی تفسیر آخرت ہی کے نظریئے سے کی ہے۔ اب آپ اساسی سورۃ یعنی الھمزہ کو ایک بار پھر غور سے پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ویل لکل ھمزہ لمزہ ن الذی جمع مالا و عددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمہ وما ادراک ما الحطمہ نارا للہ الموقدہ التی تطلع علی الافئدہ انھا علیھم موصدہ فی عمد ممددہ (۱۰۴ الھمزہ)

ترجمہ ”خرابی ہے ہر ایک عیب پکڑنے والے غیبت کرنے والے کی جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اسے زندہ رکھے گا ہرگز نہیں وہ تو روندنے والی حُطَمَہ میں پھینکا جائے گا اور تو کیا سمجھا ہے روندنے والی حُطَمَہ کیا ہے؟ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ جو جھانک لیتی ہے دلوں کو یہ بند کی ہوئی ہے آگ اُن پر لمبے لمبے ستونوں میں“۔

"یہ تفسیر پڑھ لینے کے بعد آپ کو اس بات کا صحیح اندازہ ہو جائے گا کہ قرانی متن اور اُس کے کسی دوسری زبان میں ترجمے کی حیثیت کیا ہے اور یہ کہ صرف ترجمہ پڑھ لینے سے قرانی حقیقت کی کس حد تک سمجھ آ جا سکتی ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ تمام اسرار و رموز جو قرانی عبارت میں موجود رہتے ہیں۔ اور جن کا جاننا ضروری ہے صرف اور صرف قرآن حکیم کے عربی متن پڑھنے ہی سے آشکار ہو سکتے ہیں۔

سورۃ الھمزہ کی تفسیر

ویل "خرابی ہے" کے متعلق مندرجہ ذیل تفسیریں ہیں۔

تفسیر ابن عباس

"(ویل)۔ عذاب کی شدت اور کہا جاتا ہے کہ ویل جہنم میں خون اور پیپ کی ایک وادی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ویل آگ میں ایک گڑھا ہے"۔

تفسیر الجلالین

✿ "(ویل) (کلمہ عذاب) عذاب کا کلمہ یعنی ایسا کلمہ جس سے عذاب طلب کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو پکارا جاتا ہے۔ اس بنا پر یہ جملہ انشائیہ ہوگا اس کے نکرہ ہونے کے باوجود اس کو مبتداء بتایا گیا ہے۔ تا کہ ان کی ہلاکت کی بددعا کا ارادہ ظاہر ہو اگر آپ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اس کے ساتھ بددعا کر سکتا ہے حالانکہ وہ بذات خود ان افعال کا پیدا کرنے والا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کے آثار کا اظہار کرنے کے لئے "ویل" کو ان کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسے کہ ایک غصے والا آدمی مغضوب علیہ پر غصے کا اظہار کرتا ہے۔ اس لئے اس کو مقدم رکھا۔ (اس کا قول یا جہنم میں ایک وادی ہے) یا کا لفظ پہلی بات کے بالعکس نوعیت بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ تو اس بنا پر یہ جملہ خبریہ ہوگا۔ اور لفظ "ویل" علم ہونے کی وجہ سے معرفہ ہو جائے گا"۔ تفسیر ختم

تفسیر الکبیر

"(ویل) مذمت اور ناراضگی کا لفظ ہے۔ اور یہ ہر دردزدہ کا کلمہ ہے جس کے ساتھ وہ پکارتا ہے۔ ویل کا اصل (وی لفلان) ہے پھر کثرت استعمال کی وجہ سے اس میں "لام" مل گیا۔ اور روائت کیا گیا ہے کہ "ویل" جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ویل فرمایا اور دوسری جگہہ (ولکم الویل) فرمایا۔ ایسا کیوں ہے؟ تو ہم کہیں گے کیونکہ وہاں کافروں نے کہا تھا۔ یا ویلنا انا کنا ظالمین. تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا۔ ولکم الویل اور یہاں پر نکرہ اس لئے لایا کہ اس کی حقیقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی جانتا ہی نہیں ہے۔ اور ویل کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ تقبیح ہے اور ویس کلمہ تحقیر ہے اور ویح کلمہء ترحم پس (ویل) کے ساتھ اس فعل کے قبح پر تنبیہ فرمائی"۔ (تفسیر ختم)

تفسیر طبری

"(ویل) ایک وادی ہے جو دوزخیوں کے زرد پانی اور پیپ سے بہتی ہے"۔ تفسیر ختم

تطبیق

اب اس تفسیر میں ہمارے نقطہء نگاہ سے تین قول غور طلب ہیں:۔

(ا) ویل جہنم میں پیپ اور خون کی وادی ہے۔ (ویل) ایک وادی ہے جو دوزخیوں کے زرد پانی اور پیپ سے بہتی ہے"۔ (ابن عباس۔ طبری)

اس قول کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایٹمی جنگ کے بعد کے نظارے کا تصور کریں ایٹمی جنگ کے صدقے میں کروڑوں آدمی لقمہء اجل بنے۔ ان کروڑوں آدمیوں کی جلی آدھ جلی یا ان جلی لاشیں ہر طرف انبار در انبار پڑی ہیں۔ بو۔ تعفن اور سڑاند سے دماغ پھٹا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور دیکھیں۔ وہ کروڑوں آدمی جو موت کو تو نہ پا سکے مگر اُن کی کھالیں ایٹمی بموں کے جلد سوز ابتدائی شعلے کے لپکے Heat flash سے جل چکی ہیں۔ اور اُن میں پیپ پڑ چکی ہے۔ اور وہ رس رہی ہیں۔ اور یہ دوسرے

کروڑوں آدمی دیکھیں یہ اُس آگ کا شکار ہوئے جو ایٹمی دھماکے سے پیدا ہونے والی شدید گرمی کے سبب شہروں میں بھڑک اٹھتی ہیں اور شہروں کے شہر بھسم کر کے رکھ دیتی ہیں ایسی آگ میں جلے ہوئے یہ لوگ دیکھیں اُن کے جسم اس قدر جلے کہ جل کر کوئلہ تو نہ بن سکے۔مگر نہایت بُری طرح جل گئے۔اور ان میں پیپ پڑ چکی ہے اور پیپ رس رہی ہے۔یہی نہیں بلکہ یہ دیکھئے یہ کروڑوں آدمی وہ ہیں جو ایٹمی دھماکوں سے پیوندِ زمین ہونے والی عمارتوں میں زخمی ہوئے ہیں یا تیز آندھی کی طرح اُڑتے ہوئے کوڑا کرکٹ سے ٹکرا ٹکرا کر مجروح ہو چکے ہیں۔ان کے زخموں سے خون رواں ہے اور مزید دیکھئے یہ کروڑوں آدمی جو خون پیپ اور قے میں لت پت پڑے ہیں۔یہ کون ہیں ؟ یہ وہ بدنصیب ہیں جو ایٹمی دھماکوں کے ساتھ پیدا ہونے والی تابکار شعاؤں کا شکار ہوئے۔اور تابکاری اثرات سے پیدا ہونے والی بیماریوں یعنی جریانِ خون فسادِ خون اور متلی اور قے میں مبتلا ہیں۔روئے زمین ایک جہنم کا نمونہ ہے۔تباہ شدہ شہروں کے جلتے ہوئے کھنڈر ہر طرف اُڑتی ہوئی ریت راکھ اور آگ کے شعلے اور تیرہ و تاریک دھوئیں کے بادل اس خوفناک جہنم میں پڑے ہوئے مردے اور زندے جو مُردوں سے بدتر ہیں۔ان میں ایسے بھی ہیں جو ابتدائی شعلے کے لپکے کا شکار بھی ہوئے۔گرتی ہوئی عمارتوں مین زخمی بھی ہوئے اور تابکار شعاؤں کے حملے کی زد میں بھی آئے اب اندازہ کیجئے کہ ان کروڑوں آدمیوں کے جسم سے بہنے والی پیپ اور خون سے کتنی وادیاں سیراب ہو سکتی ہیں۔یہی حالت بالآخر ایٹمی توانائی برائے امن سے بھی ہوگی۔جب انسانیت کی خاصی تعداد کینسر جریانِ خون اور قئے میں مبتلا ہوگی۔

✿ دوسرا قول ہے۔"(ویل) جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے"۔(تفسیر الکبیر) اور تصور کیجئے وہ سینکڑوں ہزاروں شہر جو ایٹمی دھماکوں سے پیوندِ زمین ہوئے۔ہر شہر ایک پہاڑ بن جاتا ہے اور تو اور کروڑوں آدمیوں کی قے کو جمع کیا جائے تو وہ بھی ایک پہاڑ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔

تیسرا قول ہے۔ ''(ویل) ایک آگ کا گڑھا ہے'' (ابنِ عباس) ایٹمی دھماکہ ہو کہ ایٹمی ری ایکٹر ہر ایک آگ کا گڑھا ہے۔

ھُمزہ لمزہ

''(عیب پکڑنے والا۔ غیبت کرنے والا)'' کے متعلق تفسیریں۔

تفسیر ابن عباسؓ

''(ویل الکل ھمزہ)''۔ لوگوں کی پیٹھ پیچھے غیبت کرنے والے کے لئے (لمزہ) لوگوں کے منہ پر بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا۔ یہ آیت اخنس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی اور وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے طعن و تشنیع کرتا تھا۔

تفسیر الجلالین

''(قول لکل ھمزہ لمزۃ) ہر غیبت کرنے اور طعنہ مارنے والے کے بارے میں قول۔ الھمزہ اصل میں توڑنا اور اللمز اصل میں طعنہ کے لئے ہے تو پھر یہ ہر دو امور لوگوں کے اغراض اور اُن پر طعنہ زنی کرنے کی وجہ سے توڑنے کے معنوں کے ساتھ مخصوص ہو گئے۔ اور ''تا'' اس میں صفت کے مبالغہ کی غرض سے ہے اور فُعلہ کا وزن فاعل کا مبالغہ بیان کرنے کے لئے عام ہے۔ یعنی اُس کام میں کثرت کا اظہار کرنے والا اور جب عین کلمہ ساکن کر دیا جائے تو اس وقت وہ مفعول کا مبالغہ بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے رَجُل لُعَنہ (عین پر زبر کے ساتھ) تو اس کا مطلب ہے ایسا آدمی جو دوسرے کو بہت زیادہ لعنت کرتا ہے اور لُعنہَ (عین پر سکون کے ساتھ) کا مطلب ہے ایسا آدمی جسے دوسرے بہت لعنت کرتے ہیں۔ اور ھمز وزن میں اور معنی میں لمز ہی کی طرح ہے اور ضَرَبَ کے باب پر مُنصرف ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ (ھمزہ لمزہ) چغلخوروں کو کہتے ہیں جو چغلی لے کر چلتے ہیں۔ دوستوں کے درمیان جُدائی ڈالتے ہیں۔ اور برے آدمی پر عیب لگاتے ہیں۔ اور نبی

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ شریر وہ آدمی ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں کے درمیان فساد ڈالتے ہیں اور برے لوگوں پر عیب لگاتے ہیں۔ اور اس قول میں لمزہ کا لفظ ھمزہ کے لفظ کی تاکید ہے۔ جیسے کہ ہم معنی الفاظ سے تاکید لائی جاتی ہے جیسے مثلاً عرب کہتے ہیں حسن بسن ، عفریت نفریت اور کہا گیا ہے کہ ان دونوں لفظوں کے معنی مختلف ہیں۔ مقاتل نے کہا۔ کہ ھُمزہ اُس کو کہتے ہیں جو تیری غیر حاضری میں تری عیب جوئی کرے اور لمزہ اُس کو کہتے ہیں جو تیرے منہ پر تیری عیب جوئی کرے۔ اور بعض نے کہا کہ اس کا الٹ ہے اور کہا گیا ہے کہ ھُمزہ اس کو کہتے ہیں جو لوگوں کو ہاتھ سے پچھاڑ دے اور مارے اور لُمزہ اُس کو کہتے ہیں جو زبان سے لوگوں پر طعنہ زنی کرے۔ اور عیب نکالے اور کہا گیا ہے کہ ھمز زبان سے ہوتا ہے اور لمز آنکھ سے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ھمزہ اُس آدمی کو کہتے ہیں جو اپنے ہم نشین کو برے لفظ سے تکلیف دے۔ اور لمزہ اُس کو کہتے ہیں جو آنکھ مار کے اشارہ کرے اور سر سے اشارہ کرے اور ابرو سے معنی خیز اشارہ کرے اور یہ تمام اقوال طعن و تشنیع اور اظہار عیب کی طرف لوٹتے ہیں۔ پس اس میں وہ آدمی بھی داخل ہوتا ہے۔ جو افعال گفتگو اور آواز میں لوگوں کی نقل اُتارتا ہے۔ اور اس سے ہنستا ہے۔ (اُس کا قول کہ ان دو کے علاوہ بھی) جیسے اخنس بن شریق اور جمیل بن معمر اور عبرت تو عمومِ لفظ سے ہے نہ کہ خصوصِ سبب سے پس یہ ہر اُس آدمی کے لئے وعید ہے جو مسلمانوں اور بالخصوص علماء کرام اور نیکوکاروں کی غیبت کرتا ہے۔ لیکن یہ ضرور کہا جائے گا کہ اگر وہ کفر کی حالت میں مرا تو آگ (جہنم) میں ہمیشہ رہے گا ورنہ مشیتِ ایزدی پر موقوف ہوگا"۔

تفسیر الکبیر

همزه لمزه

"اس سورۃ میں جو وعید آئی ہے اس میں اختلاف کیا۔ کہ آیا یہ وعید ہر اُس آدمی کو

شامل ہے جو رذی افعال میں یہ طریقہ اپنائے ہوئے ہے۔ یا یہ معین اقوام کے ساتھ مختص ہے پس جو محقق لوگ ہیں ان کا یہ قول ہے کہ یہ (وعید) ہر اُس آدمی کے لئے ہے جو بھی ایسی حرکت کرے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ عموم لفظ سے خصوصِ سبب مراد لینا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ بعض دوسروں نے کہا کہ یہ معین لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر عطاء اور کلبی نے کہا کہ یہ آیت اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ لوگوں کو طعنے دیتا تھا اور اُن کی غیبت بھی کرتا تھا۔ خاص کر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اور مقاتل نے کہا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے طعنہ زنی کرتا تھا۔ اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ ہم ہمیشہ یہ سنتے آئے ہیں کہ یہ آیت اُمیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئی اور فراء نے کہا کہ لفظ کا عام ہونا اس بات کے منافی نہیں کہ اس سے مراد ایک معین شخص ہو جیسے اگر کوئی تجھے کہے کہ میں تجھے کبھی نہیں ملوں گا اور تو اُس کے جواب میں کہے جو بھی مجھے نہیں ملے گا۔ میں بھی اُسے نہیں ملوں گا۔ حالانکہ تو اس جملہ سے عام مراد لے رہا ہے۔ اس کو اصول فقہ میں تخصیص العام بقرینۃ العرف کہتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ

الھمز کے معنی کسر کے یعنی توڑنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ھماز مشاء) اللمز طعن کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد لوگوں کی عزت کو پامال کرنا ان سے اعراض کرنا اور اُن پر طعنہ زنی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ولا تلمزوا انفسکم) اس کے فعل کی بنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ صفات فاعل کی عادت بن چکی ہیں اور ان دونوں کی طرح ہی لعنت کرنے والا اور ٹھٹھا کرنے والا ہے۔ اور (ویل لکل ھمزہ لمزہ) میں ھمزہ لمزہ میم کے سکون کے ساتھ

بھی پڑھا گیا ہے۔اوراس طرح ان کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہنسی کی اور نفرت کی ایسی باتیں کی جائیں کہ جن کو سُن کر لوگ ہنسیں اور گالی گلوچ بھی کریں۔اور مفسرین کرام کے اور بھی قول ہیں ۔ پہلا ابنِ عباسؓ نے کہا۔الھمز ہ غیبت کرنے والا اور اللمز ہ۔ بہت زیادہ عیب لگانے والا۔(دوسرا) ابوزید نے کہا۔ الھمز ہ ہاتھ سے اور اللمز ہ زبان سے۔(تیسرا) ابولعالیہ نے کہا۔الھمز ہ منہ پر اور المز ہ پیٹھ پیچھے۔(چوتھا) الھمز ہ بلند آواز سے اور المز ہ پوشیدہ طور پر آنکھ سے۔اور ابرو سے۔(پانچواں) الھمز ہ اور المز ہ وہ آدمی جو لوگوں کو ناپسندیدہ لقب دے۔ ولید بن مغیرہ یوں کیا کرتا تھا لیکن یہ بات اُس کے منصب ریاست کے لائق نہیں۔یہ تو گھٹیا قسم کے لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ وہ آدمی بھی (اسی حکم میں) داخل ہے۔ جو لوگوں کے قول فعل اور آواز کی نقل صرف اس لئے کرتا ہے۔ کہ سامعین ہنسیں اور حکم بن عاص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چال کی نقل اتاری تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے مدینہ سے نکال دیا۔اور اُس پر لعنت کی۔(چھٹا) حسن نے کہا۔الھمز ہ وہ آدمی جو اپنے ہمنشیں کی بد خواہی کرے۔اور اس پر چشم زنی کرے اور المز ہ وہ آدمی جو اپنے بھائی کی بدگوئی کرے اور اس پر عیب لگائے۔(ساتواں) ابن جوزا سے روائت ہے۔ کہتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ ابن عباس سے کہا۔ (ویل الکلَ ھمزہ لمزہ) یہ کون لوگ ہیں۔جن کی اللہ تعالیٰ نے ویل کے ساتھ مذمت فرمائی۔تو کہا۔وہ چغل خور ہیں جو دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور لوگوں پر عیب لگانے والے ہیں۔

✿ جان لو کہ یہ تمام وجوہ متقارب ہیں۔اور ایک ہی اصل کی طرف لوٹنے والی ہیں اور وہ طعن اور اظہار عیب ہے۔ پھر یہ دو قسموں پر ہوگا یا تو پورے انہاک کے ساتھ ہوگا جیسے کہ حسد اور کینے کے وقت ہوتا ہے اور یا پھر یہ تمسخر کے طور پر ہوگا۔جیسے کہ ہنسی مذاق میں کیا جاتا ہے اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک یا تو دین کے معاملہ سے متعلق ہو گی۔یا پھر وہ شکل وصورت چال ڈھال اور نشست و برخاست اور اسی قسم کے دوسرے

امور سے متعلق ہوگی۔ اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں جن کو ضبطِ تحریر میں لایا نہیں گیا۔ پھر ان چاروں قسموں میں اظہار عیب کبھی تو حاضر کے لئے ہوتا ہے۔ کبھی غائب کے لئے۔ ان دونوں صورتوں میں (اظہار عیب) یا تو لفظ کے ساتھ ہوگا یا آنکھ اور سر وغیرہ کے اشارے کے ساتھ۔ اور یہ سب کچھ نھی اور زجر کے تحت میں آتا ہے۔ بحث تو صرف اسی بات سے ہے کہ لفظ لغت کے لحاظ سے کس کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ سو جس بات کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ تو وہ بات اسی لفظ کے لحاظ سے منہی ہوگی اور وہ جس کے لئے لفظ موضوع نہیں ہے تو وہ قیاس جلی کے مطابق نہی کے تحت داخل ہوگا۔ اور جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب کے لحاظ سے تمام لوگوں سے عظیم ہیں۔ تو اُن کے بارے میں طعنہ بھی اللہ کے ہاں عظیم جرم ہے۔ پس لا جرم اللہ تعالی نے فرمایا۔ (ویل لکل ھمزہ لمزہ) ویل (خرابی) ہے ہر طعن زن چغل خور عیب جُو کی'' (تفسیر طبری)

✿ (لکل ھمزہ) فرمایا۔ ہر اُس آدمی کے لئے جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور ان پر چشم زنی کرتے ہیں۔ جس طرح زیاد الاعجم نے کہا۔

تُدلی بُودی اِ ذا الا قیستنی کذبا

وَ اِن اُغیب فانت لھامز للُمزہ

(تو نے میری محبت کو جب بھی بطورِ حجت پرکھا۔ مجھے جھوٹا گمان کیا۔ اور اگر میں تم سے غیب ہو جاؤں تو تُو مجھ پر عیب چینی چشم زنی اور غیبت کرتا ہے)۔ یہ شعر قرآن کے مجاز میں ابوعبیدہ کی دلیل ہے۔ اور اسحاق نے کہا (الزجاج) الھمزہ المزہ۔ وہ جو لوگوں کی غیبت کرے اور ان پر چشم زنی کرے۔ اور یہ شعر کہا۔

اِ ذا لقیتک عن شحطِ تکا شرنی

وان لغیبت کنت الھامز اللمزہ

ترجمہ ''میں جب دوری پر تجھ سے ملا تو تم نے مجھ پر ہنس دیا۔ اور جب میں غائب

ہوا تو ہی غیبت کرنے اور عیب لگانے والا تھا"۔

ہمیں ابن حمید نے بتایا۔فرمایا۔کہ ہمیں مھران نے حدیث سنائی ۔اُنہوں نے سفیان سے اُنہوں نے ابن ابی نجیح سے اُنہوں نے مجاہد سے روائت کی۔(ویل لکل ھمزہ لمزہ) فرمایا۔الھمزہ۔جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور لمزہ بہت زیادہ طعنہ مارنے والا۔

ابن عبدالاعلیٰ نے ابن ثور سے اُنہوں نے معمر سے اُنہوں نے قتادہ سے حدیث بیان کی۔فرمایا جو کسی کو زبان سے عیب لگائے اور آنکھوں سے اشارے کرے اور لوگوں کا گوشت کھائے اور ان پر طعنہ زنی کرے۔

محمد بن عمرو نے ابو عاصم سے اُنہوں نے عیسیٰ سے اور حارث نے حسن سے اور اُنہوں نے ورقا سے اور ان سب نے ابن ابی نجیح سے اُنہوں نے رقہ کے ایک آدمی سے مجھے حدیث سنائی۔فرمایا۔یہ آیت جمیل بن عامر الجحی کے متعلق اُتری۔حارث نے حسن سے اُنہوں نے ورقا سے مجھے حدیث سنائی۔اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **ھمزہ لمزہ** فرمایا۔ یہ آیت کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہے۔یہ آیت جمیل بن عامر کے حق میں نازل ہوئی۔

محمد بن عمر نے ابو عاصم سے اُنہوں نے عیسیٰ سے اور حارث نے حسن سے اُنہوں نے ورقاء سے اور ان سب نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے اللہ تعالی کے قول **ویل لکل ھمزہ لمزہ** کے متعلق مجھے حدیث سنائی۔فرمایا کہ یہ آیت کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہے اس بارے میں صحیح رائے یہ ہے کہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے **کل ھمزہ لمزہ** عام بیان فرمایا۔لوگوں میں سے جو بھی کوئی ہو جو بھی اس صفت سے موصوف ہے اس کا راستہ وہی ہے"۔ (تفسیر ختم)

تفسیر طبری میں اس ضمن میں اور بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر اُس تمام کو اسی پر قیاس کر لیا جائے جو ہم پہلے دوسری تفسیروں سے لکھ آئے ہیں۔اور یہی قیاس تفسیر القران

العظیم پر کرلیا جائے۔ کیونکہ وہ سب باتیں ہم نے دوسری تفسیروں سے یہاں لکھ دی ہیں۔

تطبیق

✿ قاری کریم نے ھمزہ لمزہ کی کیفیت کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا ہوگا جو کہ چغل خور ہے طعنہ زنی کرتا ہے غیبت کرتا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ آیت کسی معین فرد کے حق میں اُتری ہو جیسا کہ بعض حضرات نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ لیکن کوئی دوسرا شخص جو ایسے ہی اوصاف سے متصف ہو اس وعید سے مستثنیٰ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ اکثر اکابرین نے فرما دیا ہے۔ کہ یہ وعید ہر اُس آدمی کے لئے ہے جو ایسی حرکت کرے اور یہ کہ یہ آیت کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وعید میں کافر اور مومن کے درمیان بھی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ اور کافر کے لئے دائمی آگ ہے۔ مگر مومن کا معاملہ مشیت ایزدی پر منحصر ہے۔ اور اگرچہ ھمزہ لمزہ کے لئے آگ کی وعید تو ویسے بھی ہے۔ لیکن اسے بالخصوص حُطَمَہ کا مستحق ٹھہرانے کے لئے دوسری دو شرطوں کا ہونا بھی لازم ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جمَعَ مالاً و عددہ یَحسب ان مالہ اخلدہ یعنی دنیا کا مال جمع کرنا اور گن گن کر رکھنا اور یہ گمان کرنا کہ اُس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی زیر غور رہے۔ کہ غیبت اور طعنہ زنی کو آدمی کا گوشت کھانے کے مترادف کہا گیا ہے۔ یہ باتیں ہم اس لئے دہرا رہے ہیں کہ حقائق کی تفہیم میں مددگار ثابت ہوں۔ البتہ ہمارا مطمح نظر اس ضمن میں افراد یا اقوام نہیں ہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ دورِ حاضر بنفسہ ھمزہ لمزہ کی قبیل سے ہے اور اس کے ساتھ ہی دوسری دو شرطوں یعنی مال جمع کرنے اور مال کو ہیشگی عطا کرنے والا سمجھنے پر بھی پورا اترتا ہے۔

✿ وہ جن کے بارے میں اس سورۃ کے اترنے کا گمان ہوا۔

✿ جن لوگوں کے متعلق یہ گمان کیا گیا ہے کہ اُن کے بارے میں یہ سورۃ اتری وہ

ہیں اخنس بن شریق عاص بن وائل سہمی امیہ بن خلف ولید بن مغیرہ اور جمیل بن عامر الجمی اس سورۃ کے نزول پر لوگوں کا ان کے بارے میں گمان قدرتی امر تھا۔ کیونکہ یہی اشخاص آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عیب جوئی اور ان پر طعنہ زنی میں پیش پیش تھے۔ اس گمان کا ثبوت اس روائت سے بھی ملتا ہے۔ جو تفسیر بیضاوی میں شامل ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو کوئی سورۃ الھمزہ پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہر اس استہزا کے مقابلے میں دس نیکیاں عطا کرے گا۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین کے ساتھ استہزا کیا۔ لیکن اس سورت کی ہمہ گیر خصوصیت بھی مسلم تھی۔ جیسا کہ مفسرین کرام کی تفاسیر سے واضح ہو چکا۔ اور اس سورۃ کے موضوع کی عالمگیریت کا یہ عالم ہے۔ کہ انسانی تاریخ کے بڑے معاشروں میں سے ایک کا احاطہ کر رہی ہے۔ پہلا وہ معاشرہ تھا جو قبل از اسلام خالصاً روحانیت کی طرف جھک کر غیر متوازن ہو گیا۔ دوسرا ہے اسلام کا متوازن معاشرہ اور تیسرا ہے یہ موجودہ معاشرہ جو خالصاً مادہ پرستی کی طرف جھک کر غیر متوازن ہوا۔ اور اس مادہ پرستی کے ساتھ ھمزہ لمزہ کی خاصیت کو اپنا کر حُطمہ کا مستوجب ٹھہرا۔

۞ اگرچہ اس نئے دور نے طعنہ زنی اور عیب جوئی کو تہذیب کا لباس پہنا دیا ہے۔ تاہم اس پردے کے پیچھے سے حقیقت آشکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہی دور ہے جس نے پروپیگنڈے جیسے بے ضرر لفظ کو نئے معنی پہنا کر اسے عیب جوئی اور طعنہ زنی کے ہم معنی بنا دیا ہے۔ پروپیگنڈے کے لفظ کے بنیادی معنی تبلیغ کے تھے اور اگرچہ پہلے ادوار میں بھی مختلف مذاہب کے پیروکار دوسرے مذہبوں کی عیب جوئی کر لیتے تھے۔ لیکن اس موجودہ دور نے تو مذہب کو بنیادی طور پر ہی تختۂ مشق بنا لیا ہے۔ مذہب کی عیب جوئی پیٹھ پیچھے بھی اور اعلانیہ بھی ہوتی ہے۔ سیدھے سادھے الفاظ میں مروجہ طریقے پر بھی ہوتی ہے اور کسی فن یا سائنس کی تحقیق کے پردے میں بھی ہوتی ہے

ڈارون کا فلسفہ والٹیر کی تحریریں اور مذہب دشمن تحریکیں اسی دور کا امتیازی نشان ہیں ڈارون نے ابنائے آدم کی جو عیب جوئی کی وہ ایک اشتہار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُس نے بنی نوع انسان کو بندر کی ترقی یافتہ شکل قرار دیا اور ان کی بشری حیثیت پر شدید طعنہ زنی کی۔ فلسفہء جدید نے مذہب کو ایک لایعنی غیر ضروری اور من گھڑت قصہ اور ترقی کی راہ کی دیوار اور خواب آور افیون قرار دیا۔ اور جب اس کے ساتھ مال و دولت کی ہوس اور پرستش شامل ہوگئی تو حُطمہ کے استحقاق کی جملہ شرطیں پوری ہوگئیں۔ ﷺ کی فراست کا یہ حیرتناک اعجاز ہے۔ کہ ہزار سال کے بعد شروع ہو کر چودہ صدیوں کے بعد اپنے عروج کو پہنچنے والے ایک عجیب و غریب معاشرے کی عکاسی کر کے اُس کی امتیازی خصوصیات اور اُن کے منطقی نتائج کی خبر دے کر جملہ انسانیت کو ایک خوفناک انجام اور اُس کے اسباب سے آگاہ کرتے ہوئے اُن کی نجات کی راہیں واضح کر دیں۔

✿ جَمَعَ مالاً و عدده (دنیا کا مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا)۔ اس کے متعلق تفسیریں مندرجہ ذیل ہیں:۔

✿ تفسیر ابن عباس

✿ الذی جمع مالا) جس نے دنیا میں مال جمع کیا (و عدده) اور اپنے مال کو گن گن کر رکھا اور کہا گیا ہے کہ اُس نے اپنے اونٹ گنے تھے۔

✿ تفسیر الجلالین

✿ قوله الذی جمع مالا. یہ قول کہ جس نے مال جمع کیا) یہ کُل کا کُل سے بدل ہے (قولہ بالتخفیف وتشدید)۔ (اس کا قول تخفیف اور تشدید کے ساتھ) یعنی اس میں دونوں قرائتیں ہیں۔ تشدید والی قرائت جمّع (میم تشدید کے ساتھ) کا مطلب یہ ہے کہ وہ مال جمع کرنے میں فنا ہو چکا ہے۔ اور اس میں مبالغہ کرتا ہے۔ بخلاف تخفیف والی قرائت۔ (جَمع) کے کہ وہ یہ معنی دینے سے قاصر ہے۔ اور مال کے لفظ کو نکرہ ذکر

کیا تا کہ اس کی عظمت اور پذیرائی معلوم ہو (قولہ وعددہ) عموماً پہلی دال پر تشدید پڑھی جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی بغیر تشدید۔ یعنی بالتخفیف بھی پڑھی گئی ہے۔ اور ضمیر یا تو مال اور گنتی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی مال کے عدد کو جمع کیا۔ جب کہ اس کو گنا اور اپنے علم میں رکھا اور یا یہ ضمیر اس کی اپنی ذات کی طرف راجع ہے تو معنی یہ ہوا کہ اُس نے مال جمع کیا۔ اور اپنے خاندان اور رشتہ داروں کو شمار کیا۔ اور ان دونوں وجوہ سے عددہ مالاً پر معطوف ہے۔ یہ احتمال ہے کہ عدد فعل ماضی عدّہ (د پر شد) کے معنوں میں ہو بغیر ادغام کے۔ (قولہ وجعلہ عدۃ (اور اس کا قول۔ اور اس کو تیار کر کے رکھا) یہاں واؤ۔ او (یا) کے معنوں میں ہے۔ کیونکہ یہ دو تفسیریں ہیں۔ پہلی تفسیر کی بنا پر یہ عدد سے بنا ہے اور دوسری تفسیر کے مطابق عدہ بمعنی استعداد اور حوادثِ زمانہ کے لئے ذخیرہ اندوزی ہے۔

✿ تفسیر الکبیر

✿ الذی جمع مالا و عدده . جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔ اس میں دو مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ لفظ (الذی) کُل کا بدل ہے یا مذمت کی وجہ سے منصوب ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس وصف سے اس لئے موصوف کیا۔ کہ یہ وصف سبب قائم مقام ہے اور طعنہ زنی اور عیب جوئی میں علت ہے۔ اس کا اپنے جمع شدہ مال پر مغرور ہونا اور یہ گمان کرنا کہ بزرگی اس مال میں ہے۔ اسی وجہ سے وہ دوسروں کی کسر شان کرتا ہے (یعنی اُس کی طعنہ زنی اور عیب جوئی کا سبب اپنے مال میں اُس کا غرور اور مال کے متعلق یہ گمان ہے۔ کہ بزرگی فقط مال ہی میں ہے) اور اسی وجہ سے وہ دوسروں کی کسر شان کرتا ہے۔

✿ دوسرا مسئلہ

✿ حمزہ کسائی اور ابن عامر نے جمع کو تشدید کے ساتھ (جَمَّعَ) (م پر شد) پڑھا۔ اور باقی قاریوں نے تخفیف کے ساتھ (جَمَعَ) پڑھا اور جُمِعَ اور جَمِّع (ج پر زبر م پر شد اور زبر

اورع پر زبر) کا معنی واحد اور متقارب ہے اور فرق صرف یہ ہے کہ جَمَّعَ (ج پر زبر م پر شد اور زبر اور ع پر زبر) اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اس نے ہر طرح سے مال جمع کیا اور یہ کہ اس نے ایک دن میں مال اکٹھا نہیں کیا۔ نہ دو دن میں نہ ایک مہینہ میں اور نہ دو مہینوں میں کہا جاتا ہے فلاں آدمی مال اکٹھا کرتا ہے۔ یعنی ہر طرح سے مال اکھٹا کرتا ہے (یعنی مال اکٹھا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا) اور جَمَعَ (بالتخفیف) یہ فائدہ نہیں دیتا۔ اور (اس کا قول مالاً) اس کے نکرہ ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہا جائے کہ مال نام ہے ہر اُس چیز کا جو اس دنیا میں ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ المال وا لبنون زینیة الحیوۃ الدنیا ۔ تو ایک آدمی کا مال تمام دنیا کے مال کی نسبت حقیر ہے تو کیسے مناسب ہوسکتا ہے کہ اس تھوڑے سے مال پر فخر کیا جا سکے۔ دوسری وجہ یہ کہ اس سے مراد تعظیم ہو یعنی جو مال خباثت اور فساد میں حد درجہ تک پہنچ گیا ہو عقل مند آدمی کے شایانِ شان کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ اس پر فخر کرے اور اس کا قول (وعددہ) اس میں کئی وجوہ ہیں۔ پہلی یہ عدہ سے بنا ۔ جس کا مطلب ذخیرہ ہے۔ کہا جاتا ہے میں نے کسی شی کو تیار کیا۔ اور اس کو گنا۔ (تو اس وقت کہے گا) جب تو اس شی کو روک لے اور اسے اپنے واسطے حوادث زمانہ کی خاطر ذخیرہ بنا لے۔ دوسری عددہ کا مطلب ہے۔ اس نے گنا۔ کثرتِ عدد کی وجہ سے اس پر تشدید پڑ گئی ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کے فضائل کو گنا اور سدی نے بھی یہی کہا ہے۔ (وعددہ) یعنی اس نے گِنا۔ کہا جاتا ہے یہ میرے لئے ہے اور یہ بھی میرے لئے ہے۔ دن کو اس کا مال اسے مشغول رکھتا ہے۔ اور رات کو اسے چھپا دیتا ہے۔ تیسری: عددہ زیادہ کیا۔ کہا جاتا ہے بنی فلاں کے عدد ہیں۔ یعنی کثیر تعداد ہے۔ آخری دونوں اقوال عدد کے معنی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور تیسرا قول عدد (د پر شد) کے معنوں کی طرف۔ بعض قاریوں نے عددہ (بالتخفیف) پڑھا ہے اور اس میں دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس نے مال جمع کیا اس کے عدد کو یاد کیا اور اس کو گنا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نے مال جمع کیا اور اپنی مدد کرنے والی قوم کو گنا۔ جیسے تیرا یہ قول کہ فلاں ذو عدد وعدد جب کہ اس کے معاونین کی تعداد وافر ہو اور آدمی اس نوبت کو پہنچ جائے تو وہ فخر کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔

✿ تفسیر طبری

✿ اور اللہ تعالیٰ کا قول الذی جمع مالا و عددہ۔ جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس نے مال کو اکٹھا کیا اور اس کی تعداد کو گنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا۔ بلکہ اس کو اکٹھا کیا یاد رکھا اور اس کی حفاظت کی۔ قاری حضرات نے اس آیت کی تلاوت میں اختلاف کیا۔ اہل مدینہ کے قاری ابوجعفر اور عاصم کے سوا کوفہ کے عام قاریوں نے جَمَّع (بالتشدید) پڑھا اور کوفہ سے عاصم اور بصرہ کے عام قاریوں نے جَمَع (بالتخفیف) پڑھا اور (عدّدہ) کی دال کی تشدید پر تمام قاریوں کا اتفاق ہے۔ ان کا اتفاق اسی وجہ پر ہے۔ جس کی تاویل کو میں نے ذکر کیا۔ بعض متقدمین کے بارے میں غیر مستند طور پر مذکور ہے کہ اس قرائت کو جمع مالاً وعددہ دال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا۔ اور اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ مال جمع کیا اور اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا۔ اور اس کو گنا اور یہ ایسی قرائت ہے جس کو میں جائز نہیں سمجھتا بخلاف تمام شہروں کی قرائت کے اور اس کا نکلنا اُس شے سے ہے جس پر ایک متفق علیہ حجت قائم ہے۔ ولے اللہ تعالیٰ کا یہ قول جمع مالاً سو اس میں تشدید اور تخفیف دونوں درست ہیں کیونکہ یہ دونوں قرائتیں شہروں کی مشہور ومعروف قرائتوں میں سے ہیں۔ اور معنی میں بھی متقارب ہیں اور قاری ان دونوں میں سے جس کو بھی پڑھے۔ تو صحیح ہے۔

✿ تفسیر القرآن العظیم

✿ قولہ تعالیٰ الذی جمع مالا وعددہ یعنی مال جمع کیا تہہ بہ تہہ اور اس کی تعداد کو گنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وجمع فاوعیٰ (اس نے جمع کیا پھر یاد رکھا)۔ سدی ابن جریر

اور محمد بن کعب نے جمع مالا وعددہ کے قول کے متعلق کہا۔ وہ دن کو سر تاپا اپنے مال میں غرق رہتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو بدبودار مردے کی طرح سوجاتا ہے۔ (تفسیر ختم)

اب ان تفاسیر میں جو بڑے بڑے نکتے ہمارے نقطہء نگاہ سے موجود ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

"مال جمع کرنے میں فنا ہو چکا ہے۔ اور اس میں مبالغہ کرتا ہے"۔ (تفسیر الجلالین)۔

"اور یہ کہ اس نے ایک دن میں مال اکٹھا نہیں کیا۔ نہ دو دن میں نہ ایک مہینہ میں اور نہ دو مہینوں میں"۔ (تفسیر الکبیر)

(۳) "ہر طرح سے مال اکٹھا کرتا ہے اور مال اکٹھا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا"۔ (تفسیرالکبیر)

(۴) "جمع کرتا ہے تہہ بہ تہہ"۔ (تفسیر القران العظیم)

(۵) "مال اکٹھا کرتا ہے اپنے علم میں رکھتا ہے گن گن کر رکھتا ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

(۶) "ہر طرح سے مال اکٹھا کرتا ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

(۷) "مال کو بڑھاتا ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

(۸) "کثرتِ عدد کی وجہ سے جَمَعَ پر تشدید پڑ گئی"۔ (تفسیر الکبیر)

(۹) "دن کو سرتاپا اپنے مال میں غرق رہتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو بدبودار مردے کی طرح سوجاتا ہے"۔ (تفسیر القران العظیم)

(۱۰) "مال و دولت کو حوادثِ زمانہ کے لئے تیار کر کے رکھتا ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

(۱۱) "اپنے جمع شدہ مال کا غرور اور یہ گمان کہ بزرگی فقط مال میں ہی ہے۔ اُس کے لئے دوسروں کو طعنہ زنی اور اُن کی عیب جوئی اور کسر شان کرنے کا سبب بنتا ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

(۱۲)''ایک آدمی کا مال تمام دنیا کے مال کی نسبت حقیر ہے تو کیسے مناسب ہوسکتا ہے کہ اس تھوڑے سے مال پر فخر کیا جاسکے''۔ (تفسیر الکبیر)

(۱۳)''جو مال خباثت اور فساد میں حد درجہ تک پہنچ گیا ہو عقل مند آدمی کے شایانِ شان کیسے ہوسکتا ہے کہ اس پر فخر کرے''۔(تفسیر الکبیر)

تطبیق

✿ اب ہم ان نکات کو فرداً فرداً بیان کریں گے کوئی فرد یا کوئی قوم ہمارے پیش نظر نہیں۔ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ دور اپنی خصوصیات کے ساتھ کہاں تک ان نکات کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔

✿ (ا)''مال جمع کرنے میں فنا ہو چکا ہے اور اس میں مبالغہ کرتا ہے''۔ (الجلالین)

اس نئے دور کی بنیاد ہی مال جمع کرنے پر رکھی گئی ہے۔اس دور کا نعرہ ہے سائنس کی رہنمائی میں قدرتی وسائل کی تسخیر انسانیت کی مادی بہبود کے لئے۔اس دور کی زندگی کا مقصود ہی مادی ترقی ہے۔مذہب اس دور کا مادہ پرستی ہے۔کوئی دوسری کوشش مال و دولت اور ضروریاتِ زندگی اور سامانِ عیش وعشرت کے حصول کے سوا اس دور کے ایجنڈے سے خارج ہے۔زندگی یہی زندگی ہے موت یہی موت ہے آخرت نا قابلِ تصور اور نا قابلِ قبول ہے۔مذہب ترقی کی راہ میں حائل ہے اور چونکہ ترقی کی آرزو مذہب پر مقدم ہے۔لہذا مذہب کی ضرورت نہیں۔یہ دور حقیقی طور پر فنا فی المال ہے۔

✿ اس دور کا اقتصادی ڈھانچہ اور اقتصادی نصب العین اس دور کی حقیقت کا عکاس ہے۔پوری دنیا ایک اقتصادی جال میں پھنسی ہوئی ہے۔پورا دور ایک مسلسل اور غیر منقطع اقتصادی اور معاشی کشمکش میں مبتلا ہے۔اور زندگی کے تمام قوی اور دنیا کے تمام مادی وسائل ایک ہی جدو جہد میں سرگرمِ عمل ہیں اور وہ ہے بیشتر از بیشتر اور پیش تر از پیش تر مادی خود کفیلی کا حصول۔روئے زمین کی مخلوق ایک منظم مربوط اور ہمہ گیر اقتصادی نظام میں منسلک ہے۔ بینک ڈاکخانے تار گھر تجارتی منڈیاں انشورنس

کیمپنیاں کارخانے فرمیں زراعتی فارم جہاز لیبارٹریاں تحقیقی ادارے الغرض ہر چیز ایک ہی مقصد کے لئے کوشاں ہے اور وہ ہے مادی ترقی یعنی مال و دولت کا اکتناز۔ مال حاصل کرنے کے لئے سود تک جائز ہے۔ دولت کو خدائی کا مقام حاصل ہے اور دولت نے اس دور میں وہ عالم گیر مقام حاصل کر لیا ہے جو انسانی بت پرستی کی تاریخ میں کسی بت کو حاصل نہیں ہوا۔

(۲) ''اور یہ کہ اس نے ایک دن میں مال اکٹھا نہیں کیا نہ دو دن میں نہ ایک مہینہ میں اور نہ دو مہینوں میں''۔ (تفسیر الکبیر)

نہیں بلکہ یہ دور کئی صدیوں سے مال اکٹھا کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اور باقاعدگی سے مصروف ہے۔ پانچ سالہ پلان صد سالہ منصوبے باقاعدگی سے بنتے ہیں اور کام کرتے ہیں وقت کو بھی دولت تصور کیا جاتا ہے۔

(۳) ''ہر طرح سے مال اکٹھا کرتا ہے اور مال اکٹھا کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا ''۔ (تفسیر الکبیر)

مال اکٹھا کرنے کے سینکڑوں طریقے اور سینکڑوں ذریعے اس دور نے ایجاد کر لئے ہیں۔ تلاش کر لئے ہیں۔ اس کی نگاہ ہر کونے میں گھومتی ہے۔ اس کا ذہن بے حد رسا ہے۔ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ کوئی چیز ضائع نہیں ہونے دی جاتی۔

''(۴) جمع کرتا ہے تہ بہ تہہ''۔ (تفسیر القرآن العظیم)۔

زرعی صنعتی تجارتی تہیں لگ رہی ہیں۔ نوٹوں کی تہیں لگ رہی ہیں۔ مادی ترقی کے منصوبوں کی تہیں لگ رہی ہیں۔ پروگراموں کی فائلوں کی تہیں لگ رہی ہیں۔

(۵) ''مال اکٹھا کرتا ہے اپنے علم میں رکھتا ہے گن گن کر رکھتا ہے'' (تفسیر الکبیر)

پاس بکیں ہیں چیک بکیں ہیں اکاونٹ بکیں ہیں روز ہی بینک بیلنس کا حساب لگایا جاتا ہے۔ ریکارڈ محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ جانوروں کی تعداد ساری دنیا کی سطح پر گنی جاتی ہے۔ ملک ملک اور دیس دیس کی دولت کے اندازے لگائے جاتے ہیں۔

(٦) ''ہر طرح سے مال اکٹھا کرتا ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

ٹیکس لگتے ہیں۔ کسٹم ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ زمین کے اوپر کی دولت اکٹھی کی جاتی ہے زمین کے نیچے کی دولت اکٹھی کی جاتی ہے حتیٰ کہ چاند اور ستاروں سے بھی دولت درآمد کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

(٧) ''مال کو بڑھاتا ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

مال کو بڑھانا بھی اس اقتصادی دور کی ایک لازمی خصوصیت ہے۔ دولت کے حصول میں محض ضروریات کو مدنظر رکھ کر قناعت نہیں کر لی جاتی۔ بلکہ دولت کو بڑھانا ایک لازمی معمول ہے۔ اور انسانی ضروریات کی چونکہ کوئی حد نہیں لہذا دولت کی بڑھوتری کے ساتھ اسی نسبت سے ضروریات میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کسی بھی انفرادی یا اجتماعی اقتصادی یا معاشی مہم کو دیکھئے۔ زیادتی کی طرف مائل ہے۔ اس سال کی رپورٹ میں گذشتہ برس کے اعداد و شمار کے مقابلے میں زیادتی ہونی لازم ہے اور یہی روش اس دور کی بنیادی روش ہے۔ جسے معراج کمال تک پہنچانے کی سعی ہمہ گیر ہے۔ کسی بھی ملک کے گذشتہ سو سال کے بجٹوں پر نظر ڈالئے۔ ہر بجٹ بتدریج بڑھتا نظر آئے گا۔

(٨) ''کثرتِ عدد کی وجہ سے جمّع پر تشدید پڑ گئی''۔ (تفسیر الکبیر)

کثرتِ اعداد کی کیا بات ہے۔ دولت کے اعداد و شمار کی حد وہاں جا پہنچی ہے جہاں ایک عدد کو دیکھ کر انسانی ذہن چکر کھا جاتا ہے۔ بات اربوں اور کھربوں سے بھی متجاوز ہو چکی ہے۔ آبادی کی کثرت جانوروں کی کثرت رقوم کی کثرت مسائل کی کثرت کتابوں کی کثرت علوم و فنون کی کثرت دواؤں کی کثرت غرض ہر طرف کثرت ہی کثرت ہے۔

(٩) ''دن کو سرتاپا اپنے مال میں غرق رہتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو بدبودار مردے کی طرح سو جاتا ہے''۔ (تفسیر القرآن العظیم)

✿ دیکھئے اس سے بہتر اس دور کی تفسیر نہیں ہوسکتی۔ دن بھر اکتسابِ زر اور جلبِ منفعت میں مصروف رہتا ہے۔ اور رات کو اس طرح ہو جاتا ہے جیسے کہ عبادت کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ رات کو جاگتے رہیں مگر کوئی بھی رات کو عبادت کی غرض سے مسجد میں نہیں جاگتا۔ اگر جاگتے ہیں تو کلبوں میں سینماؤں میں تھیٹروں میں شرابخانوں میں قمار بازی کے اڈوں میں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت موت کی یاد آخرت کا خیال اس دور کے ذہن سے ہی اُڑ چکا ہے۔

(۱۰) ''مال و دولت کو حوادثِ زمانہ کے لئے تیار کر کے رکھتا ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

✿ یہ بھی اس دور کی امتیازی خصوصیت ہے۔ توکل نام کی کوئی چیز باقی نہیں۔ دولت ہی کو حل المشکلات تصور کیا جاتا ہے اور ہمیشہ ہی برے وقت کے لئے دولت ہی کو انبار کیا جاتا ہے۔ دولت کی یہ خاصیت پچھلے ادوار میں بھی مسلّم تھی مگر اُن زمانوں میں خُدا کا وجود بھی انسانی ذہن میں اُجاگر رہتا تھا۔ مگر اس موجودہ دور میں اس مشکل کشائی کی صفت میں خدا کو شریک نہیں کیا جاتا دولت ہی دولت کی اپنی خدائی ہے خدا کا وجود شامل نہیں۔

(۱۱) ''اپنے جمع شدہ مال کا غرور اور یہ گمان کہ بزرگی فقط مال میں ہی ہے اُس کے لئے دوسروں کو طعنہ زنی کرنے اور ان کی غیبت کرنے کا سبب بنتا ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

✿ اگرچہ ہر انسانی دور میں دولت پر فخر و غرور کچھ نہ کچھ انسانوں میں موجود رہا ہے مگر اس موجودہ دور میں عزت و شرف نام رہ گیا ہے فقط دولت کا۔ اور چونکہ جمعِ دولت ہی کو مقصودِ زندگی تصور کیا جاتا ہے اور جمع دولت ہی کو عظیم کامیابی مانا جاتا ہے۔ مفلس آدمی کے لئے عزت کا کوئی تصور ہی باقی نہیں رہا خواہ وہ بحر العلوم ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ قطب الاقطاب ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ نیکی اور انسانیت کا پیکر ہی کیوں نہ ہو اس ھمزہ لمزہ دور میں جمع مال کے مقابلے میں غربت کو ایک انتہائی عیب گردانا لازم ہے۔ غربت سے

بڑھ کر کوئی عیب نہیں دولت سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں۔

(۱۲)"ایک آدمی کا مال تمام دنیا کے مال کی نسبت حقیر ہے تو کیسے مناسب ہوسکتا ہے کہ اس تھوڑے سے مال پر فخر کیا جاسکے"۔(تفسیر الکبیر)

✿ یہ قول حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کا ہے اور بروجہ تفسیر قرانی ہے اور یہ ایسی بات ہے جو موجودہ دور کی سمجھ سے بالاتر ہے جب مال ہی فخر ومباہات کی بنیاد ہو تو پھر تھوڑا ہو تو بھی فخر ومباہات کے جواز سے کلیتہً عاری نہ ہوگا۔ وجہ مباہات اس دور کی تسخیر کائنات برائے مادی بہبود ہے۔اس کے سوا کچھ نہیں۔

(۱۳)"جو مال خباثت اور فساد میں حد درجہ تک پہنچ گیا ہو عقلمند آدمی کے شایانِ شان کیسے ہوسکتا ہے کہ اس پر فخر کرے"۔(تفسیر الکبیر)

✿ اس دور کا مال اگرچہ خباثت اور فساد کی انتہائی حدود سے بھی متجاوز ہورہا ہے ایٹمی بموں سے بھسم ہوکر راکھ ہوجانے کا خطرہ ہی نہیں۔ بلکہ زندگی کا ہر پہلو ایک مستقل عذاب بن چکا ہے۔لیکن دولت پر فخر ومباہات کے جذبے میں کمی کے ابھی تک کوئی واضح آثار نہیں۔ ہر آنکھ پر پردہ پڑا ہے۔

✿ اس نئے مادی اور مادہ پرست دور کی بنیاد سائنس پر ہے۔اور سائنس کا یہ اصول ہے کہ کوئی چیز بھی اس وقت نہ مانی جائے جب تک اُس کا مادی ثبوت مہیا نہ ہوجائے۔ لیکن انسانی زندگی کے بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو انسان کی پانچ حسوں کی گرفت میں نہیں آتے۔اس طرح سائنس کی رُو سے اُن مسائل کا کچھ وجود ہی نہیں بلکہ محض واہمہ کی پیداوار ہیں لیکن ایسے مسائل انسان کے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ مثلاً خدا پر ایمان اور آخرت کا یقین اور حیات بعد الموت لیکن سائنس ان حقائق کا مادی ثبوت طلب کرتی ہے اور نہ ہی سائنس ابھی تک اس قابل ہوئی ہے کہ ایسے باریک آلات ایجاد کرے۔جس سے روحانی امور کی تفتیش کرسکے نیز یہ کہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ یعنی نئے دور کی ابتدا ہی میں سائنس اور کلیسا میں ایسی چپقلش شروع ہوئی۔جس

نے سائنس کے پیروکاروں کو مذہب بیزاری کی راہوں پر چلا دیا اور اس طرح سائنس کی ترقی محض مادی ترقی میں محدود ہو کر رہ گئی اور اخلاقی روحانی اور مذہبی پہلو قطعی طور پر چھوٹ جانے سے انسانی زندگی یکطرفہ اور غیر متوازن ہوگئی۔ اور مادی بہبود ہی انسانی زندگی کا مقصد ٹھہرا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سائنس دین کی غلام ہوتی دنیا آخرت کی کھیتی ہوتی مگر ایسا نہ ہُوا بلکہ سائنس کو مذہب کی نفی کے لئے استعمال کیا گیا اور سائنسی انکشافات کی روشنی میں اس زندگی کو محض اتفاق کا نتیجہ اور آخرت کے خیال کو محض ایک واہمہ قرار دے دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں حُطمہ کی آگ بھڑک اٹھی اور انسانیت مشکلات میں گھر گئی۔ مسلمانوں نے علم حاصل کیا مگر انہوں نے اسے دین کا غلام بنایا۔ اس لئے ناقص علم کے نقصانات سے محفوظ رہے مگر مغرب نے علم کو شتر بے مہار کر دیا۔ اس لئے گھاٹے میں پڑ گئے اور غلط راہوں پر چل نکلے۔

یحسب ان ماله اخلده گمان کرتا ہے کہ اُس کا مال اُس کو ہمیشگی عطا کرے گا۔ اس کے متعلق تفسیریں مندرجہ ذیل ہیں:۔

✿ تفسیر ابن عباس

✿ "(**یحسب**) کافر گمان کرتا ہے۔ (**ان ماله اخلده**) ۔ کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا"۔

✿ (تفسیر الجلالین)

✿ ("**قوله یحسب ان ماله**) یا تو یہ جملہ مستانفہ ہے اور ایک مقدر سوال کے جواب میں واقع ہوا ہے۔ گویا کہ یوں کہا گیا ہے کیا وجہ ہے کہ وہ مال جمع کرتا ہے اور اس کا اس قدر اہتمام کرتا ہے؟ اور یا یہ جملہ جمع فعل کے فاعل سے حال واقع ہوا ہے (یعنی یا تو یہ جملہ از سر نو بیان شروع کرنے کے لئے ہے۔ جو اُس پوشیدہ سوال کا جواب ہے جیسے کہا جائے کہ اُس کو مال جمع کرنے کی بھلا ضرورت ہی کیا ہے اور اُسے اس سارے اہتمام سے کیا فائدہ پہنچتا ہے یا پھر اس کی یہ صورت سامنے آتی ہے کہ اس

طرح اُس شخص کی حالت بیان کی جائے جو مال جمع کرنے میں مصروف رہا ہے)۔ (قولہ اخلدہ) یہ فعل ماضی دراصل مضارع کے معنوں میں مستعمل ہے یعنی وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یوں گمان کرتا ہے کہ اس کا مال دنیا میں اس کو ہمیشہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے پس وہ دنیا میں ہمیشہ رہے گا۔ مرے گا نہیں۔ یا وہ مکانات کی پختگی اور درختوں کی دیکھ بھال (درخت لگانا) اور زمین کی آبادکاری اس آدمی کی طرح کرتا ہے جس کا یہ گمان ہو کہ اُس کا مال اسے زندہ باقی رکھے گا“۔

❁ تفسیر الکبیر

❁ ”پھر اللہ تعالیٰ نے اس (مال اکٹھا کرنے والے) کو جہالت کی ایک اور قسم کے ساتھ موصوف کیا اور کہا۔ (یحسب ان ماله اخلده) اور جان لے کہ اِخلد اور خلد ہم معنی ہیں اور پھر تفسیر میں کئی وجوہ ہیں۔ پہلی: احتمال ہے کہ معنی یوں ہوں۔ مال نے اُس کی اُمید کو لمبا کر دیا۔ یہاں تک کہ فرطِ غفلت اور طولانی اُمید کی وجہ سے گمان کرنے لگا کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے گا۔ (دنیا میں ہمیشہ زندہ رکھے گا) اور نہ مرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے (اخلدہ) فرمایا یخلدہ نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ انسان گمان کرتا ہے کہ مال اس کے دوام کا ضامن ہو چکا ہے اور اس کو موت سے امان دے دی ہے۔ گویا کہ یوں سمجھئے کہ بس وہ فیصلہ ہو چکا۔ اور اسی وجہ سے ذکر ماضی میں فرمایا۔ حسن نے فرمایا۔ میں نے موت کی طرح کسی یقینی بات کو نہیں دیکھا۔ جس میں شک ہو جو اس شک کے مشابہ ہو جس میں یقین نہ ہو۔ دوسری: وہ دیوار (مکان) کو اینٹ اور چونا گچ کے ساتھ پختہ کرنے کے لئے جیسے کام کرتا ہے اور یہ اُس آدمی کے کام ہیں جس کا گمان یہ ہو کہ وہ زندہ رہے گا یا اسوجہ سے وہ ایسے کام کرتا ہے کہ موت کے بعد ان کی وجہ سے اُس کو یاد کیا جائے (یعنی اُس کا نام زندہ رہے)۔ تیسری: اس نے مال کے ساتھ اتنی شدید محبت کی کہ اس کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ اگر اس کا مال کم ہو گیا تو وہ مر جائے گا۔ اسوجہ سے وہ مال کو کم ہونے سے بچاتا ہے تاکہ خود زندہ رہے اور یہ

اعتقاد بخیل سے کچھ بعید نہیں ہے۔ چوتھی: یہ کہ یہ عمل صالح کے ساتھ مقابلہ کی ایک صورت ہے کیونکہ وہ مال و دولت نہیں بلکہ عمل صالح ہے جو صالح کو ذکر جمیل سے دنیا میں ہمیشہ زندہ رکھتا ہے اور آخرت میں ابدی نعمتوں میں ہمیشہ رکھتا ہے"۔

✿ تفسیر طبری

✿ "اللہ تعالیٰ کا قول یحسب ان ماله اخلده اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ انسان گمان کرتا ہے جس مال کو اُس نے جمع کیا اور گن گن کر رکھا اور اُس کے خرچ کرنے میں بخل کیا وہ مال اس کو دنیا میں ہمیشہ رکھنے اور موت کو اُس سے زائل کرنے والا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ (اخلدہ) کا معنی (یخلدہ) ہے جیسے کوئی آدمی ایسا کام کرتا ہے جو اُس کی ہلاکت کا سبب ہو سکتا ہے۔ اُس کے متعلق کہا جائے خدا کی قسم وہ تباہ ہوا۔ خدا کی قسم وہ ہلاک ہوا حالانکہ وہ ابھی تک نہ ہلاک ہوا اور نہ ہی تباہ ہوا اور جیسے کوئی گناہوں سے کوئی ایسا گناہ کرتا ہے جو ہلاک کر دینے والا ہے (تو اس کے متعلق کہا جاتا ہے) خدا کی قسم وہ آگ میں پڑا"۔

✿ تفسیر القران العظیم

✿ "یحسب ان ماله اخلده یعنی وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اکٹھا کرنا اس دنیا میں اُس کو ہمیشہ رکھے گا"۔ تفسیر ختم

✿ تطبیق

✿ بڑے بڑے نکتے:۔

✿ (۱) "گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا"۔ (پانچوں مُفسر)

✿ (۲) اس کا یہ گمان یقین میں بدل چکا ہے گویا کہ اُس کو اُس کے مال کی وجہ سے اس دنیا میں ہمیشگی حاصل ہو گئی۔ (الجلالین، الکبیر، طبری)

✿ (۳) "وہ مکانات پختہ بناتا ہے باغ لگاتا ہے اور زمین کو آباد کرتا ہے۔ اس گمان سے کہ ان کی وجہ سے اُس کا نام اس دنیا میں ہمیشہ رہے گا"۔ (الجلالین، الکبیر،

طبری)

اب ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس دور کا جائزہ لیجئے۔ بڑی بڑی بلڈنگیں کارخانے ہوٹل اس خیال سے بنائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے رہیں اور اُن کے بنانے والے کا نام زندہ رکھیں اور یہ جو سیمنٹ ہے پختگی میں بے نظیر چیز ہے۔ جس نے دنیا بھر میں پختہ عمارتوں کے شہروں کے شہر تیار کر دیئے ہیں۔ اسی نئے دور کی پیداوار ہے گویا کہ اس دور میں مکانوں کی پختگی کا فن اپنے عروج کو پہنچا۔ پچھلے زمانوں کے چونے کو اس زمانے کے سیمنٹ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے یہی نہیں بلکہ جس انسان کو خدا نے دو آنکھیں عطا کی ہیں دیکھ سکتا ہے اور جسے کان عطا کئے سُن سکتا ہے۔ اور جسے تھوڑی سی ذہانت بھی عطا ہوئی ہے وہ جان سکتا ہے کہ اس دور میں موت کے خیال کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ یہ دور زندگی کی تگ و دو میں اور ضروریاتِ زندگی کے حصول اور مال و دولت جمع کرنے میں اس قدر غرق ہے کہ موت کا خیال اس کے ذہن سے خارج ہو چکا ہے اور آخرت محض ایک خیال کی صورت میں تحلیل ہو چکی ہے وہ لوگ جو اس دور میں قیامت پر یقین رکھتے ہیں وہ اس دور کے معیار کے مطابق محض توہم پرستی اور دور از کار باتوں کا شکار ہیں۔ قیامت کے لئے اس دور کی لغت میں واہمہ اور خبط کے سوا کوئی معنی نہیں۔ موت کے معنی اس میں یہ ہیں کہ کسی آدمی کی دولت میں کمی واقع ہو جائے۔ بے روزگاری کا سامنا ہو جائے اور قیامت کے معنی اس دور میں یہ ہیں کہ کوئی ایسا سانحہ رونما ہو جائے یا کوئی ایسا انقلاب برپا ہو جائے جس کی بدولت دولت کو نقصان پہنچے مثلاً تیل کے ذخیروں کا ختم ہو جانا یا لوہے کا ناپید ہو جانا اور ایسی قیامت کا خوف اس دور کے دل میں اس قدر ہے کہ تیل اور گیس کی عدم موجودگی میں ایٹمی توانائی جیسی تباہ کن چیز کو بھی اپنانے سے گریز نہیں کرتا۔ موت پر قابو پانے کا خبط اس دور کے ذہن میں ہر گھڑی موجود ہے پرانے زمانے میں پیدا ہونے والی وباؤں اور قحط کی بلاؤں سے تو اس نے بڑی حد تک نجات حاصل کر لی ہے۔ البتہ انسان کو ہمیشہ کی

زندگی عطا کرنے کی تجرباتی کوششوں میں مصروف ہے۔ اور یہ سب کچھ مال و دولت جمع کرنے کی غرض سے ہو رہا ہے حتی کہ دولت کو خدا کے بجائے خدائی کا مقام عطا کر دیا ہے۔

''کلّا ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہ ہوگا''۔ اس کے متعلق تفسیریں مندرجہ ذیل ہیں۔

تفسیر ابن عباس

''یہ تردید ہے یعنی مال اُس کو ہرگز ہمیشہ زندہ نہیں رکھے گا''۔

تفسیر الجلالین

''(کلّا) قولہ ردع (اُس کا قول رد کرنا) یعنی مذکورہ گمان کو رد کرنا اور اس کے معنی یوں ہوں گے کہ معاملہ یوں نہیں جیسا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اُس کا مال اُس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا اور کہا گیا ہے کہ کلّا بمعنی 'حقا' بھی ہے''۔

تفسیر الکبیر

''کلّا اس میں دو وجہیں ہیں پہلی: اس کو گمان کرنے سے روکنا ہے یعنی معاملہ ایسا نہیں جیسا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ مال اُس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ (نہیں) بلکہ یہ علم اور صلاح ہے جو انسان کو باقی رکھتے ہیں۔ اس امر میں حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ مال اکٹھا کرنے والے مر گئے۔ اور علماء باقی ہیں۔ جب تک زمانہ باقی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے معنی ''حقا'' ہیں۔ (یعنی یہ بات حق ہے کہ اُس مال کو پھینکا جائے گا)۔

(تفسیر طبری)

''اور اللہ تعالیٰ کا قول (کلّا) اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس کا گمان تھا۔ اس کا مال اس کو ہمیشہ رکھنے والا نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ بے شک ھلاک ہونے والا ہے۔ اور دنیا میں وہ جو افعال اور نافرمانیاں کرتا تھا۔ ان کی وجہ سے عذاب میں دیا جائے گا''۔

✿ تفسیر القران العظیم

✿ "(کلا) یعنی معاملہ یوں نہیں جیسا کہ اُس نے گمان یا خیال کیا"۔

تفسیر ختم

✿ تطبیق

✿ کلا کا کلمہ اس سورۃ کی عبارت میں بمنزلہء کریٹیکل پوائنٹ Critical Point ہے۔ اور یہ پوائنٹ اُس مرحلے کو کہتے ہیں جب ایک عمل کے دوران کوئی چیز دوسری ہیئت اختیار کرنے کے قریب ہوتی ہے۔ مثلاً لوہا جب آگ کی تپش سے پگھلنے کے قریب ہو تو کہا جائے گا کہ اب کریٹیکل پوائنٹ ہے۔ اسی طرح جو لوگ عیب جوئی کے چولہے پر حُطمہ کے دیگچے کو مال کی آگ دے کر ہمیشہ رہنے کے گمان سے ہوا دے رہے ہیں اُنہیں جان لینا چاہیئے کہ عنقریب حُطمہ بھڑک اٹھے گا اور اُن کو اور اُن کے مال کو آگ کے شعلے سے ذرہ ذرہ کر ڈالے گا۔

(لینبذن فی الحطمہ) پھینک دیا جائے گا اس کو حُطمہ میں۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل تفسیریں ہیں:۔

✿ تفسیر ابن عباس

✿ "لینبذن وہ ضرور پھینکا جائے گا فی الحطمہ (حطمہ) میں"۔

✿ تفسیر الجلالین

✿ "(قول التی تحطم) یعنی توڑ توڑ کے ذرہ ذرہ کر دے حُطمہ میں۔ حُطمہ میں اُس کے عمل کے ساتھ (یعنی ھمزہ لمزہ کے عمل کے ساتھ) لفظی اور معنوی مناسبت ہے کیونکہ وہ (حُطمہ) ھمزہ لمزہ کے وزن پر ہے"۔

✿ تفسیر الکبیر

✿ "(لینبذن) میں لام قسم کے جواب میں واقع ہے۔ جو یہاں پوشیدہ ہے۔ مگر کلا کے لفظ میں معنوی طور پر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول یعنی لینبذن فی الحطمہ

وما ادراک مالحطمہ۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ نبذ (پھینکنا) کے ساتھ ذکر فرمایا۔ جو کہ اہانت پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ کافر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ صاحب عظمت ہے۔ اور (لَیُنبذانِ) بہ صیغہ تثنیہ بھی پڑھا گیا۔ یعنی مال اور صاحب مال دونوں کو (حُطمہ) میں پھینکا جائے گا۔ اور (لیُنبذُن) بہ صیغہ جمع بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی اس کو اور اُس کے مددگاروں کو بھی پھینکا جائے گا۔

۞ الحطمہ مبرد نے کہا ہے یہ ایسی آگ ہے کہ جو شے بھی اس میں ڈالی جائے اُس کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔ اور رَجُل حُطمہ سخت پیٹو کو کہتے ہیں جو پوری قوم کی خوراک کو چٹ کر جاتا ہے۔ لغت میں حطم کے اصلی معنی کسر (توڑنے) کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے بری بددعا حُطمہ کی ہے اور کہا جاتا ہے حُطمہ یا حطم قسم کا چرواہا۔ گویا کہ وہ چارپایوں کو روند ڈالتا ہے یعنی ان کو ہانکتے وقت سختی کی وجہ سے توڑ دیتا ہے۔ مفسرین نے کہا حطمہ آگ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور یہ آگ کا دوسرا درجہ ہے۔ مقاتل نے کہا وہ (آگ) ہڈیوں کو توڑ ڈالتی ہے۔ گوشت کھا لیتی ہے حتیٰ کہ دلوں پر حملہ آور ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتہ کافر کو پکڑے گا پھر اس کی پیٹھ کو توڑ دے گا جس طرح لکڑی گھٹنے پر رکھ کر توڑی جاتی ہے پھر اس کو آگ میں پھینک دے گا۔

۞ واضح ہو کہ یہاں پر اس اسم کے ساتھ جہنم کو ذکر کرنے کی کئی وجوہ ہیں۔ پہلی: صورتاً متحد ہونا گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اگر تو چغل خور اور عیب لگانے والا ہے تو تیرے پیچھے حطمہ ہے دوسری: چغلخور۔ (ھمزہ) آنکھ کو پست کرنے (یعنی آنکھ کے اشارے سے) سے کسی کی قدر میں کمی کرتا ہے اور اُسے پستی میں ڈال دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تیرے پیچھے حطمہ (توڑنے والی) ہے۔ (یعنی جس طرح تو کسر عین (آنکھ توڑنے، آنکھ سے اشارہ کرنے) سے کسی کو پستی میں گراتا ہے۔ تو تجھ کو بھی کسر کرنے والا (توڑنے والا) تیرے پیچھے ہے۔ اور حطمہ میں کسر (توڑنا ہے پس حطمہ

تجھے توڑ دے گا اور تجھے جہنم کی پستی میں ڈال دے گا یعنی جو توڑے گا وہ توڑا جائے گا اور جو کسی کو ذلیل کر کے پستی میں ڈالے گا وہ ذلیل ہو کر پستی میں ڈالا جائے گا) لیکن ھمزہ تو آنکھ کے اشارے کے سوا کچھ نہیں ہوتا لیکن حطمہ تو پیس کے رکھ دیتا ہے اور کچھ بھی نہیں چھوڑتا۔ تیسری: غیبت کرنے والا لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور حطمہ آگ کا نام بھی ہے اس حیثیت سے کہ وہ جلد اور گوشت کو کھاتی ہے"۔

تفسیر طبری

"اللہ تعالیٰ جل ثناء نے فرمایا۔ لینبذن فی الحطمه . اس کو قیامت کے دن ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا اور حطمہ آگ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسے کہ اس کو جہنم سقر اور لظی کہا گیا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اس کا نام حطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اس میں جو چیز ڈالی جائے اُس کو زرہ زرہ کر ڈالتی ہے. جس طرح پیٹو آدمی کو کہتے ہیں رجل حطمہ اور حسن بصری کے متعلق مذکور ہے کہ اُنہوں نے لَینبُذان فی الحطُمه یعنی تثنیہ کا صیغہ استعمال کر کے پڑھا ہے یعنی الھمز ہ لمزہ اور اس کے مال دونوں کو حُطَمہ میں ڈالا جائے گا اور اس وجہ سے انہوں نے تثنیہ کا صیغہ پڑھا ہے"۔

تفسیر القران العظیم

"لیبذن فی الحطمہ یعنی جس نے مال جمع کیا پھر اس کو گنا۔ اس کو ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا حُطمہ آگ کے ایک طبقے کا نام ہے۔ (اس کا نام حُطمہ اس لئے ہے) کہ جو بھی اس میں ہو اس کو پیس ڈالتی ہے" تفسیر ختم -

تطبیق

اس تفسیر میں بڑے بڑے متعلقہ نکتے:۔

(۱) ("لیبذن) وہ ضرور پھینکا جائے گا حُطمہ میں"۔ (ابنِ عباس، طبری، ابن کثیر)

(۲) لیبذن کی قرائت کو لیبذان (یعنی ما[illegible] اور مال دونوں کو ڈالا جائے گا) بھی

پڑھا گیا ہے اور لیبذن بھی (یعنی اُس کے ساتھ اُس کے مددگاروں کو بھی ڈالا جائے گا)۔(تفسیر الکبیر)

(۳) لیبذن میں نبذ کے لفظ کا استعمال اہانت پر دلالت کرتا ہے" (تفسیر الکبیر)

(۴) "وہ ضرور ڈالا جائے گا حطمہ میں"۔(ابن عباس، طبری، ابن کثیر)

ازمنہ وسطی کے کیمیا گروں نے اپنی زندگیاں سونا بنانے کی کوشش میں صرف کر دیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ سونا بنانے میں ناکام رہے۔ لیکن جدید دور کے سائنس دان عناصر کی قلب ماہیت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر وہ کامیاب اُسی وقت ہوئے جب اُنہوں نے ایٹم کی اساسی ساخت کو زیر و زبر کرنے کی اہلیت حاصل کی مگر ایٹم کی اساسی ساخت کو بدلتے ہی ایٹمی آگ اور ایٹمی جہنم میں گھٹنوں تک دھنس چکے تھے۔ اور ازمنہء وسطی کے کیمیا گر اس لئے سونا بنانے میں ناکام رہے کہ اُس وقت حُطمہ کی پیدائش کی شرطیں نامکمل تھیں تو گویا کہ سونے کا بننا اور حُطمہ کی شرطیں متوازی نکلیں یعنی سونا بنانے کی اہلیت حاصل کرنا حُطمہ میں گرنے کے مترادف تھا۔

حُطمہ کی شرطیں مکمل ہوئیں تو قدرت کے غیبی ہاتھ نے سائنس دانوں کی آنکھ پر پٹی باندھ کے اُن کو حُطمہ کے راستے پر ڈال دیا۔ حالانکہ ایک ہی سرنگ ایسی تھی جس میں داخل ہوئے بغیر ایٹمی جہنم تک رسائی ناممکن تھی مگر قدرت نے ان کو سب راہوں سے ہٹا کر اُسی سرنگ میں داخل کر دیا۔ کیونکہ لَیُنۡبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ کے مطابق اُن کو اُس سرنگ میں داخل ہونا تھا۔ جرمن سائنس دان رونٹجن کو قدرت نے محض اتفاق کی بنا پر ایکس رے کے انکشاف پر لا ڈالا۔ اس انکشاف کی روشنی میں فرانسیسی سائنس دان بیکرل نے ایکس رے اور چمک کے درمیان باہمی رشتہ تلاش کرنا چاہا تو قدرت نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یورانیئم نائٹریٹ پر ڈال دیا اور اس طرح اُس نے ریڈیو ایکٹوٹی Radioactivity یعنی ریڈیائی تابکاری کا انکشاف کر ڈالا۔ یہ انکشاف ہونا تھا کہ سائنس دانوں کی گاڑی نے وہی پٹڑی پکڑ لی جو سیدھی ایٹمی آگ کے جہنم

میں جا گرتی تھی پھر قدرت نے ہٹلر کے منہ سے خفیہ ہتھیار کی دھمکی نکلوادی۔ ہٹلر کے دباؤ سے جرمنی اور مغربی یورپ سے بھاگ کر امریکہ جانے والے بعض سائنس دان ایٹمی توانائی کی متوقع مبادیات ساتھ لے کر پہلے ہی امریکہ میں پہنچ چکے تھے۔ ادھر ہٹلر کی آواز ریڈیو پر گونجی ادھر امریکی حکومت نے اپنے وسائل ایٹمی سائنس دانوں کے ہاتھ میں دے دیئے اور ایٹمی جہنم کا دروازہ کھل گیا پھر روس نے ایٹمی دھماکہ کر لیا تو امریکہ نے ایٹم بم سے بڑھ کر ہائیڈروجن بم جسے عرف عام میں ہیل بم (جہنمی بم) کہا جاتا ہے۔ تیار کر لیا اور لَیُنۡبَذَنَّ والے قول کی تصدیق ہو گئی کہ اُس کو ضرور ڈالا جائے گا حُطمہ میں۔ یہ جو حقائق ہم نے بیان کئے ہیں۔ واقعی حیران کن ہیں۔

❁ اور اب دنیا کی ساری قوموں کی مجبوری ملاحظہ فرمایئے خواہ وہ چاہتے ہیں یا نہیں خواہ وہ اتنی سکت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے سبھی مجبور ہو رہے ہیں اور کس طرح بھاگے پھرتے ہیں۔ اگر ایٹم بم نہیں بنانا چاہتے تو ایٹمی توانائی پیدا کرنے کے لئے ایٹمی ری ایکٹروں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جو ایٹم بم نہیں بنانا چاہتے نہ ایٹم بم بنانے کی سکت ہی رکھتے ہیں مگر مدّ مخالف کے رویئے سے مجبور ہو کر ایٹم بم بنانے کی کوششوں میں لگے ہیں یا ایسا سوچ رہے ہیں کیونکہ لَیُنۡبَذَنَّ والا قول پورا ہونا ہے۔

❁ ایٹمی آگ کی ہلاکت آفرینیوں کو جانتے ہیں مگر اسے اپنانے پر مجبور ہیں:۔

❁ اور جب تک وہ خصلتیں جو حُطمہ کی پیدائش کا موجب ہیں ترک نہیں کی جاتیں۔ ایٹمی جہنم کی سزا لازماً بھگتنی پڑے گی۔ دیکھئے آج کون سا وہ سائنس دان یا سیاست دان یا سکالر یا فلسفی ہے جو ایٹمی آگ کی ہلاکت آفرینیوں سے آگاہ نہیں۔ آج کون سا وہ دیوانہ ہے جو یہ نہیں جانتا کہ ایٹمی آگ کی کسی بھی صورت میں موجودگی لازماً انسانیت کو زود یا بدیر ایٹمی جہنم میں جھونک دے گی۔ آج کون وہ اٹامسٹ یا کیمسٹ یا فزسٹ یا سائنٹسٹ ہے جو نہیں جانتا کہ ریڈیائی تابکاری ایٹمی آگ کا جزوِ لاینفک

ہے۔ایٹمی آگ کی طبعی پیداوار ہے۔کون نہیں جانتا کہ ایٹمی ری ایکٹروں سے ایٹمی توانائی پیدا کرنے کی غرض سے جو حفاظتی تدابیر ریڈیائی تابکاری کے خلاف کی جاتی ہیں یا کی جاسکتی ہیں وہ سو فیصد یقینی نہیں اور ایٹمی ری ایکٹر کا پھٹ کر سارے علاقے کو تابکار شعاؤں سے بھر دینا ممکن ہی نہیں بلکہ اغلب ہے۔ جوں جوں ایٹمی ری ایکٹر پُرانے ہوں گے توں توں اُن کے پھٹ جانے کا خدشہ قریب سے قریب تر آتا جائے گا۔کیونکہ ری ایکٹر اپنی خدمت کا عرصہ گزار چکنے کے بعد کسی بھی وقت پھٹ کر فنا ہو جانے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔کون ایسا اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ تابکاری اثرات کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن و الانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئک كالانعام بل هم اضل اولئک هم الغفلون (7 الاعراف 179)

ترجمہ: ’’ہم نے بہت سے جن اور آدمی دوزخ کے لئے پیدا کئے اُن کے دل تو ہیں مگر اُن سے سمجھتے نہیں۔اُن کی آنکھیں تو ہیں مگر اُن سے دیکھتے نہیں۔اور اُن کے کان تو ہیں مگر اُن سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ وہی لوگ غافل ہیں‘‘۔(7 الاعراف179)

✿ اور کون نہیں جانتا کہ ایٹمی جنگ ہو یا ایٹمی توانائی برائے امن کا رواج لوگوں کی زندگی ایسی ہو گی جیسے پیپ کے گھونٹ۔ پیپ کے وہ گھونٹ جو آگ اور تابکاری شعاؤں کے اثرات سے پیدا ہوں گے۔اور لوگ موت کے درمیان گھرے ہوں گے۔اور موت کو چاہیں گے مگر موت آئے گی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

من ورائہ جھنم و یسقی من ماء صدید. یتجرعہ ولا یکا د یسیغہ و یاتیہ الموت من کل مکان و ما ھو بمیت ومن ورائہ عذاب غلیظ (14ابراھیم 17)

''پیچھےاُس کے دوزخ ہےاور پلائیں گے اُس کو پانی پیپ کا گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے اُتار نہیں سکتا اور چلی آتی ہے اس پر موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے عذاب ہے سخت''۔(14ابراھیم 17)

✿ ایٹمی دور کے لوگوں کا کیا ہی ٹھیک نقشہ ہے اور پھر وہ بڑے بڑے مادی کام جو اُنہوں نے ایٹمی آگ کا خطرہ مول لے کر کئے۔ وہ ایٹمی بموں کی آندھیوں میں راکھ بن کر اُڑ جائیں گے جیسا کہ ﷻ نے فرمایا ہے۔

✿ مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف لا یقدرون مما کسبوا علی شیء ذلک ھو الضلل البعید. الم تر ان اللہ خلق السموت والارض بالحق ان یشاء یذھبکم و یات بخلق جدید . وما ذلک علی اللہ بعزیز (14 ابراھیم 20-18)

''وہ لوگ جو اپنے رب کے منکر ہوئے اُن کے عمل اُس راکھ کی طرح ہیں جس پر آندھی کے دن زور کی ہوا چلے اور کچھ رہ نہ جائے گا۔ اُن کے ہاتھ میں اپنی کمائی سے۔ یہی ہے بہک کر دور جا پڑنا۔ اگر چاہے تو تم کو لے جائے اور لائے کوئی مخلوق نئی اور یہ بات اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں''۔ (14ابراہیم 20-18)

✿ اور جو کوئی ثبوت چاہے لینبذن فی الحطمہ (یعنی وہ حطمہ میں ضرور پھینکا جائے گا تو اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اس دور کے اہلِ علم اور صاحبِ اقتدار باوجود ایٹمی آگ کی قاتلانہ حیثیت کو سمجھتے ہوئے بھی اقتصادی اور دفاعی دباؤ سے مجبور ہو کر ایٹمی آگ کو اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ہم مندرجہ ذیل سوالنامہ پیش کرتے ہیں

دنیا کا کوئی بھی سائنس دان یہ برملا کہے کہ اس میں کوئی بات غلط ہے یا کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے۔

✪ سائنس دان کے لئے سوال نامہ

✪ (i) ایٹمی توانائی برائے امن و بہبود کے جواز میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ انسان ایک خاص مقدار ریڈیائی تابکاری کی اپنے جسم کے اندر رکھتے ہوئے تندرست زندگی گزار سکتا ہے۔ اگر یہ بات مان بھی لی جائے تو بھی کیا یہ یقین دہانی بھی کرائی جاسکتی ہے کہ ایٹمی توانائی کے ماحول میں رہتے ہوئے اُس آدمی کے جسم میں مذکورہ مقدار سے مزید تابکاری داخل نہیں ہو سکے گی اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی یقین دہانی کرانی ممکن نہیں تو کیا اس کے معنی یہ نہیں کہ ایسی باتیں محض طفل تسلیاں ہیں۔ جو لوگ ایسی باتیں کہتے ہیں وہ اپنے ضمیر کو ٹٹولیں۔ کیا وہ انسانیت کو اور اُس کے ساتھ خود اپنے آپ کو اور اپنی آل اولاد کو دھوکے میں مبتلا تو نہیں کر رہے؟

✪ (ii) کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے ایٹمی توانائی خواہ یہ برائے جنگ ہو خواہ برائے امن اس طرح پیدا کی جاسکے کہ ریڈیائی تابکاری اس کے ساتھ ساتھ نہ پیدا ہو سکے جواب ہے کوئی ایسا طریقہ نہیں ایسا کرنا ناممکنات میں سے ہے تو پھر کیا ایٹمی توانائی کو چھوٹی برائی lesser evil کے طور پر بھی اپنانے میں قباحتوں کا ایک جہنم پوشیدہ نہیں؟

✪ (iii) کیا ایٹمی توانائی برائے جنگ اور ایٹمی توانائی برائے امن میں کوئی بنیادی یا اصولی فرق ہے؟ یعنی کیا یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ایٹمی توانائی برائے امن کو ایٹمی توانائی برائے جنگ میں کسی بڑی دقت کے بغیر تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ جواب ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس کا رخ پاور ہاؤس کی جانب موڑ دو تو وہ برائے بہبود کہلائے گی اور اُس کا رخ ایٹم بم فیکٹری کی جانب موڑ دو تو وہ ''برائے جنگ'' ہو جائے گی۔

(iv) کیا ایٹمی توانائی برائے جنگ اور ایٹمی توانائی برائے امن کی تابکار شعاؤں میں کسی قسم کا فرق ہے؟ جواب ہے بالکل نہیں وہی الفا وہی بی ٹا وہی گاما وہی نیوٹران اور وہی کینسر وہی سرطان وہی جریانِ خون افشاں۔

(v) کیا وہ حفاظتی تدابیر جو ایٹمی توانائی کی آفرینش میں بروئے کار لائی جاتی ہیں اور جن پر ایسے مہلک امراض سے محفوظ رہنے کے لئے تکیہ کیا جاتا ہے۔ ایسی ہی یقینی ہیں کہ اُن پر کلی یا جزوی تکیہ کیا جائے جواب ہے کوئی ایسی یقینی نہیں۔ ری ایکٹر کے لیکج کو ظاہر کرنے والے آلات کسی بھی وقت خراب ہو سکتے ہیں۔ ری ایکٹروں اور ہر قسم کے ایٹمی پلانٹوں پر کام کرنے والے آدمی کسی وقت بھی سستی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کر کے اپنی عاقبت کو گہنا سکتے ہیں۔ اور ہر آدمی کے لئے خطرے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اور پھر خود ری ایکٹر کسی بھی وقت پھٹ کر ارد گرد کے سارے علاقے کو ریڈیائی تابکاری کے سمندر میں تبدیل کر کے ابدی تباہی مچا سکتا ہے۔ دنیا کی چار ارب آبادی کے لئے تابکاری سے حفاظت کے لئے کچھ بھی کرنا ممکن نہیں۔

(vi) کیا ایٹمی توانائی کی موجودگی میں ملکوں کے نو اٹامک وار No Atomic War عہدنامے امن و امان کے ضامن ہو سکتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ انسانی فطرت اور حالات کے دباؤ کی ہزارہا پیچیدگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ملکوں کے باہمی ایٹمی جنگ نہ کرنے کے ضمانت نامے کسی بھروسے کے لائق بمشکل ہی تصور کئے جا سکتے ہیں۔

(vii) کیا ایٹمی توانائی سے پیدا ہونے والی تابکار شعائیں سرطان پیدا کرتی ہیں کیا یہ خون کو فساد زدہ کر کے اور اس کے سرخ اور سفید ذرات کو تباہ کر کے اس کی مزید پیدائش کو روک دیتی ہیں۔ اور لیکیومیا جریانِ خون جیسے تکلیف دہ اور لاعلاج امراض پیدا کرتی ہیں۔ اور کیا ان سے متاثرہ لوگوں کی اولاد عفریت کی صورت میں پیدا ہوتی ہے اور یہ عفریت موروثی ہوتی ہے۔ کیا یہ باتیں معاشرے کو اضطراب میں ڈال کر

اُسے تباہ کر دینے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں سر تا سر درست ہیں بلکہ حالات اس سے کہیں زیادہ خراب ہوں گے اور بڑے بڑے موذی امراض ہیں جو ریڈیائی تابکاری پیدا کرتی ہے اور تابکاری پر قطعاً کسی قسم کا کنٹرول ممکن ہے نہ کوئی علاج ہے۔

(viii) کہا جائے گا کہ لوگ دوسرے حادثات کا شکار بھی ہو جاتے ہیں اور بعض صنعتوں میں مضرِ صحت حالات میں رہتے ہیں تو ایٹمی توانائی کے نقصان کو کیوں نہ برداشت کیا جائے۔ یہ بالکل ایک نازیبا اور نہائت غلط دلیل ہے کسی بھی نقصان کو تابکاری نقصان کے مقابلے میں لانا سب سے بڑی ہٹ دھرمی یا جہالت کا ثبوت ہے ایٹمی ہتھیاروں کے بغیر میدان جنگ کی تکالیف ایٹمی توانائی کی موجودگی میں امن و امان اور مال و دولت کی آسائشوں سے کہیں قابلِ ترجیح ہیں۔ اور ایٹمی توانائی کے معاشرے کی زندگی حادثے میں ہلاک ہونے والوں کی موت سے کہیں بدتر ہے ان حقیقتوں کی صداقت کی گواہی صرف وہ لوگ دے سکیں گے جو ایٹمی توانائی کی فضا میں پلیں گے۔ یقیناً وہ لوگ قحط یا وباء میں مرجانے کو ایٹمی توانائی والی اندوہناک زندگی سے بہتر تصور کریں گے۔ وہ ایک صحت مند فضا میں غربت کو ایک زہریلی فضاء کی دولت سے کہیں بہتر سمجھیں گے تاہم یہ الگ بات ہے وہ ایٹمی معاشرے کو چھوڑ نہ سکیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس ایٹمی دلدل میں اتنے نیچے چلے گئے ہوں کہ باہر آنے کی کوئی اُمید باقی نہ ہو کیا یہ سب کچھ درست نہیں ہے؟

(ix) کیا جنگ ہمیشہ کے لئے بند ہو سکتی ہے؟ اور کیا اگر جنگ چھڑی تو ایٹم بم استعمال نہ ہوں گے؟ جواب ہے جنگ کا ہمیشہ کے لئے بند کر دینا ایک خلاف امرِ واقع ہے۔ جنگ کی برائی میں کسی کو کلام نہیں لیکن یہ کم بخت حالات کے چکر ہیں جو جنگیں شروع کرنے کا باعث ہوتے ہیں اور پھر جب جنگ کے شعلے ایک بار بھڑک اُٹھیں اور جنگ بین الاقوامی صورت اختیار کر جائے تو پھر یہ کہنا بہت مُشکل ہو جاتا ہے

کہ ایٹم بم استعمال نہ ہوں گے۔

✿ ''حطمہ میں اُس کو اور اُس کے مال دونوں کو ڈالا جائے گا''۔ تفسیر الکبیر)

✿ یہ بھی ایک بڑی واضح بات ہے سائنس دان حساب لگاتے رہتے ہیں کہ اتنی اتنی طاقت کا ایٹم بم اتنا اتنا نقصان املاک کو پہنچاتا ہے اتنے گھر تباہ کرتا ہے اتنے لوگوں کو بے گھر کرتا ہے۔ ایٹم بموں کی بارش جب ہوتی ہے تو شہروں میں بسنے والے نفوس کے ساتھ اُن کا مال بھی ایٹمی بم کے شعلوں کی نذر ہو جاتا ہے یا دھماکے سے پیوندِ زمین ہو جاتا ہے اور وہ جو کہا گیا ہے لینبذن کہ اُس کے ساتھ اُس کے مددگاروں کو بھی حُطمہ میں ڈال دیا جائے گا سو یہ بھی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ کس طرح ایٹم بم نہ دوستوں کو چھوڑتا ہے نہ دشمنوں کو نہ مددگاروں کو۔ اعاذنا الله منها ومن سائر وجوه العذاب.

✿ (۳) ''لینبذن میں نبذ (پھینکنا) کا استعمال اہانت پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ وہ مال جمع کرنے والا کافر اپنے آپ کو صاحب عظمت سمجھتا ہے۔ (تفسیر الکبیر) آج دنیا میں امیر اور مہذب قومیں اپنے آپ کو بہت ہی معزز اور عظیم سمجھتی ہیں مگر جو مٹی ایٹمی حملے میں شہروں کی اور شہریوں کی پلید ہوتی ہے اُس سے توبہ بھلی۔ ایٹم بم کا دھماکہ اس بری طرح سے لوگوں کو اُچک کر پھینکتا ہے کہ کوئی کسی کو کیا پھینکے گا اور پھر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر جب طوفانی رفتار سے ادھر ادھر اُڑ کر لوگوں کے سروں اور چہروں پر لگتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیلیں کسی پر کیا جھپٹیں گی۔ آہ۔ بے چاری انسانیت یہ تھا تیرا انجام۔ افسوس۔ در۔ افسوس۔

✿ حُطمہ کے متعلق تفسیری نکات

✿ (۱) ''حُطمہ آگ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسے کہ اسکو جہنم سقر اور لظی کہا گیا ہے''۔ (تفسیر الکبیر۔ تفسیر طبری)

✿ (۲) ''حُطمہ آگ کے ایک طبقے کا نام ہے''۔ (تفسیر القران العظیم)

(۳) ''یہ آگ کا دوسرا درجہ ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

(۴) ''تحطم ای تکسر یعنی توڑ پھوڑ دیتی ہے''۔ (تفسیر الجلالین)

(۵) ''مبرد نے کہا یہ ایسی آگ ہے کہ جو شے بھی اس میں ڈالی جائے اُسکو ریزہ ریزہ کر ڈالتی ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

(۶) ''میرا گمان ہے کہ اس کا نام حُطَمہ اس لئے رکھا گیا کہ اس میں جو چیز ڈالی جائے اُسے زرہ زرہ کر ڈالتی ہے جس طرح کہ پیٹو آدمی کو کہتے ہیں رجل حطمہ''۔ (تفسیر طبری)

(۷) ''جو چیز بھی اس میں ہو اُسے پیس ڈالتی ہے''۔ (تفسیر القران العظیم)

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ''فرشتہ کافر کو پکڑے گا پھر اس کی پیٹھ کو توڑ دے گا۔ جس طرح لکڑی گھٹنے پر رکھ کر توڑی جاتی ہے پھر اس کو آگ میں پھینک دے گا''۔ (تفسیر الکبیر)

(۹) ''مقاتل نے کہا۔ وہ آگ ہڈیوں کو توڑ ڈالتی ہے گوشت کھا لیتی ہے حتی کہ دلوں پر حملہ آور ہوتی ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

(۱۰) ''رجل حطمہ سخت پیٹو آدمی کو کہتے ہیں جو پوری قوم کی خوراک چٹ کر جاتا ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

(۱۱) ھمزہ اور حطمہ میں مشابہت

(ا) ''فرمایا اگر تو ھمزہ لمزہ (چغلخور اور عیب جو) ہے تو تیرے پیچھے حطمہ ہے''۔

(ب) ''ھمزہ لمزہ آنکھ توڑ کر (آنکھ سے اشارہ کر کے) لوگوں کو پستی میں گراتا ہے اور حُطمہ ھمزہ کو توڑ کر جہنم کی پستی میں ڈالتا ہے''۔

(ج) ''ھمزہ تو صرف آنکھ سے اشارہ ہوتا ہے۔ مگر حُطمہ تو کچھ بھی نہیں چھوڑتا''۔

(د) ''ھمزہ (غیبت کرنے والا) لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور حُطمہ آگ کا نام بھی ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ جلد اور گوشت کو کھاتی ہے''۔ (تفسیر الکبیر)

۞ تطبیق

۞(۱) ''حطمہ آگ کے ناموں میں سے ایک نام ہے کہ اس کو جہنم سقر اور لظی کہا گیا ہے''۔(تفسیر الکبیر۔تفسیر طبری)

۞ حُطمہ آگ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کا نام ایٹمی آگ ہے۔ حُطمہ یعنی نارِ حِطمیٰ اور اس ترکیب یعنی نارِ حِطمیٰ کا ترجمہ ٹھیک ٹھیک ایٹمی آگ ہے جسے انگریزی میں اٹامک فائر Atomic Fire کہا جاتا ہے۔

۞(۲) ''حطمہ آگ کے ایک طبقے کا نام ہے''۔(تفسیر القران العظیم)۔

۞ حُطمہ یعنی ایٹمی آگ واقعی آگ کا ایک طبقہ ہے اور عام آگ سے الگ خواص کا حامل ہے اس کی پیدائش عام آگ سے مختلف طریقے پر ہوتی ہے۔ایٹمی آگ کے ساتھ لازماً تابکاری شعائیں پیدا ہوتی ہیں جو عام آگ کا خاصہ نہیں۔ایٹمی آگ کے دو حصوں میں سے پہلا حصہ جو ایٹمی دھماکہ ہوتے ہی ہیٹ فلیش Heat Flash شعاع کش شعلہ انسان کے سارے بدن کو جلانے کی مہلت نہیں پاتا صرف کھال کو جلاتا ہے مگر دل پر چڑھ کر انسان کو ہلاک کرتا ہے اور ایٹمی آگ کا دوسرا جزو یعنی تابکار شعائیں عام آگ سے بالکل مختلف خواص کی حامل ہیں۔ وہ ہڈی کے گودے میں داخل ہو کر خون کے راستے دل پر حملہ آور ہوتی ہیں۔

۞(۳) ''حطمہ آگ کا دوسرا درجہ ہے''۔(تفسیر الکبیر)

۞ ایٹمی آگ کا ٹمپریچر کروڑوں درجہ سنٹی گریڈ تک ہوتا ہے۔ جو انسانی تخیل سے بالا کی چیز ہے۔

(۴) ''تحطم ای تکسر یعنی توڑ پھوڑ دیتی ہے''۔(تفسیر الجلالین)

۞ ایٹمی آگ ایٹم اور خلئے اور ہر چیز کو توڑ پھوڑ ڈالتی ہے۔

(۵) مبرد نے کہا۔''یہ ایسی آگ ہے کہ جو شے بھی اس میں ڈالی جائے اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالتی ہے''۔(تفسیر الکبیر)

جن لوگوں کو ہیروشیما اور ناگاسا کی کے ایٹمی حملے کے متعلق کچھ بھی معلومات ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس طرح ایٹمی آگ جو چیز بھی اس میں ڈالی جائے۔ اُسے زرہ زرہ کر ڈالتی ہے بلکہ یہ آگ مادے کے ایٹموں تک پہنچ کر ایٹموں کو زرہ زرہ کر دیتی ہے ۔عام آگ کسی چیز کے ایٹموں کو نہیں توڑتی۔کوئی ان شہروں کی بلڈنگوں کو ریزہ ریزہ ہو کر پیوندِ زمین ہوتے یا ہوا میں اُڑتے دیکھے۔جن شہروں میں ایٹمی دھماکہ کیا جائے بلکہ لوہے کے شہتیروں کو گیس بن کر ہوا میں تحلیل ہوتا دیکھے تو اُسے ان مفسرین کرام کی اس تشریح کی صحیح سمجھ لگے کہ ایٹمی آگ کے زرہ زرہ کر دینے والی خاصیت کے متعلق جو اُنہوں نے فرمایا وہ حیرتناک حد تک حقیقت کی سچی تصویر ہے اور پھر وہ دیکھے کہ کس طرح یہ آگ زمین کے ایک ٹکڑے کو اکھاڑ کر آسمانی بلندیوں تک لے جاتی ہے اور وہاں سے نیچے پٹکتی ہے اور کس طرح سمندر ایک ہنڈیا کی طرح اُبلنے لگتے ہیں تو اُسے آج چودہ سو برس بعد ایٹمی دھماکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد اُن پیچیدہ ترین کوائف کا علم حاصل ہوگا جو چودہ سو برس پہلے ان تربیت یافتگانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحانی صداقتوں کے آئینے میں جھانک لئے تھے۔

(۶) اور اُس کی حیرانی بجا ہوگی جب وہ طبری علیہ الرحمہ کو صدیوں پہلے یہ کہتے ہوئے سنے گا کہ "میرا گمان ہے کہ اس کا نام حُطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اس میں جو چیز ڈالی جائے اُسے زرہ زرہ کر ڈالتی ہے جس طرح کہ پیٹو آدمی کو کہتے ہیں رجل حطمہ"۔ اس پیٹو والی حقیقت کو ہم شق ۱۰ میں بیان کریں گے۔ یہاں اتنا کہیں گے طبری علیہ الرحمہ کے اس قول سے جو بات مترشح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کس طرح قرانی سمندر کا ہر قطرہ یعنی قرانی عبارت کا ہر لفظ اپنی جگہہ معانی کے لحاظ سے نگینے کی طرح جڑا ہوا ہے اور کس طرح مفسر حضرات ان الفاظ کی تحقیق وجستجو کیا کرتے تھے۔

(۷) "جو چیز بھی اس میں ڈالو اُسے پیس ڈالتی ہے"۔ (تفسیر القران العظیم) اور اس کے پیسنے کا انداز یہ ہے کہ گرمی کی شدت سے ہر چیز کی بنیادی ساخت کو توڑ

پھوڑ کر گیس کی صورت ہوا میں اڑا دیتی ہے۔ اور ایٹمی ساخت کے باریک ترین زروں یعنی ایٹم کے الیکٹرانز پروٹانز اور نیوٹرانز کو گڈمڈ کر کے کسی عنصر کی قلب ماہیت کر سکتی ہے۔

✿ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرشتہ کافر کو پکڑے گا پھر اس کی پیٹھ کو توڑ دے گا جس طرح لکڑی گھٹنے پر رکھ کر توڑی جاتی ہے پھر اس کو آگ میں پھینک دے گا"۔ (تفسیر الکبیر)

✿ اس مثال کی حقیقت کو کما حقہ سمجھنے کے لیئے ہمیں بم کے دھماکے کے سائنسی اصول کو سمجھنا ہوگا کہ کس طرح دھماکہ چیزوں کو توڑتا ہے۔ دھماکے کی لہر کا اولیں اثر کسی عمارت پر ایک بہت بڑے ہتھوڑے کی ضرب کا سا ہوتا ہے جب دھماکے کی لرزہ افگن لہر SHOCK WAVE عمارت کی دوسری جانب پہنچتی ہے تو عمارت مکمل طور پر لہر کے گھیرے میں ہوتی ہے۔ اس وقت دھماکے کے دباؤ کا کام اس عمارت کو دبا کر اسے کچل دینا ہوتا ہے۔ اب دیکھیئے کہ دھماکے کا یہ عمل لکڑی کو گھٹنے پر رکھ کر توڑ دینے کے کتنا مشابہہ ہے۔ دھماکے کی لہریں عمارت اپنے گھٹنوں میں دبا کر توڑ دیتی ہے عام بارودی بم کے دھماکے کی لہر انسان کی کمر کو توڑ نہیں سکتی کیونکہ آدمی کا جسم ہوا میں چلنے والی دھماکے کی لہر کے اثرات کو برداشت کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے مگر بڑی قوت والے ایٹم بم محض دھماکے کی لہر سے انسانی جسم کو خطرناک نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انسان کے پھیپھڑوں سے خون جاری ہو جاتا ہے اور کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں۔ منہ اور ناک کے راستے خون رواں ہو جاتا ہے اور جسم کے اندر بھی جریان خون ہو جاتا ہے کیونکہ سارا جسم اندر سے کچلا جاتا ہے اور ٹوٹ جاتا ہے۔ مقاتل نے کہا "وہ آگ ہڈیوں کو توڑ ڈالتی ہے گوشت کھا لیتی ہے حتی کہ دلوں پر حملہ آور ہوتی ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

✿ میرے خیال میں ایٹمی آگ کے دوسرے جز یعنی تابکار شعاؤں کے اثرات کی

اس سے بہتر اور اس سے مکمل تفسیر ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ سنئے :۔

❁ اگرچہ بم کے دھماکے سے گرنے والی عمارتوں میں موجود انسانوں کی ہڈیاں ٹوٹ سکتی ہیں لیکن یہاں اس حقیقت کا نہیں بلکہ ایک اور حقیقت کا بیان مقصود ہے۔ ایٹمی توانائی اور ایٹمی دھماکے سے پیدا ہونے والی تابکار شعائیں طبعاً انسانی جسم کے اندر ہڈیوں پر حملہ آور ہوتی ہیں بلکہ سائنس دان ان شعاؤں کو بون سیکرز bone seekers یعنی ہڈی کو تلاش کرنے والی کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ شعائیں ہڈیوں کو باریک سوئیوں کی طرح چھید کر لاکھوں کی تعداد میں ہڈی کے گودے پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ اور گودے کو تہس نہس کر ڈالتی ہیں اور اُسے بالکل ناکارہ کر دیتی ہیں۔ اب ہڈی کے گودے کا کام خون پیدا کرنا ہوتا ہے لیکن اس حملے کے بعد یہ گودا خون پیدا کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ یہ شعائیں خون پر بھی حملہ آور ہوتی ہیں اور خون کے سرخ اور سفید زروں کو تباہ کر کے خون کو بالکل مفسد بنا دیتی ہیں۔ یہ خون بدن کو پرورش کرنے والے مادے کی فراہمی نہیں کر سکتا لہذا گوشت گلنا شروع ہو جاتا ہے اور انسان محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہو کے رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ شعائیں دل پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ دل ایک شدید قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خون کی سپلائی صرف بند ہی نہیں ہو جاتی بلکہ جو مقدار خون کی اسے ملتی ہے وہ زہریلی ہوتی ہے اور اس طرح دل کے لئے سخت کوفت کا باعث ہوتی ہے۔

❁ (۱۰) "رجل حطمہ"۔ حطمہ آدمی سخت پیٹو آدمی کو کہتے ہیں جو پوری قوم کی خوراک کو چٹ کر جاتا ہے"۔ (تفسیر الکبیر)

❁ حُطَمَہ ایٹمی آگ واقعی پیٹو ہوتا ہے اور یہ دور بھی سخت پیٹو دور ہے۔ پیٹو دور کے لئے پیٹو حُطَمَہ بنا اور اس دور کے پیٹو ہونے میں کون سا شک باقی رہ گیا ہے۔ روئے زمین کا چپہ چپہ زیر کاشت ہے مگر پھر بھی بھوک نہیں مٹتی۔ وہ معادنی ذخائر جو جب سے انسانی تاریخ شروع ہوئی ہے محفوظ پڑے تھے اور جو ہزاروں لاکھوں سال تک اگلے زمانوں

کے خرچ کے مطابق انسانیت کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ایک صدی سے بھی کم عرصے میں خرچ ہو چکے ہیں۔اب اندازے ہیں کوئی کہتا ہے تیل کے ذخائر دوسو پچاس سال کے اندر، تو کوئی کہتا ہے پچاس سال کے اندر ختم ہو جائیں گے۔یہی حال دوسرے معدنی ذخائر کا ہے۔جنگلی جانور جنگلوں سے معدوم ہو رہے ہیں۔سمندر کی مچھلیاں خدا کی پناہ مانگ رہی ہیں۔جنگلات ختم ہو گئے ہیں۔دنیا میں لاکھوں دودھ دینے والے جانوروں کا دودھ ناکافی ہو رہا ہے۔غرضیکہ جو چیز بھی دیکھو کم سے کم تر ہوتی جاتی ہے البتہ دو چیزوں کی افراط ہے آبادی کی اور مسائل کی۔اسی طرح حُطَمہ (ایٹمی جہنم) بھی سخت پیٹو ہے۔ایٹمی جنگ اس کے پیٹو ہونے کے کچھ ثبوت مہیا کرے گی۔یہ شہروں کے شہر ملکوں کے ملک کھا جاتا ہے اور ڈکار تک نہیں لیتا۔مٹی زمین پہاڑ جنگل جو بھی اس کی لپیٹ میں آتا ہے اس کے پیٹ میں اُتر جاتا ہے۔اور یہ بات صرف ایٹم بم اور ایٹمی جنگ تک ہی محدود نہیں۔مجرد ایٹمی توانائی کا بھی یہی وطیرہ ہے۔اس کا رواج عام ہونے دیں آپ اس کے پیٹ کی وسعتوں کا کچھ اندازہ کر سکیں گے بہت جلد دنیا کی آبادی کو یہ توانائی چن لے گی۔البتہ ساتھ ہی مسائل کی تعداد میں بھی کمی کر دے گی صرف ایک ہی مسئلہ انسانیت کے لئے رہ جائے گا اور وہ یہ کہ کس طرح اس عذاب زدہ زندگی سے رہائی پا کر اس ایٹمی دنیا کو خیر باد کہا جائے۔

(۱۱) ''ھُمزہ اور حطمہ میں مشابہت'' (تفسیر الکبیر)

✪ ''اگر تو ھُمزہ ہے تو تیرے پیچھے حُطَمہ ہے''۔

✪ ''اگر تو ھُمزہ ہے تو تیرے پیچھے حطمہ ہے'' کے معنی یہ ہیں کہ ھُمزہ سبب ہے اور حُطَمہ اُس کا نتیجہ ہے جیسے کہ کہا جائے اگر تو زہر کھائے تو تیرے لئے موت ہے جس طرح زہر کا تعلق موت سے اور جرم کا تعلق جیل سے ہے۔اسی طرح ھمزہ کا تعلق حُطمہ سے ہے اور اگر آج کی انسانیت میں ھُمزہ والی صفت کے علاوہ مال جمع کرنے اور مال کو ہمیشہ رکھنے والا گمان کرنے کی صفت بھی موجود ہے تو یاد رکھئے دینا کی کوئی طاقت

اُسے ایٹمی جہنم سے نہیں بچا سکتی۔ الا آنکہ ان خصائل کی اصلاح کی جائے اور دولت کے بجائے دولت دینے والے خدا کو خدا مانا جائے۔

(ب) '' ھُمزہ آنکھ کو توڑتا ہے یعنی آنکھ سے اشارہ کرتا ہے اور اس طرح لوگوں کو پستی میں ڈالتا ہے اور اس کے بدلے میں حُطمہ ھُمزہ کو توڑتا ہے اور جہنم کی پستی میں ڈالتا ہے''۔ یہی کچھ ایٹمی آگ کرتی ہے۔

(ج) '' ھُمزہ تو صرف آنکھ سے اشارہ ہوتا ہے مگر حُطمہ تو کچھ بھی نہیں چھوڑتا''۔

ھُمزہ بھی آنکھ مارتا ہے اور ایٹم بم بھی آنکھ مارتا ہے لیکن ھُمزہ کی آنکھ سے تو معمولی نقصان ہوتا ہے اور ایٹم بم جب آنکھ بند کر کے کھولتا ہے تو کچھ بھی نہیں رہتا

(د) '' ھُمزہ غیبت کرنے والا لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور حُطمہ آگ کا نام بھی اس حیثیت سے ہے کہ وہ جلد اور گوشت کو کھاتی ہے''۔

جس طرح حُطمہ کی آگ جلد اور گوشت کو کھاتی ہے اُس کا بیان اوپر ہو چکا اور یہ خاصیت ایٹمی آگ کی ایک بنیادی امتیازی خاصیت ہے۔

تفسیر الجلالین میں حُطمہ کے بیان میں لکھا ہے کہ حُطَمَہ کو ھُمزہ سے لفظی اور معنوی مناسبت ہے۔ لفظی مناسبت اس طرح کہ ھُمزہ اور حُطمہ ہم وزن ہیں نیز تفسیر الکبیر میں لکھا ہے کہ ھُمزہ اور حُطمہ میں صوری اتحاد ہے یعنی ھُمزہ اور حُطمہ ہم وزن ہیں اور یہ کہ اس آگ کا نام حُطمہ اس لئے رکھا گیا کہ ھُمزہ کی طرح یہ بھی آدمیوں کا گوشت کھاتی ہے۔ تفسیرِ طبری میں طبری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: '' کہ میرا گمان ہے اسے حُطمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ جو کچھ اس میں ڈالا جاتا ہے اُسے توڑ پھوڑ دیتی ہے جس طرح پیٹو کو الحطمہ کہا جاتا ہے''۔ یہ اشارے واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ حُطمہ کا نام حُطمہ رکھنے کی صوری اور معنوی وجوہ ہیں۔ حُطمہ کی جگہ کوئی دوسرا ہم معنی لفظ اس کی جگہ استعمال ہوسکتا تھا مثلاً کَسَرَ کا لفظ بھی وہی معنی دیتا ہے جو حُطمہ دیتا ہے اور ان دونوں لفظوں کی صرفی گردان بالکل متوازی چلتی ہے۔ حَطَمَ، کَسَرَ، حَطَّمَ (ط پر شد)،

كَسَّر (س پر شد)، تحَطَّمَ (ط پر شد)،تکَسّرَ(س پر شد)، انحَطمَ انکَسر، انحطام، انکسَار، حَاطم، كَاسِرِ حِطمہ، كِسرة اور یہ تمام الفاظ ایک دوسرے کے بالکل ہم معنی ہیں۔لہٰذا حُطَمَہ کی جگہ کُسَرہ کہا جا سکتا تھا لیکن اس طرح وہ صوری اور لفظی فائدہ جو حُطَمَہ کے استعمال سے۔ھُمَزہ اور حُطَمَہ میں صوتی مماثلت پیدا کرنے کے لئے متوقع تھا وہ حاصل نہ ہوتا۔یہی مفسرین حضرات کی اس امر میں منشا ہے اور حکمت میں رچی بسی ہوئی ہے۔لیکن اس صوتی مماثلت کا ایک اور پہلو بھی ہے اور یہ پہلو مرور زمانہ کے ساتھ اور زندہ حقائق کی روشنی میں سامنے آیا ہے۔حُطَمَہ کے لفظ کو اٹامک کے لفظ سے بھی قریبی مماثلت ہے اور یہ مماثلت صوتی بھی ہے اور معنوی بھی۔حطمہ کی ترکیب حطم سے مشتق ہے اور حطم سے اسم حطمہ بنتا ہے۔حطمہ ایٹم کا ہم صوت ہی نہیں ہم معنی بھی ہے کیونکہ حطمہ کا معنی ذرہ ذرہ کرنا ہے جو ایٹم کا مماثل ہے۔اس موضوع پر مکمل بحث اس کتاب کے اوائل میں ہو چکی ہے۔یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ حُطَمَہ کے لفظ کا استعمال اس مقام پر جہاں پر ہوا ہے۔ قرآن کریم کا ایک کھلا معجزہ ہے۔لوگوں نے ایٹم بم کی تخلیق کو سائنس کا ایک محیر العقول معرکہ قرار دیا لیکن ایک معمولی فہم و ادراک کا مالک بھی یہ سمجھنے سے قاصر نہ ہو سکے گا کہ قرآن کریم کی ایٹم بم اور ایٹمی آگ کے بارے میں یہ پیشین گوئی سائنس کے اس معرکے سے بہت بڑھی ہوئی ہے اور یہ کہ یہ بات معرکہ نہیں اسے معرکہ کہنا درست نہیں یہ ایک کھلا ہوا معجزہ ہے۔جس سے انکار کی گنجائش صرف اُس شخص کو ہو سکتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُس کی تنبیہیں بے اثر ہیں اور دوسری بات جو واضح ہے وہ یہ ہے کہ سائنس دان کے ایٹم بم سے قرآن کریم کا ایٹمی توڑ کہیں زیادہ طاقت ور ہے۔سائنس دان ایٹم بم کا رد نہیں بنا سکتے۔لیکن قرآن کریم نے اس کا موثر ترین رد پیش کر دیا ہے اور یہی اس انسانیت کی آخری اُمید کی شعاع ہے اگر انسانیت کو ایٹمی تباہی سے کوئی طاقت بچا سکے گی تو وہ یہی قرآن کریم کی معجزانہ پیشین گوئی ہے۔

قارعین کرام کو ان اولین مفسرین کرام اور اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بصیرت افروز مقام کا بھی کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا۔ یہ بات انہیں لوگوں پر صادق آتی ہے کہ مومن اللہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

یہ تو تھی حطمہ اور اٹامک کے الفاظ کی صوتی اور صوری مماثلت باقی رہی۔ ان دونوں کی معنوی یگانگت تو اُس کا ثبوت اُن خاصیتوں میں ملتا ہے جو قرآن حکیم نے حُطَمَہ کی بیان فرمادیں۔ خاصیتیں جو حُطمہ اور ایٹمی جہنم میں اس طرح مشترک ہیں کہ بال بھر بھی اُن میں فرق نہیں اور جنہیں ہم اس کتاب کے پہلے حصوں میں حتی المقدور بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

و ما ادرک ماالحطمه اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے کیا جانا کہ حطمہ کیا ہے۔ اس کے متعلق تفسیرین

تفسیر ابن عباس

''اور کیا جانا اے محمد کہ حُطَمَہ کیا ہے۔ یہ فرمایا حُطَمَہ کی عظمت جتلانے کو اور آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کی حقیقت کو بیان فرمایا''۔

تفسیر الجلالین

''اور کیا جانے تو اے محمد صلعم کیا ہے حُطَمَہ یہ استفہام انکاری ہے اور نفی کے معنوں میں ہے یعنی تجھے معلوم نہیں اندازہ اُس کی ھولنا کی کا اور جوز بردست تنبیہ اُس میں واضح ہے سوائے تیرے رب کی وحی سے''۔

تفسیر الکبیر

''اور ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ اللہ تعالی نے ھُمَز اور لُمَز کی دو صفتیں ذکر کیں اور ان کے مقابلے میں ایک اسم رکھا اور فرمایا تم اپنی طرف سے دو کے مقابلے میں میری طرف سے ایک لو پس (یہ ایک) ہی کافی و وافی ہوگا تو گویا سائل پوچھتا ہے کس طرح ایک شے دو کے مقابلے میں پوری ہو سکتی ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا۔ وما ادراک ما

لــحــطــمــہ. تجھے کیا خبر کہ حُطمہ کیا ہے۔تو یہ بات اس لئے کہی کہ تجھے اس ایک کی حقیقت معلوم نہیں۔(تفسیر طبری)

"اور کیا جانے تو اے محمد صلعم کیا ہے حُطمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کس چیز نے آپ کو آ گاہ کیا کہ حُطمہ کیا ہے پھر خود اس کی حقیقت کے بارے میں اطلاع دی"۔(تفسیر القران العظیم)

"اور تو کیا جانے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے حُطمہ"۔

تفسیر ختم

تطبیق

یہ بات تو ہے آخرت میں پائے جانے والے حُطمہ کی البتہ اس دنیا میں پایا جانے والا ایٹمی جہنم بھی اس درجہ ھولناک ہے کہ اُس کی ھولناکیوں کا بیان زبان وقلم کی دسترس سے باہر ہے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کے وہ بدنصیب جو ایٹمی بم سے موقع پر تو ہلاک نہ ہوئے وہ اس خوفناک سانحے کے بعد اس طرح ہو گئے گویا کہ گونگے ہیں منہ میں زبان ہے مگر چلتی نہیں۔ جب اُن سے واقعے کی تفصیلات حاصل کرنے کی غرض سے کوئی سوال پوچھتا تو وہ اس کی جانب اس طرح دیکھتے جیسے حیرت میں ڈوبے ہوئے موت کے منہ سے نکلے ہوئے بے زبان انسانوں کا ایک خوفزدہ گروہ ٹکٹکی باندھ کر شاکیانہ انداز سے دیکھتا ہے۔ وہ ہولناکی جو اُنہوں نے دیکھی تھی اُسے بیان کرنے کا اُنہیں یارانہ تھا بھلا عذابِ الٰہی کو کون بیان کرے۔

ایک اور سوال جو اس ضمن میں قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ بالفرض اگر قرآنِ کریم ایٹم بم کا نام لے کر ایٹمی دھماکے کی تفصیلات بیان کرتا مثلاً یہ کہ وہ ایک مسالے سے چلے گا۔ مسالہ تھوڑی سی مقدار میں ہوگا۔اور اُسے آگ دکھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جب وہ مسالہ پھٹے گا تو اَسی میل کے رقبے میں 80 میل سب عمارتوں کو پیوندِ زمین کر دے گا۔اور دھماکے سے پورے علاقے کو ہلا کے رکھ دے گا۔اور قریب والی عمارتوں کو

غبار کی طرح ہوا میں بکھیر دے گا۔ اور اُس ساری آبادی کو ختم کر دے گا۔ وہ دس میل کی بلندی تک اُٹھے گا اور پھر اس کا ستون دس میل اور اوپر اٹھ جائے گا۔ اُس میں سے اتنی آگ پیدا ہوگی کہ وہ شہروں کو بھسم کر کے رکھ دے گی۔ اُس میں سے تابکاری شعائیں نکلیں گی۔ جو انسان کے جسم میں داخل ہو کر اُسے اندر سے ریزہ ریزہ کر دیں گی۔ اور وہ ہوائی جہاز پر لاد کر لایا جائے گا۔ یہ جہاز چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر نوسو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اُڑے گا۔ وہ ایسا زمانہ ہوگا کہ اُس میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہوں گے۔ ریل گاڑیاں چلیں گی۔ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوگا کیمرے ہوں گے ٹیپ ریکارڈر ہوں گے۔ باتیں کرنے والی مشینیں ہوں گی۔ جسے گراموفون کہا جائے گا۔ توپیں ہوں گی، بندوقیں ہوں گی، تو پھر آپ ہی بتائیں کہ ایسی پیشین گوئی اُس دور میں اسلام کے لئے اور ایسی پیشین گوئی کرنے والے کے لئے کیا نتائج پیدا کرتی۔ وہاں تو صرف معراج کا معاملہ کئی ایک ضعیف العقیدہ مسلمانوں کے ارتداد کا باعث بنا۔ اور ایسی باتیں جو ہم نے اوپر لکھی ہیں۔ بے شک نا قابلِ قبول اور مضحکہ خیز ۔نعوذ باللہ قرار دی جاتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بات اس انداز میں کہی جیسے کسی چیز پر چادر کھینچ دی جاتی ہے کہ موجود بھی رہے پسِ پردہ بھی رہے۔ حتیٰ کہ بعد میں اپنے وقت پر وہ چادر اُٹھ جائے اور نیچے سے اصلی حقیقت نمودار ہو جائے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لکل نباء مستقر و سوف تعلمون ۔ ''ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور تم جان لو گے''۔ (6الانعام 67)

(نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ) (آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دل کو) اس کے متعلق تفسیریں:۔

تفسیر ابن عباس

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ. وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو کافروں پر مسلط کی گئی ہے۔ جو دلوں پر اچانک چھا جاتی ہے۔ ہر شے کو کھا جاتی

ہے حتیٰ کہ دلوں تک پہنچ جاتی ہے۔

۞ تفسیر الجلالین

۞ "اس کا قول (اللہ کی آگ)۔ آگ کی اضافت اللہ کی طرف آگ کی تفخیم اور عظمت کے لئے ہے۔ قولہ المسعر ہ۔ اس کو تشدید اور تخفیف دونوں طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے۔ یعنی ایسی سخت بھڑکائی ہوئی آگ ہے جس کے شعلے کبھی نہ بجھیں. (قولہ التی تطلع علی الافئدۃ.) یعنی دلوں پر چھا جاتی ہے اوران کو باختہ کردیتی ہے دلوں کا ذکر خاص کر اس لئے کیا کہ دل جسم میں سب سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور تھوڑی سی سختی عذاب سے بھی اس کو بہت زیادہ درد محسوس ہوتا ہے۔ یا اس لئے دلوں کا خصوصی ذکر کیا کہ دل بدعقیدگی اور نیابت فاسدہ کا محل ہے۔ اور بُرے اعمال کا منبع ہے۔ (قولہ المھا) یعنی دل اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دل بقیہ بدن کی نسبت زیادہ درد محسوس کرتا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ جب درد (تکلیف) دل تک پہنچ جائے تو وہ آدمی مرجاتا ہے۔ پس وہ لوگ بھی (جن کو یہ دردناک عذاب پہنچے گا)۔ مرنے والوں کی طرح ہوں گے۔ لیکن مریں گے نہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا۔ آدمی دوزخ میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔ محمد بن کعب فرماتے ہیں۔ کہ آگ ان کے تمام جسم کو کھا جائے گی۔ جب وہ دل تک پہنچے گی تو ان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ پھر آگ ان کو کھانا شروع کردے گی اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا۔

۞ تفسیر الکبیر

۞ "اور اللہ تعالی کا فرمان (نار اللہ) آگ کی اضافت تفخیم (عظمت) کے لئے ہے۔ یعنی یہ ایسی آگ ہے جو دوسری تمام آگوں جیسی نہیں۔ (الموقدہ) جو بھڑکائی گئی ہے جو کبھی نہ بجھے گی یا وہ آگ اس کے حکم سے بھڑکائی گئی ہے۔ اور اُس کی قدرت سے اور اس ضمن میں حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے۔ کہ تعجب ہے اس پر جو زمین پر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور آگ اُس کے نیچے بھڑک رہی ہے۔ اور حدیث شریف میں

ہے۔ کہ جلایا گیا اس کو ہزار سال، یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی، پھر اسے اور بھڑکایا گیا ہزار سال، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر اور ہزار سال بھڑکایا گیا یہاں تک کہ کالی سیاہ ہو گئی۔ اب وہ سخت سیاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ **التی تطلع علی الافئدہ** ۔ جو دلوں پر چڑھ جاتی ہے۔ جان لے کہ طلع الجبل واطلع علیہ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اس پر بلند ہو (یعنی اوپر چلا جائے)۔ پھر اس آیت کی تفسیر میں دو وجہیں ہیں۔ پہلی: آگ ان کے پیٹ میں داخل ہوگی حتی کہ ان کے سینوں تک پہنچ جائے گی اور دلوں پر چڑھ جائے گی۔ اور بدنِ انسانی میں دل سے زیادہ لطیف کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ کوئی زیادہ درد محسوس کرنے والی شے ہے۔ جب کہ اسے تھوڑی سی تکلیف بھی پہنچے تو پھر خیال کیجئے کہ اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ جہنم کی آگ دل پر چڑھ جائے گی اور اس کو گھیر لے گی۔ پھر دل آگ سے مغلوب ہونے کے باوجود جلتا نہیں۔ کیونکہ اگر جل جائے تو مر جائے اور یہی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ہے (وہ دوزخ میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا)۔ اور اطلاع (تطلع) کا مطلب یہ ہے کہ آگ گوشت سے دل کی طرف اتر آئے۔ (دوسری) دل کو اس کے ساتھ مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دل کفر اور عقائدِ خبیثہ اور نیاتِ فاسدہ کی جگہہ ہے۔ اور جان لو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "بے شک آگ دوزخیوں کو کھائے گی جب اُن کے دلوں پر پہنچ جائے گی ختم ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کی ہڈیاں اور گوشت لوٹا دے گا"۔

✿ **تفسیر طبری**

✿ "**نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدہ**". (اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو کہ دلوں پر چڑھ جاتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (کہ آگ ایسی ہے جس کا درد یا تکلیف یا تپش دلوں تک پہنچ جائے گی اور اطلاع اور بلوغ (تطلع میں) دونوں ایک ہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

✿ **تفسیر القران العظیم**

✿ ” نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئده“ وہ اُس کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر چڑھ جاتی ہے۔ ثابت بنانی نے کہا۔ وہ آگ ان کو دلوں تک جلا دے گی۔ حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔ پھر اُس نے کہا۔ تحقیق اُن کو عذاب پہنچ گیا۔ (سخت) پھر وہ رو دیا۔ محمد بن کعب نے کہا۔ آگ اُس کے جسم سے ہر چیز کھاتی رہے گی۔ جب اس کے حلق کے برابر دل تک پہنچے گی۔ تو اس کے جسم پر واپس لوٹ جائے گی۔ (تفسیر ختم)

✿ تطبیق

✿ ان تفسیروں میں بڑے بڑے نکتے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ”نار الله الموقدة۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ (تفسیر ابن عباس)

✿ اللہ کی بھڑکائی ہوئی اس طرح ہے کہ اللہ کے اصولوں کی نافرمانی ہوئی اور نافرمانی ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوئی۔ دوسری طرف وہ غلط خصلتیں جو ان لوگوں نے اختیار کیں۔ اُنہوں نے ایندھن کی صورت اختیار کر لی۔ آج دیکھ لو۔

(۲) نار اللہ۔ اللہ کی آگ۔ آگ کی اضافت اللہ کی طرف آگ کی تفخیم کے لئے ہے۔ ایسی شدید بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جس کے شعلے کبھی نہ بجھیں۔ (تفسیر الجلالین)

✿ تفخیم سے مراد یہاں ہولناکی کی شدت سے ہے۔ یہ ایسی آگ ہے جو کبھی نہ بجھے۔ اب آخرت میں جو حطمہ ہوگا وہ تو آخرت کے خلود کے اصول کے ماتحت جب ایک بار بھڑکا دیا جائے گا تو کبھی بھی نہ بجھے گا۔ مگر اس عارضی اور فانی دنیا میں بھڑکنے والا جہنم اس انداز میں تو ہمیشہ کے لئے نہیں بھڑکتا تاہم ایک لحاظ سے اس دنیا میں بھڑکنے والے ایٹمی جہنم کے شعلے بھی اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہیں۔ وہ یوں کہ اگر ایک بار ایٹم بم کو چلا دیا جائے تو جب تک اُس کی آگ اپنا پورا عمل مکمل نہیں کر لیتی۔ اُسے بجھایا نہیں جا سکتا اور یہ عمل وہ زیادہ سے زیادہ دس سیکنڈ میں ختم کر لیتا ہے۔ اور ایٹم بم کی آگ کا عمل یہ ہے۔ کہ فوراً ابتدائی شعلہ ہیٹ فلیش Heat flash نمودار ہوتا

ہے۔ پھر دھماکہ ہوتا ہے۔ جو آگ کا اثر ضرور لیکن ایٹم بم کی آگ کا حصہ نہیں۔ پھر تابکاری شعائیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ دس سیکنڈ کے وقفے میں ختم ہو جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ایٹمی دھماکے کے بعد خوفناک قسم کی آگ لگتی ہے جو شہروں کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہیں۔ لیکن یہ آگ اُس گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو ایٹمی دھماکے کے ساتھ ہر طرف پھیلی۔ اور اس کا تعلق ایٹمی آگ کے حقیقی اجزاء سے نہیں۔ دھماکہ بھی بم کے پھٹنے والی لہر سے پیدا ہوتا ہے اور شدت تو کروڑوں ڈگریوں کے ٹمپریچر سے واضح ہے۔

(۳) نار اللہ۔ یہ ایسی آگ ہے جو تمام دوسری آگوں جیسی نہیں۔ (تفسیر الکبیر) واقعی ایٹمی آگ عام آگ سے قطعی مختلف چیز ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی پیدائش ہی دوسری تمام آگوں سے مختلف طریقے پر ہوتی ہے۔ دوسری آگوں میں بالعموم کاربن یا کوئی گیس جلتی ہے۔ لیکن ایٹمی توانائی ایٹم کے اجزاء کو بکھیرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کا ٹمپریچر اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ کہ کسی دوسری آگ کے بارے میں اُس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ ایٹمی توانائی کا جزو لاینفک یعنی ریڈیائی تابکاری صرف ایٹمی توانائی کا ہی خاصہ ہے۔ یہ بات کسی قسم کی توانائی مثلاً کیمیکل یا الیکٹریکل توانائی میں نہیں کیونکہ ان میں ریڈیائی تابکاری کا وجود نہیں ہے۔ یہ بات کسی دوسری آگ میں نہیں۔

(۴) ''جلایا گیا اس (آگ) کو ہزار برس یہاں تک کہ سرخ ہوئی پھر ایک ہزار برس اور اس کو بھڑکایا گیا یہاں تک کہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار برس اور اسے بھڑکایا گیا یہاں تک کہ کالی سیاہ ہو گئی''۔ (تفسیر الکبیر)

یہ انکشاف بھی انتہائی تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ جس زمانے میں لوگوں کو چونے کی بھٹی میں جلنے والی سرخ آگ کے علاوہ کچھ علم نہ ہو۔ اُس زمانے میں ایسی بات کا کہنا ایک عجوبے سے کم نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آگ کی رنگت کو ٹمپریچر کے درجے سے گہرا

تعلق ہے۔ایک مشاق تھرموڈائنامیکل انجینئر آگ کی رنگت کو دیکھ کر ہی کسی حد تک آگ کے ٹمپریچر کا قیاس کر لیتا ہے۔لیکن یہ بات آج اس سائنس کے دور میں ہی ممکن ہوئی ہے۔ پُرانے زمانے میں یہ بات محال تھی۔یہ ایک عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہزار ڈگری ٹمپریچر پر آگ کی رنگت گدلی سرخ ہوتی ہے جب ٹمپریچر پندرہ سو سے اوپر اُٹھنا شروع ہوتا ہے تو آگ کی رنگت سفید ہو جاتی ہے اور پھر اُس سے اوپر والا درجہ نیلی رنگت کا ہے۔علی ھذ القیاس۔اور آگ اپنے ٹمپریچر کی اُٹھان کے دوران کئی رنگ بدلتی ہے۔

❁ **انھا علیھم موصدہ فی عمد ممددہ.** آگ ہے بند کی ہوئی ان پر لمبے لمبے ستونوں میں۔

❁ (تفسیر ابن عباس)

❁ "بند کی ہوئی ہے اُن پر لمبے لمبے ستونوں میں۔فی عمدِ ممددہ یعنی آگ کے ستون کافی گہرائی والے"۔

❁ **تفسیر الجلالین**

❁ " آگ سلنڈر کی شکل کے ستونوں میں بھڑکائی جائے گی۔گناھگاروں کو اُن کے بیچ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور پھر سلنڈر ڈھانپ دیئے جائیں گے"۔

❁ **تفسیر طبری**

❁ "**انھا علیھم موصدہ**" (یہ آگ ہے اُن پر بند کی ہوئی)

❁ (ا) دوزخ کے ایک حصے میں ایک آدمی ہوگا جو ہزار برس سے پکار رہا ہوگا یا حنان یا منان۔اللہ اپنے رحم سے جبرائیل فرشتے سے کہے گا جاؤ اور اس میرے بندے کو آگ سے نکال دو۔جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب جائے گا لیکن آگ کو اُن پر بند پا کر وہ واپس لوٹ آئے گا۔اور عرض کرے گا یا باری تعالیٰ آگ اُن پر بند ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔جاؤ اس کو کھول دو اور میرے بندے کو اس میں سے

باہر نکال دو۔ وہ آدمی اس طرح سے باہر نکال لیا جائے گا۔ اور اُسے جنت کے باہر ڈال دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بال، گوشت اور خون کو پھر سے اُگا دے گا۔

(۲) ''مجرموں کو پہلے سلنڈروں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پھر سلنڈر اوپر کی جانب بڑھائے جاتے ہیں''۔

فی عمد ممددہ۔ (لمبے لمبے ستون)

یہ آگ کے بڑے بڑے ستون ہوں گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کے متعلق روائت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم (صحابی) حُطمہ کی بحث کرتے اور یہ رائے ظاہر کرتے تھے۔ کہ وہ ایسے ستون ہوں گے جن کے ذریعے مجرموں کو آگ سے سزا دی جائے گی۔

❁ تفسیر القران العظیم

''فی عمد ممددہ'' لمبے لمبے ستون

بعض نے کہا کہ یہ ستون لوہے کے ہوں گے۔ دوسروں کی رائے یہ تھی کہ یہ آگ کے ہوں گے''۔

❁ تطبیق

❁ اس جدید دور کے باشندوں کے لئے اُٹھی ہوئی چمنیوں، بموں کے دھماکوں اور ایٹم بم کے کئی میل اونچے کھچے ہوئے ستونوں میں کچھ زیادہ تعجب کی بات نہیں۔ مگر چودہ سو برس پہلے عرب میں رہنے والے لوگوں کے ذہن کی کیفیت اس معاملے میں عجیب وغریب ہوگی۔ بہرحال اوپر کی جانب کھچتا ہوا ستون ایٹمی بم کے دھماکے کی ایک خاصیت ہے۔ اور یہ جو حضرت جریر طبریؒ نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا ہے کہ دوزخ میں اُس کے بال جھڑ گئے تھے۔ گوشت کھایا گیا تھا اور خون خشک ہو چکا تھا۔ یہی علامتیں تابکاری کے اثر سے بھی پیدا ہوتی ہیں۔ بال جھڑ جاتے ہیں۔ گوشت کھایا جاتا ہے اور خون خشک ہو جاتا ہے۔

﴿چھٹا باب﴾

ایٹمی آگ اور ایٹم بم کی پیدائش کے اسباب

قرآن حکیم نے ایٹمی آگ کی پیدائش کے تین اسباب گنوائے ہیں:۔

i) طعنہ زنی اور عیب جوئی

ii) دنیاوی مال اور دولت اکھٹا کرنا اور گن گن کر رکھنا۔

iii) دولت کی بے انتہاء محبت اور اُس کی ھمیشگی میں اعتقاد

بد قسمتی سے تینوں کے تینوں خواص دورِ حاضر کے بنیادی خواص ہیں۔ طعنہ زنی اور عیب جوئی کو پروپیگنڈے کا نام دے دیا گیا ہے۔ ہر وقت ہر جگہہ اور مسلسل دنیاوی مال و دولت کو جمع کرنا اس دور کی بنیادی خاصیت ہے۔ دولت کی اس حد تک پرستش کہ اسے لافانیت کی خاصیت عطا کرنے کے اہل قرار دینا بھی اسی دور جدید کی اساسی خاصیتوں میں سے ایک ہے۔ دنیاوی مال و دولت کی آرزو اگرچہ انسان کی فطرت میں ودیعت ہے تاہم جس مخصوص انداز اور جس عدیم النظیر حد تک اس کے حصول اور اس کے جمع کرنے کا اہتمام اس ماڈرن مادہ پرست دور میں ہُوا ہے۔ ایسا کبھی بھی کسی بھی دور میں نہیں ہوا تھا۔ دولت کا اقتدار اس دور میں اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ دولت دینے والے خدا کی جگہہ دولت ہی کو لائقِ پرستش سمجھ لیا گیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ تینوں عیب جو اُوپر بیان ہوئے ہیں۔ اس دور میں عیب ہی نہیں گردانے جاتے۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ ان کی سزا ایٹمی جہنم ہے۔ تو وہ بے چارہ ہرگز اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکے گا۔ اور وہ اپنے مذہب کی رُو سے ضروریاتِ زندگی کے حصول کے جواز کی سندات پیش کرنے لگے گا۔ بہر حال یہ جان لیا جائے کہ ان تینوں متذکرہ بالا عوامل کی عدم موجودگی میں کبھی بھی ایٹمی آگ کا انکشاف اور ایٹمی بم کی تعمیر نہ ہوسکتی۔ امریکی حکومت اگر رحم کی وجہ سے نہیں تو کم از کم دانشمندی کے تقاضوں کے طفیل کبھی بھی ایٹم بم جیسے غیر یقینی اور بے حد نا معقول پروجیکٹ کے لئے امریکی دولت وقف نہ کرتی۔

اگراُن کے پیشِ نظر یہ خیال نہ ہوتا کہ غالباً جرمنی کی خفیہ ہتھیار کی دھمکی یہی ایٹم بم کی دھمکی تھی ۔ اور اگر جرمنی ایسا بم بنانے میں کامیاب ہو گیا تو اتحادیوں کی تباہی اور شکست یقینی تھی ۔اس کے بعد امریکی حکومت کبھی بھی ہائیڈروجن بم بنانے کی کوشش نہ کرتی ۔اگر اُن کو یہ یقین نہ ہو گیا ہوتا ۔کہ روس ایٹم بم بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے ۔یہ بات یقیناً پروپیگنڈے سے پیدا ہونے والے باہمی عدم اعتماد کا نتیجہ تھی ۔اور مال و دولت کی خواہش اور حفاظت کے خیال کا بھی حصہ اس میں موجود تھا۔ نیز امریکہ کی جمع در جمع اور انبار در انبار دولت اور اعلیٰ ترین فنی اور سائنسی صلاحیتوں کے بغیر کبھی بھی ایٹم بم نہ بن سکتا تھا۔ یہ مال و دولت کی بہتات ہی تھی جس نے ایٹم بم جیسی دولت طلب شے کا بننا ممکن بنا دیا۔ اور اس طرح انسانیت کے نیست و نابود ہو جانے کا سامان مہیا ہو گیا۔ ایٹم بم کیا بلا ہے۔اس کا تھوڑا سا اندازہ جاپانی لوگوں کو ہے اور ایٹمی آگ کیا بلا ہے۔اس کا اندازہ اُن لوگوں کو ہو جائے گا جن کے درمیان یہ آگ اپنی پوری قوتوں کے ساتھ اپنی پوری صلاحیتوں کو اُجاگر کر رہی ہو گی ۔ابھی تک لوگ اسے دور کی کوڑی تصور کرتے ہیں ۔مگر سائنس نے دوریاں مٹا دی ہیں ۔اور وقت کے شہسوار کو برق رفتاری عطا کر دی ہے۔ اور اگلی بات یہ ہے کہ لوگوں نے دولت کو لا فانیت عطا کرنے والا سمجھ لیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ لوگوں نے ایٹمی توانائی برائے جنگ اور برائے امن کے مہلک اثرات کو سمجھنے کے باوجود ایٹمی توانائی اور ایٹمی بم سے آنے والی موت کے خیال کو پس پشت ڈال کر ایٹمی توانائی برائے امن سے استفادہ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ صرف اور صرف اس لیے کہ ایٹمی توانائی اُن کے دنیاوی مال و دولت میں ہونے والی متوقع کمی کو پورا کرنے کے امکانات کی حامل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جس زہریلے سمندر میں وہ کودنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔وہ انہیں استفادے کی مہلت دے یا نہ دے۔

۞ اس سے پہلے کہ ہم اس ضمن میں کچھ کہیں ایک خاص نکتہ جو بنیادی حیثیت کا حامل

ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایٹمی فنامینن (جو کہ ایٹم بم اور ایٹمی تباہی کی بنیاد ہے) کا انکشاف اس جدید سائنس کی مخصوص سڑک پر ایک لازمی پڑاؤ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے لازمی اسی مقام پر ہی منکشف ہوتا تھا۔ اور اس جدید سائنس کی سڑک اس جدید ترقی کی مخصوص سڑک کے ساتھ مل کر اور متوازی انداز میں چلتی رہی ہے۔ اور یہ دونوں ایک ہی پروگرام کے ماتحت باہمی طور پر ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہوئی ایک مخصوص لازمی منطقی منزل کی جانب بڑھی ہیں۔ یہ راہ اور یہ منزل اس کے سوا کوئی دوسری نہیں ہوسکتی تھی جو ہے یعنی ایٹمی مادہ پرستی کی راہ اور ایٹمی تباہی کی منزل۔ سائنس نے وہی انکشاف کیۓ۔ جو مادی ترقی میں معاون ہوسکتے تھے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے سہارے آگے بڑھیں۔

✿ سائنس کی دنیا سے اب ہم فلسفے کی دنیا میں داخل ہو رہے ہیں تا کہ وہ خاصیتیں جو قرآن کریم نے اُن لوگوں کی بیان فرمائی ہیں۔ جو ایٹمی جہنم کے مستحق ٹھہرے زیرِ بحث لائی جاسکیں۔ یعنی وہ اسباب جن کی بنا پر ایٹم بم بنا بیان کیۓ جائیں۔ وہ اسباب جنہوں نے سائنس کے انکشافات کو ایسے دھاروں پر ڈال دیا۔ جو منزل بہ منزل پٹڑی بہ پٹڑی چلتے ہوئے بالآخر اپنی حقیقی منزل یعنی ایٹمی جہنم تک جا پہنچے۔ قرآن کریم نے یہ اسباب اپنی پیشین گوئی کے شروع میں بیان کر دیئے۔ لیکن ہم نے ارادتاً ان کو ایٹمی جہنم کے بیان کے بعد زیرِ بحث لانا مناسب سمجھا تا کہ شائد قاری ایٹمی جہنم کے جملہ مظاہر سے کماحقہ واقفیت پیدا کر لینے کے بعد ان اسباب کو سمجھنے کے لئے آمادہ ہو جائے جو انجام کار اس درجہ تباہ کن امکانات کی صورت میں نمودار ہوئے۔ جنہوں نے انسانیت کو ایک عالم گیر اور عدیم النظیر بربادی کے کنارے لا کھڑا کیا۔ ایسا کنارہ جہاں سے ایک قدم آگے نیچے ایٹمی جہنم بے چاری خوفزدہ انسانیت کو دیکھ دیکھ کر غرا رہا ہے۔ ہاں وہی اسباب جو ان خوفناک مظاہر کی عدم موجودگی میں بالکل معمولی اور کسی اہمیت کے حامل متصور نہ ہوتے۔

✿ ایٹمی آگ کی پیدائش اور اس کے ثمر ایٹم بم کے ظہور کو ہرگز کوئی حادثاتی یا اتفاقی معاملہ نہ سمجھا جائے بلکہ یہ آفت اسباب و علل کے ایک مسلسل اور غیر منقطع عمل کی پیداوار ہے۔ ایک ایسا سلسلہ جس کی ہر کڑی نہائت واضح اور غیر مبہم انداز میں نمایاں ہے۔ اٹامزم کی پچیس سو سالہ تاریخ میں صرف دو موقعے ایسے آئے ہیں جن میں حادثاتی یا اتفاقی ہونے کا ہلکا سا اشتباہ ہوسکتا ہے۔ ان دو موقعوں میں سے پہلا موقع ہے 1895ء میں جرمن فزسسٹ رونجٹن Roentgen کے ہاتھوں ایکس رے کا اتفاقیہ انکشاف۔ دوسرا موقع وہ ہے جب فرانسیسی فزسسٹ بیکرل Becquerel نے اپنی تحقیق کے عنصر کے طور پر یورانیم نائٹریٹ Uranium Nitrate کو اُس وقت چُن لیا جب وہ ایکس رے اور اس سے پیدا ہونے والی چمک کے درمیان موجود تعلق کی تلاش میں مصروف تھا۔ یہی چناؤ 1896ء میں ریڈیائی تابکاری کے انکشاف کا باعث ہوا۔ لیکن کیا واقعی یہ دونوں واقعے حادثاتی یا محض اتفاقی تھے۔ وہ فلسفی جو زمین اور زندگی کے ظہور کو اتفاقی یا حادثاتی بتاتا ہے وہ تو شائید ان متذکرہ بالا دو واقعوں کو بھی اسی زمرے میں شامل کرلے گا لیکن ہمیں تو ان واقعوں میں اتفاق کا عنصر اس قدر ہی نظر آتا ہے جتنا کہ کبوتر پر باز کی جھپٹ کے پیچھے رہنما قوت کے کردار میں یا اُس قوت میں جو جاسوس کُتے کو چور کے گھر کا پتہ دیتی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کیوں نہ اتفاق نے مسٹر رونجٹن یا مسٹر بیکرل کو کسی ایسی چیز کے چناؤ یا انکشاف کی جانب ڈال دیا۔ جس میں غارت گری کے وہ خصائص موجود نہ ہوتے جو ایٹمی آگ میں موجود ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر جو تعلق ہم نے ایٹم بم اور اُس کی پیدائش کے اسباب کے متعلق لازم قرار دیئے ہیں وہ غلط قرار دیئے جاتے۔ ایٹم بم بے شک اٹامزم کے اُس درخت کا پھل ہے جو ڈیموکرٹس نے 500 قبل مسیح میں لگایا تھا یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اٹامزم کی اُس مرغی کا انڈا ہے جو ڈالٹن نے انیسویں صدی میں پالی تھی۔ اس انڈے کی ساری سرگذشت اول سے آخر تک یعنی حمل سے وضع حمل تک

ٹھیک ٹھیک ڈیلٹن سے لے کر اوپن ھیمر تک سارے اٹامسٹوں کے انکشافات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جب تک تو اٹامزم کے لئے جب یہ 2500 سال منصہء شہود پر آیا۔ ماحول ناسازگار رہا تو یہ دبا رہا لیکن صدیوں بعد جب حالات نے پلٹا کھایا اور آب وہوا اس کے لئے موافق ہوگئی تو اس کی نشوونما شروع ہوگئی اور یہ بڑھا اور پھل لایا۔ جب تک انسانی معاملات میں مذہب کا عمل دخل کافی رہا اور مذہب کی حیثیت ایک حکمران طاقت کی سی رہی ایٹامزم کے لئے کوئی موقع نہ تھا۔ لیکن جوں جوں مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑتی گئی اور مادہ پرستی کا قبضہ انسانی ذہن پر ہوتا گیا اور دولت جمع کرنے کی بڑھتی ہوئی ہوس نے دولت کی پرستش کا روپ دھار لیا اور ساتھ ہی طعنہ زنی اور عیب جوئی کی عادت اپنے کمال کی جانب رواں دواں ہوگئی تو اٹامزم کی مقبولیت کو چار چاند لگ گئے۔ اور یہ اپنے منطقی انجام یعنی ایٹمی جہنم کی جانب تیزی سے اپنی منزلیں طے کرنے لگ گیا۔ وہ تین خصلتیں جو قرآن حکیم نے ایٹمی جہنم (جس میں ایٹمی آگ اور ایٹم بم دونوں شامل ہیں) کی پیدائش کا سبب قرار دی ہیں۔ اور جن کی اصلاح کر لینے سے ایٹمی تباہی کے اثرات سے بچا جا سکتا ہے۔ اور ایٹم بم کے خطرات سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن حکیم کی پیشین گوئی قضائے مبرم اور مقدر کی صورت میں نہیں بلکہ ایک لحاظ سے ایک تنبیہ کی صورت میں ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔

✪ (i) "ویل الکل الھمزہ لمزہ" "خرابی ہے ہر طعنہ زن، عیب جوکی"۔ یہ سبب طعنہ زنی اور عیب جوئی کی عادت پر دلالت کرتا ہے اور اس دور کے انسانوں میں اکثر انفرادی اور اجتماعی طور پر یہ عادت جاری وساری ہے۔

✪ (ii) "جو دنیا کی دولت اکٹھی کرتا ہے اور اسے گن گن کر رکھتا ہے اور اسے باقاعدگی کے ساتھ بڑھاتا ہے"۔ اس کے معنی ہیں دولت جمع کرنے میں کلی انجذاب اور اس بات سے انکار کس کو ہوسکتا ہے کہ یہ دور دولت جمع کرنے کے کلی انجذاب کا

دور ہے۔اور وہ کون ہے جو آج دولت سمیٹنے کی فکر میں نہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ دولت دنیا میں جتنی بڑھ رہی ہے بھوک اور غریبی کا احساس اور حوادثِ زمانہ کا ڈر بھی ساتھ ساتھ اتنا ہی بڑھ رہا ہے۔

(iii) قرآن کہتا ہے۔"وہ سمجھتا ہے کہ دولت اسے لافانی بنا دے گی"۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دولت کی حُب نے اُسے اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ وہ سمجھنے لگا ہے کہ اُس کی دولت اُسے کبھی بھی مرنے نہ دے گی حالانکہ یہ طاقت تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ وہ کسی کو لافانی کر دے اور یا پھر اعمالِ صالح کے صدقے میں صالح مرد کو اُس کی موت کے بعد نیک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اور آخرت کو وہ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں میں رہے گا۔

اب واضح ہے کہ طعنہ زنی اور عیب جوئی باہمی رواداری باہمی اعتماد اور باہمی ہمدردی کی قاتل ہے۔انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی دنیاوی معاملات میں کامل مشغولیت نہ تو اللہ کی یاد موت کی یاد اور قیامت کی یاد کے لئے وقت ہی چھوڑتی ہے نہ ہی آرزو۔اور پھر خوب سوچئے اور بتایئے آج اس دنیا میں کتنے نفوس ہیں جنہوں نے دنوں میں ہفتوں میں سالوں میں کبھی ایک بار بھی موت کو یاد کر کے ایک آنسو بہایا ہے۔موت آج کس کو یاد ہے۔اگر کوئی ایسا بشر روئے زمین پر موجود ہو تو وہ زیارت کے قابل ہے۔دولت پر اس درجہ اعتماد کہ اُسے دیوی کا درجہ دے دیا جائے۔یقیناً دولت کے دینے والے خدا کی عظمت دل سے محو کر دے گا۔مولانا رومؒ نے ایسے نہیں فرما دیا۔

ہم خُدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

تو خُدا بھی چاہتا ہے اور یہ دنیا بھی چاہتا ہے یہ خیال ہے یہ محال ہے یہ جنوں ہے

لوگ روائتی قارون کی طرح دولت کو اپنی اہلیت کا پھل سمجھنے لگ گئے ہیں اور دینے

والے خُدا کا شکریہ دل میں نہیں لاتے۔ اور پھر دولت کو اسی دنیا میں لافانی کر دینے والی طاقت سمجھنے والے لازماً قیامت اور آخرت سے لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ اور جس نے قیامت کا انکار کیا اُس کا ایمان کب مکمل ہو سکتا ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے۔

یہ تینوں خاصیتیں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ ہمیں افسوس سے برملا کہنا پڑتا ہے کہ اس موجودہ دور میں اس فراوانی سے اور اتنے مختلف رنگوں صورتوں اور شکلوں میں موجود ہیں کہ اس دور کا مقابلہ اس معاملے میں ہم کسی بھی گذشتہ عہد سے کریں تو اس دور پر ان کیفیتوں کی اتنی گہری اتنی واضح اور اتنی مکمل چھاپ ہے کہ ہم بڑی احتیاط کے ساتھ ان کیفیتوں کو اس موجودہ دور کا خصوصی امتیاز تصور کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس دور کے بندوں کو یہ حقیقت معلوم ہوتی کہ محض ان ہی خاصیتوں کی وجہ سے ان کا یہ مہذب دور ایٹمی جہنم کے کنارے کھڑا کانپ رہا ہے اور کل کلاں اگر ہوس کے ایک جھونکے نے ان کو ایٹمی جہنم میں دھکیل دیا تو کس قدر افسوس کھائیں گے اور کس تاسف کے ساتھ کہیں گے کاش ہم نے ہوش کیا ہوتا اور ہم ان خصلتوں سے دور رہے ہوتے اور آج اس تباہی کا منہ نہ دیکھتے۔ اور اے کاش ہم نے نہ ایٹمی توانائی ہی بنائی ہوتی نہ ہی ایٹم بم بنائے ہوتے۔ تھوڑے پر شاکر رہتے اور زیادہ کی ہوس نہ کرتے۔ اور کاش کہ آج اور ایٹمی جنگ کی ابتداء سے پہلے ہی وہ جان لیتے کہ وہ خاصیتیں جو قرآن حکیم نے اس امر میں بیان کر دیں اگر ان لوگوں میں نہ ہوتیں تو ایٹم بم بنتا نہ ایٹمی توانائی ہوتی۔ جان لیں کہ امریکہ کے لوگ کبھی بھی اتنے بے رحم اتنے سنگدل اور انسانیت سے اتنے بعید نہ تھے کہ خُدا کی مخلوق کی تباہی کے لئے ایٹم بم جیسا تباہ کن ہتھیار ایجاد کرتے۔ (یہ بات اُن کو بہت بعد میں معلوم ہوئی کہ ایٹم بم خود اُن کو بھی تہس نہس کر دے گا اور ہو سکتا ہے کہ بم اُن کا اپنا ہی چلایا ہوا ہو جو اُنہوں نے دشمن کے ملک میں پھینکا)۔ یقیناً امریکہ کے لوگ اس درجہ ظالم اور سفاک نہ ہو سکتے تھے کہ جس عالم گیر بربادی کا اتنا مہلک طریقہ اختیار کرتے اگر اُس وقت اُن کو یہ گمان نہ ہوتا کہ

غالباً جرمنی ایٹمی بم بنانے کی تیاری میں مصروف ہے۔ اور اگر اُس نے یہ تباہی کا دیو تیار کرلیا تو پھر اتحادیوں کی خیر نہیں۔ نہ ہی امریکی ہائیڈروجن بم بناتے اگر اُن کو معلوم نہ ہوجاتا کہ اُن کے ایٹم بم کے مقابلے میں روس نے ایٹم تیار کرلیا ہے۔ نہ ہی روسیوں نے ایٹم بم جیسا خوفناک ہتھیار بنانے کی کوشش کی ہوتی اگر اُنہوں نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرتے نہ دیکھ لئے ہوتے۔ روسیوں نے امریکیوں کی یہ برتری توڑنے کے لئے سعی بسیار کے بعد ایٹم بم بنالیا۔ اب آپ یہ اندازہ لگائیں کہ یہ ساری کاروائی باہمی بے اعتمادی کی بنا پر ہوئی اور باہمی بے اعتمادی ہی کے صدقے میں دنیا نے دنیا کا خطرناک ترین ہتھیار دیکھا۔ اور باہمی بے اعتمادی طعنہ زنی اور عیب جوئی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس طرح قرآن کی بتائی ہوئی پہلی بات پایہء اثبات کو پہنچی۔ پھر جان لیں کہ امریکہ کی بے پناہ بدوں از حدوشمار دولت کے بغیر کبھی بھی ایٹمی توانائی یا ایٹمی بم نہ بنایا جاسکتا۔ وہ دولت دن رات امریکی قوم نے جمع کی پھر بینکوں میں گن گن کر رکھی۔ پھر بڑے بڑے مادی منصوبے بنائے۔ اور دن بدن اپنی دولت بڑھائی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ماضی کے کسی بھی دور میں روئے زمین کے شہنشاہ، بادشاہ، رئیس اور سیٹھ ساری دولت کو اکٹھا ڈھیر کردیتے اور چاہتے کہ اُس سے تحقیق کے ذریعے ایٹمی توانائی کا گُر معلوم کیا جائے اور پھر ایٹم بم بنایا جائے تو وہ اُس ساری دولت سے ایٹم بم کا ایک پنجہ بھی نہ بنا پاتے۔ اور یہ وہ دوسری بات ہے جو قرآن نے فرمائی اور پایہء اثبات کو پہنچی اور تیسری بات جو قرآن نے اس ضمن میں فرمائی ہے کہ دولت کا اعتبار الوہیت کے مدارج تک پہنچا ہوا ہوگا۔ اُس کے متعلق اس قدر کہنا کافی ہے کہ یہ اُسی اعتبار کی وجہ سے ہے کہ دولت ہمیں کبھی مرنے نہ دے گی۔ کہ انسان ایٹمی توانائی اور ایٹم بم کی متوقع اور امکانی تباہ کاریوں کی حدود سے آشنا ہونے کے باوجود ایٹمی توانائی اور ایٹمی بموں کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں۔ یاد رکھئے ۔ وہ خاصیتیں جو قرآن نے اس ضمن میں بیان کی ہیں۔ اُنہوں نے موجودہ انسانیت

کو نشے میں دھت کر کے اور زنجیروں میں جکڑ کر اندھا بھی اور مجبور بھی کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ انہیں ایٹمی جہنم نظر نہیں آ رہا اور یقیناً یہ لوگ ایسے ہی رہیں گے جب تک کہ یہ تین خصلتیں ان میں موجود رہیں گی۔ اور بالآخر یا تو وہ ان خصلتوں کی اصلاح کر لیں گے اور یا پھر ایٹمی جہنم کے شعلوں کے نذر ہو جائیں گے۔ اور وہ جو ایٹم بم کے شعلوں اور دھماکوں سے بچ جائیں گے اُن کو ایٹم بم کی ریڈیائی تابکاری کوہڑی کر کے چھوڑ دے گی ایک دردوالا کھوڑ اور کینسر لاعلاج پھر ان سائنس دانوں کو بلانا جواب طفل تسلیاں دے رہے ہیں۔ وہ خود یا تو لقمہ اجل بن کر نجات پا چکے ہوں گے۔ اور یا کوہڑیوں، عجیب الخلقت مخلوق کے ٹولے میں شامل ہو کر کفِ افسوس مل رہے ہوں گے۔ اور اپنی حماقتوں کو کوس رہے ہوں گے۔ لیکن افسوس کہ آج اس دنیا والوں کو ایٹمی جہنم کے متعلق کچھ نصیحت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اُس آدمی کو شراب کے بارے میں کچھ نصیحت کرنا جب کہ وہ نشے کی حالت میں ہو۔ اور ہچکیاں لے رہا ہو اور ہچکیوں کے درمیان کبھی ڈی لارا لارا گا رہا ہو یا کسی مفروضہ دشمن کو گالیاں بک رہا ہو۔ نصیحت یا حد تو اُس پر اُسی وقت کارگر ہو گی جب وہ ہوش کی حالت کی جانب پلٹے گا۔ لیکن ھیہات کہ ایٹمی جہنم کا یہ نشہ جس میں موجودہ دنیا مدہوش ہے۔ ایسا ہے کہ اگر اُترے گا تو ایٹمی جہنم کے شُعلوں میں جا کر اُترے گا البتہ اگر اللہ تعالیٰ خود اپنی مہربانی سے کوئی معجزہ رونما کر دے اور یہ لوگ ہوش میں آ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے تو سب کچھ ممکن ہے وگرنہ اب تو بقولِ حافظ

شب تاریک وبیمِ موج وگردابے چنیں حائل

والا معاملہ ہے اور ایٹمی جنگ کے شعلے ایک بار بھڑک اٹھے تو توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

✿ بدقسمتی سے طعنہ زنی اور عیب جوئی کی عادت ہمارے اس موجودہ دور میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ہر آدمی ہر دوسرے آدمی کو طعنہ زنی کر رہا ہے۔ ہر دوسرا آدمی

ہر تیسرے آدمی کی عیب جوئی میں مشغول ہے۔ اور ہر طرف پروپیگنڈا ہے۔ انفرادی طور پر اجتماعی طور پر خفیہ انداز میں اور برملا۔ البتہ ایک خاص بات جو ہمیں اس ضمن میں نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ نئے دور کی نئی باتوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ طعنہ زنی اور عیب جوئی کو بھی نیا انداز دیا گیا ہے۔ یعنی طعنہ زنی اور عیب جوئی کو مہذب کر دیا گیا ہے۔ اسے جامہ ءتہذیب میں ملبوس کر دیا گیا ہے۔ اور ایک خاص مہذب طریقے سے فرد فرد کے خلاف قبیلہ قبیلے کے خلاف قوم قوم کے خلاف دنیا دین کے خلاف عیب جوئی میں مصروف نظر آتا ہے۔ مگر کس لئے فقط اور فقط مال و دولت کے لئے دنیوی جاہ و حشم کے لئے۔ اگر نظرِ غائر سے دیکھا جائے تو آج دنیا کے ہر گوشے میں کسی نہ کسی انداز میں کسی نہ کسی کی عیب جوئی ہو رہی ہے۔ دور کیوں جایئے خود اپنے پاکستان میں حالات کو اس زاویہ سے دیکھئے اور کسی بھی اخبار کو اُٹھا کر پڑھئے یہ دیکھئے یہ نوائے وقت کا 13 اکتوبر 1975ء کا پرچہ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں جناب مشیر کاظمی صاحب کی ایک نظم ہماری نظر پڑی۔ اس پر حلقہ نمبر 6 لکھا ہے۔ یہ کسی انتخابی حلقے کا نمبر معلوم ہوتا ہے۔ مشیر کاظمی صاحب نے اس حلقے کی روداد کا نقشہ منظوم کیا ہے۔ اس میں سے چند شعر ہم قارئین کرام کی نذر کرتے ہیں۔ پھر اندازہ لگا لیجئے اور کاظمی صاحب کے لئے دعائے خیر کیجئے۔ فرماتے ہیں۔

ادھر بھیدی ہے گھر کا گھر کی باتیں کہنے نکلا ہے
وہ عقدے کھولتا جاتا ہے اور گھبرا رہے ہیں یہ
وہ کہتا ہے یہ چمچے ہیں بڑے صاحب کی ٹیبل کے
اُسی کی دیگ کا کڑچھا اسے بتلا رہے ہیں یہ
حکومت اب بھی مل سکتی تھی مجھ کو اُس کا دعوی ہے
وہ بھوکا ہے حکومت کا ادھر فرما رہے ہیں یہ
وہ کہتا ہے کہ نوابوں کا یہ دورِ حکومت ہے
نمائندہ وڈیروں کا اسے بتلا رہے ہیں یہ
سناتا ہے وہ افسانے ادھر جورِ حکومت کے
ستم اُس کی وزارت کے ادھر گنوا رہے ہیں یہ
وہ کہتا ہے کہ میں اب دھاندلی ہونے نہیں دوں گا
تو ٹیبلٹ بکس اُسکے دور کا دکھلا رہے ہیں یہ
وہ کہتا ہے کہ حق مارا گیا پنجاب والوں کا
ٹکٹ کا ہے یہ سب چکر ادھر سمجھا رہے ہیں یہ
ادھر الزام اس پر لگ رہا ہے غنڈہ گردی کا
ادھر بھی جھوٹے سچے کیس کچھ بنوا رہے ہیں یہ
اُسے کہتے ہیں وہ ہے اژدھا صوبہ پرستی کا
ادھر سوشل لزم کا زہر بھی پھیلا رہے ہیں یہ

آخر میں کاظمی صاحب اس طعنہ زنی اور عیب جوئی کی عادت کو پاکستان کے لئے تباہ کن سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

گھرا ہے آج پاکستان کیسی ہولناکی میں
کہاں منزل تھی اپنی اور کہاں لے جا رہے ہیں یہ

نیز 16 اکتوبر کے نوائے وقت میں جناب حنیف رامے صاحب کا بیان پڑھیے۔ وہ فرماتے ہیں۔ "پروپیگنڈے کا مقصد صرف جھوٹ پھیلانا ہے"۔ یہ ہیں وہ معنی جو اس دور کی عیب جوئی کی خاصیت نے اس بنیادی طور پر ایک نہائت ہی معصوم لفظ "پروپیگنڈا" کو پہنا دیئے ہیں۔ ورنہ کسی بھی پہلے دور میں ہم یہ کہہ سکتے تھے وہ شخص اسلام کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ اور جب یہ کہتے تھے تو یہی سمجھا جاتا تھا کہ اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے۔ روشنی پھیلا رہا ہے۔ (مشیر کاظمی صاحب کی یہ نظم میں نے اس کتاب میں بعد میں شامل کی ہے)

✿ دولت کو جمع کرنا۔ انبار کرنا ڈھیر لگانا۔ بڑھانا اور اس کی پرستش کرنا)

✿ قرآن حکیم نے اُن لوگوں کی تین خاصیتیں جو بیان فرمائی ہیں اُن میں دو ہیں۔ دولت کو جمع کرنا اور پرستش کی حد تک اس پر اعتبار کرنا حتی کہ یہ گمان کرنا کہ اسے زندگی کو لازوال کر دینے کی بھی قوت حاصل ہے۔ اب ہمیں کسی بیکن Bacon کسی مارکس Marx کسی میکالے Macaulay کی سوجھ بوجھ اس واضح ترین حقیقت کو سمجھنے کی خاطر اُدھار مانگنے کی حاجت نہیں۔ کہ دولت جمع کرنا اور دولت پر پرستش کی حد تک اعتماد کرنا۔ اس ہمارے موجودہ مادی اور ایک خاص قسم کے مادی دور کی بنیادی خصوصیت ہے۔ ایک عجیب بات جو آج اس دور کا ہر انسان اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر خوب سمجھتا ہے کہ آج اس دور میں کسی انسان کے لئے دولت کے بغیر زندہ رُہنا ممکن نہیں حتی کہ یہ دور کسی کو جنگل کی طرف بھاگ جانے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ یہ عجیب خاصیت اس دور کے خصوصی اقتصادی ڈھانچے اور قدرت کے مادی پہلو کو تسخیر کرنے کی خواہش اور جدوجہد کی بنا پر وجود میں آئی ہے۔ اور اسی بنیادی قضیے کی بنا پر بانڈ، انشورنس بینک، پاس بکیں، سیونگ اکاونٹ، اور بیسیوں دوسری ایسی چیزیں وجود پذیر ہو گئی ہیں۔ جو انفرادی اور اجتماعی صورتوں میں مستعمل ہیں۔ اور قربان جایئے۔ قرآن حکیم بصیرت کے۔ کہ جمّع کا لفظ جو اس نے ضمن میں استعمال کیا ہے۔

اور جس کے انگریزی معنی اکیومولیشن Accumulation کے ہیں۔ آپ انگریزی ڈکشنری کو اٹھا کر دیکھئے۔ لکھا ہے کہ اس لفظ کے معنی ہیں دولت کو سود کے ذریعے سے بڑھانا۔ اور کون نہیں جانتا کہ سود اس دور کے اقتصادی نظام کی بنیاد ہے۔ اور اگر کسی پچھلے دور کا کوئی انسان آج اس دور میں آ کر اس نئے دور میں دولت کے حصول اور اس کے جمع کرنے کے طریقے دیکھے۔ اور ساتھ ہی ان لوگوں کی بے تحاشا دوڑ دھوپ کا نظارہ کرے۔ تو حیرت میں ڈوب کر رہ جائے لیکن وہ خوبصورت پردے جو اس دور نے ہر سرگرمی پر ڈال رکھے ہیں اور وہ البیلے نام جو ہر تصویر کے لئے تجویز کر رکھے ہیں۔ اُن کے پیچھے چھپی ہوئی بدنما حقیقتوں کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ظاہری علوم کی نہیں باطنی ایمان کی کفر دوز نگاہ کی ضرورت ہے۔ البتہ دولت کی ھمیشگی کا اعتقاد پانچ سالہ منصوبوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

✿ بیکن نے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے اوائل میں جو نعرہ ''قدرت کی طاقتوں کی تسخیر کی طرف'' دیا تھا۔ وہ جلد ہی ''جمع دولت اور پرستشِ دولت'' کی صورت اختیار کر گیا۔ دولت ہی دل، دولت ہی دماغ، دولت ہی روح، دولت ہی جسم اور دولت ہی معبود قرار پا گئی۔ مگر افسوس۔ ایک غلط دل، غلط دماغ، غلط روح، غلط جسم، اور غلط معبود ثابت ہوئی۔ انسانیت ہر چیز سے آنکھ بند کر کے دولت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی لیکن جب نمودار ہوئی تو بدحواسی کی ایک مجسم صُورت، فکر و انتشار کی ایک مکمل تصویر، سانس پھولا ہوا زبان لٹکی ہوئی، آنکھوں کے ڈھیلے آنکھ کے گڑھے سے باہر اُبھرے ہوئے دولت دولت دولت پکار رہی تھی۔ آج جتنی دولت بڑھتی ہے اس کے ساتھ اتنی ہوس کی شدت حرص کی حدت بھوک کا احساس فقر و فاقے کا خوف اور دولت کے ضیاع کا ملال بڑھتا ہے۔ دولت کی ہوس کے تپ کی شدت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ لوگ دولت کی خاطر اپنے آپ کو اپنے بیوی بچوں کو اپنے دوست رشتہ دار ہمسایہ کو اپنے ملک و وطن کو بلکہ ساری انسانیت کو ایٹمی جہنم کے گڑھے میں دھکیلنے پر بھی

کمربستہ ہوں۔ اور ایٹمی توانائی کی تباہ کن ریڈیائی شعاؤں کے بے پناہ مضر اثرات سے اس طرح آنکھیں بند کرلیں جس طرح شتر مرغ بھیڑیئے کے نمودار ہونے پر اپنا سر ریت میں ٹھونس لیتا ہے۔ اُنہیں دولت کی ضرورت ہے اور اُنہیں بہر صورت حاصل کرنی ہے۔ یہی اس مادی دور کا دستور ہے۔ پچھلے زمانے میں چند لوگ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے ضائع کر دیتے تھے۔ یہ بات سُن کر دل اُداس ہو جاتے ہیں چہرے اُتر جاتے ہیں لیکن آج اس مہذب دور میں افلاس کے ڈر سے نہیں بلکہ بالعموم دولت زیادہ کرنے کی ہوس میں آج کی جملہ انسانیت اپنے بچوں کو ایٹمی دیوی کی بھٹی میں جھونک دینے پر تُلی ہوئی ہے۔ میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں اور نہیں جانتا کہ میری ان کاوشوں کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ کیا انسانیت کے لئے ایٹمی جہنم میں جھونکا جانا مقدر ہو چکا۔ کیا اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کو ہدایت کے راستے پر لاکر اس ابدی تباہی اور عدیم النظیر شرمساری سے بچالے گا۔ درحقیقت اس مہذب دور اس علمی دور اس سائنسی دور کے باشی اپنے رویئے سے اپنے آپ کو اُن گذشتہ ادوار کے باشندوں سے جنہیں یہ لوگ حقارت سے جنگلی جاہل اور گنوار تصور کرتے ہیں۔ کہیں زیادہ جنگلی کہیں زیادہ جاہل اور کہیں زیادہ گنوار ثابت کر رہے ہیں۔ بُرا ہو دولت کی اس درجہ ہوس کا بعض عرب جاہلیت کے دور میں اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کردینے کے لئے بدنام ہیں۔ مگر موجودہ دور کی ساری انسانیت کیا عرب کیا عجم کیا گورے کیا کالے کیا کافر کیا مسلم سب کے سب ایٹمی جہنم کا گڑھا کھودنے میں مصروف ہیں۔ ایٹمی ایندھن جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ عنقریب سب کے سب اس گڑھے میں بھڑکی ہوئی آگ کی نذر ہو جائیں گے۔

✿ دولت کی دیوی کے یہ پرستار دولت کے بت کے یہ پجاری جو اس گمان میں ہیں کہ دن بدن ان کی دولت بڑھتی جائے گی۔ پنج سالہ منصوبے سے پنج سالہ منصوبے تک ترقی ہوتی جائے گی۔ حتیٰ کہ ایک روز خود کفیل ہو جائیں گے اور اس طرح

فکرِ معاش سے اور فکرِ فقر وافلاس سے نجات پا کر لازوال اور زندہ جاوید ہو جائیں گے ۔یہ بھول رہے ہیں کہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی چتائیں تیار کر رہے ہیں۔ وہ باہمی نفرت، حسد، بغض اور خودغرضی جو اس دور کے بندوں کا وطیرہ بن چکی ہے۔اس بات کی متقاضی ہے کہ از روئے انصاف ان کو ایسے ہی انجام سے ہمکنار کر دیا جائے۔ وَ مَا ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون ۔ وہ اللہ پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔ایٹمی بم کا خطرہ ان پر مسلط رہے۔اور ایٹم بموں کا جہنم بھڑکنے سے پہلے ایٹمی توانائی برائے امن کی ریڈیائی شعائیں اُن کی صحت کو غارت کرتی رہیں۔اور مُسلسل طاعُون بن کر اُن کو مبتلائے مصیبت رکھیں۔ ہر شخص ہر دوسرے شخص سے اس لئے متنفر ہو کہ شائید یہ شخص ریڈیائی تابکاری کا مریض ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے اس دُکھی اور مجبور انسانیت پر مہربانی فرما کر انہیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور اپنے بچوں کے لئے ان کے دلوں میں ایسی شفقت پیدا ہو کہ اُنہیں ایٹمی جہنم کی آگ کا ایندھن نہ بننے دیں۔

❁ اے اس دور کے دانشورو! انسانیت کے پاؤں کے نیچے کی زمین ایٹمی زلزلے سے جنبش کرتی ہوئی محسوس کرو اور اس دلفریب جادوگرنی اس دولت کی دیوی کو دل کے مندر میں شانِ الوہیت سے جلوہ افروز دیکھو۔الحق کہ ساری تاریخِ انسانی میں دولت کی ملکہ کی پرستش کبھی بھی اس اعتماد اور اس اتحاد سے نہیں ہوئی جتنی کہ آج ہو رہی ہے ۔آج موت کا لفظ انسانی ذہن کی لُغت سے نکل چکا ہے۔آج قیامت کا یقین محض ایک خیال بن چکا ہے۔خدا کا تصور دلوں سے محو ہو چکا ہے۔لیکن اے فریب خوردہ لوگو! موت یقینی ہے ضرور آئے گی۔موت کو روکنا دولت کے بس میں نہیں۔قیامت ضرور برپا ہو گی۔سزا و جزا کا مسئلہ اپنی جگہہ اٹل ہے۔خُدا ضرور موجود ہے۔موجود تھا اور موجود رہے گا۔صرف تمھیں چند روزہ ڈھیل دے کر تمھارا امتحان کر رہا ہے۔قدرت کی تسخیر کے جوش میں قدرت والے کو بھلانے والو! قدرت تمھارے سارے

منصوبوں کو بھسم کر کے راکھ بنا کر اُڑا دے گی۔ لہٰذا قدرت والے کے آگے جھکو۔ قدرت نے جن رسولوں کو اپنا پیغامبر بنا کر تمھاری نصیحت کے لئے بھیجا اُن کی بات پر عمل کرو۔ تم کبھی بھی خدا کی دنیا سے بھاگ نہ سکو گے۔ تم کبھی بھی خُدا سے سرکشی کر کے فلاح نہ پا سکو گے۔ تم سے پہلے جو لوگ آئے اُن کا انجام دیکھ لو اور عبرت پکڑو۔

✿ جان لو کہ جب تک وہ تین بُری خصلتیں جو قرآن حکیم نے ایٹم بم کی پیدائش کی بنیادی وجہیں قرار دی ہیں چھوڑ نہ دی جائیں گی۔ اور جب تک دولت کی دیوی کے بُت کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی خدائی کو مکمل طور پر تسلیم نہ کر لیا جائے گا۔ اُس وقت تک دنیا کی کوئی بھی طاقت تمھارا عقل و ہوش تمھارے امن کے عہد نامے تمھاری عدمِ جنگ کی اپلیں غرضیکہ کچھ بھی اس دردناک انجام اس قوم لوط کے انجام اس عاد و ثمود کے انجام اس خوفناک ایٹمی جنگ Nuclear War (نیوکلر وار) کے انجام سے تمھیں نہیں بچا سکے گا۔ یہی دولت جسے تم نے زندگی کو ہمیشگی عطا کرنے والا سمجھ رکھا ہے۔ یہی دولت تمھاری بربادی کے جھنڈے گاڑ دے گی۔ موت کا کھُلا ہُوا دروازہ کھول دیا جائے گا اور موت ایک آندھی کی طرح تم پر لپکے گی اور تم کو چیخ و پکار کا موقع بھی نہیں مہیا کرے گی۔ توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے اور آخرت کا ہمیشہ رہنے والا ایٹمی جہنم اس دنیوی ایٹمی جہنم کی پیٹھ سے پیٹھ ملا کر کھڑا ہو گا۔ تو کیا تم اب بھی اپنے ضمیر کے آئینے میں جھانکنے کی کوشش نہ کرو گے۔ کیا ابدی تباہی تمھارا مقدر ہو چکی ہے؟ کیا یہ تمھارا نشہ تمھیں قبر میں دھکیل دے گا؟ اور بے چارہ مسلمان! دوہرے عذاب کا مستوجب ٹھہرا۔ وہی ایمان جو اس کی نجات کا سبب ہو سکتا ہے۔ وہی ایمان اسے دوہرے عذاب کا مستحق ٹھہرائے گا۔ آپ پوچھیں گے وہ کیوں کر؟ میں کہتا ہوں۔ وہ اس طرح کہ خود اسلامی شریعت میں آزاد کی سزا غلام سے دوگنی مقرر ہوئی۔ دنیا کی قوموں کے درمیان امتِ مُسلمہ کا مقام آزاد کا ہے۔ اُمتِ مُسلمہ کا اللہ کے ساتھ عہد ہے۔

میثاق ہے۔آخری اُمت کا آخری میثاق ہے۔خدا کی مخلوق کو ایٹمی جنگ سے بچانے کی ذمہ داری اُمتِ مُسلمہ پر عائد ہوتی ہے۔ہاں ضرور عائد ہوتی ہے۔اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ بُرائی کو دیکھو تو ہاتھ سے روکو۔ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو۔ایسا بھی نہیں کر سکتے۔تو ناپسندیدگی سے دوسری طرف دیکھو۔لیکن یہ آخری صورت ضعفِ ایمان کی نشانی ہے۔آج کا مسلمان اس دنیا کو ایٹم بم بنانے سے ہاتھ سے روکے۔ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے۔اور ایسا بھی نہیں کرسکتا تو کم از کم قرآن کی یہ تنبیہ یہ پیشین گوئی جو ایٹمی بم کے متعلق ہے اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچادے۔ایٹمی طاقتوں کو برملا اس سے آگاہ کرے۔ساری دنیا کو اس حقیقت سے روشناس کرائے۔یہ بات بالخصوص اس پیشین گوئی تک محدود نہیں۔کیا ہر مسلمان کا یہ فرض نہیں کہ دنیا کی ساری قوموں میں قرآنی تعلیمات کی تبلیغ کرے۔آپ کہاں سو رہے ہیں؟ کیوں غفلت کے پردے چھائے ہوئے ہیں؟ یاد رکھئے۔ایٹمی جہنم قرآن کی رو سے صرف کفار کے لئے نہیں اس میں مسلمان بھی گر سکتا ہے۔اس سورۃ الھمزہ پر غور کریں اور مفسرین کی تفسیر پڑھیں اور للہ اپنی نجات کا کچھ سامان کریں۔مسلمان کو دوزخ سے بالآخر نجات کا وعدہ ضرور ہے مگر وہاں تھوڑا سا عرصہ بھی رہنا کچھ قیامت سے کم نہیں۔اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنا فرض نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ اُمتِ مُسلمہ پر رحم کرے۔اور نومولود بچے! تُو پیدا ہوا تو تُو رویا کہ ہائے افسوس میں اس دنیا میں ضروریاتِ زندگی کیسے پوری کرسکوں گا۔اے معصوم بچے! کاش تُو سمجھ سکتا کہ تیرے والدین اور تیری طرح تجھ جیسے کروڑوں معصوم بچوں کے ماں باپ کس طرح دولت کی دیوی کے گرد ناچتے ہوئے ایٹمی جہنم کی بھٹی کے لئے ایندھن جمع کر رہے ہیں۔جس میں تُو اور تیرے جیسے کروڑوں بچے ڈال کر بھون دیئے جائیں گے اور کاش کہ تُو ان شعلوں کو دیکھ سکتا۔جو غضبناک سانپوں کی طرح

پھنکار پھنکار کر لپک رہے ہیں۔ کہ کب یہ لوگ اور ان کے ساتھ ان کے معصوم بچے اس گڑھے میں گریں اور ان کے ڈنک کا نشانہ بنیں اور یہ سانپ اور یہ شعلے کیا ہیں؟ یہ وہی ہوس کی آگ ہے جو لوگوں کے دلوں میں بھڑک رہی ہے۔ اسی آگ نے ایٹمی شعلوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔

۞ اور بے شک ان کی لا انتہا ہی ترقی کی اُمید اور اُن کے پنج سالہ منصوبوں کے لا انتہا ہی سلسلوں کے خوش آئند تصورات کی تصویر میں ہی ان کی ابدی زندگی کی آرزو گمان سے یقین کی صورت اختیار کرتی ہے۔ دولت کے بھروسے پر موت سے بے نیاز ہو کر اپنی روز افزوں اقتصادی ترقی کے مرحلے طے کرتے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ مرحلے وہ ابدالاباد تک اسی طرح طے کرتے جائیں گے اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا۔ یَحسَبُ اَنَّ مالہ اَخلَدَہ ۝ گمان کرتا ہے کہ اُس کی دولت اُسے ہمیشگی عطا کر دے گی۔ مگر اے وائے قرآن حکیم ان کے اس گمان کو غلط قرار دیتا ہے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ اور ان کا یہ دولت پرستی کا عمل ان کو ایٹمی جہنم میں جھونک کر ان کی ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دے گا۔

جمع دولت کے متعلق قرآن حکیم کے نظریات

ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم الله من فضله هو خیر ا الھم بل هو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بھه یوم القیمته ولله میراث السموت و الارض والله بما تعملون خبیر.

ترجمہ ”اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے اُن کے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے اُن کے حق میں قیامت کے روز وہ مال ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا جس میں بخل کیا تھا اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو“۔
(3آل عمران 180)

والذین یکنزون الذھب والفض و لا ینفقونھا فی سبیل الله فبشر ھم بعذاب الیم ۔ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون

ترجمہ: ”اور جو لوگ ذخیرہ کر چھوڑتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو نہیں خرچ کرتے اللہ کی راہ میں اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے جس روز کہ اُس سونے اور چاندی پر آگ دہکائی جائے گی۔ دوزخ کی پھر داغے جائیں گے۔اس سے اُن کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں اور اُن سے کہا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے ذخیرہ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے ذخیرے کا“۔
(9التوبہ 35-34)

" الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا و احل الله البیع و حرم الربوا فمن جاءه موعظته من ربه فانتهی فله ما سلف و امره الی الله ومن عاد فاولئک اصحب النار هم فیها خلدون . یمحق الله الربوا و یربی الصدقت والله لا یحب کل کفار اثیم.

ترجمہ ''جولوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کو اس طرح اُٹھیں گے جس طرح وہ شخص اُٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں۔ یہ حالت اُن کی اس واسطے ہوئی کہ اُنہوں نے کہا سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے کہ سود لینا حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو''۔

(2البقرہ275)

✿ خاص کر مُندرجہ ذیل آیت کریمہ اس دور کے معاشرے کے بارے میں ہے۔ اسے بڑے غور سے پڑھنا چاہیئے۔

''فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شئی حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذ نهم بغتته فاذا هم مبلسون. فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین''.

ترجمہ'' سخت ہو گئے دل ان کے اور شیطان نے وہ کام جو وہ کر رہے تھے بھلے کر دکھائے پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے حتی کہ جب وہ اُن چیزوں پر خوش ہوئے جو اُن کو دی گئی پکڑلیا ہم نے اُن کو اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے ناامید''

(6الانعام44-43)

دولت کی پرستش نہ کرو

"واعبدوا اللـه ولا تشر کوابهـه شیئا"	ترجمہ "اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ کرو" (4النساء36)

دولت کی پرستش نہ کرو دولت دینے والے اللہ کی پرستش کرو۔

"لا تسـجدوا للشمس و لا للقمر و ا سجدو لللہ الذی خلقهن".	"اور سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے اُن کو بنایا"۔ (41حمہ السجدہ37)

ومـن الناس من یتحذ من دون الله انـدادا یـخبـونهـم کـخـب اللـه والـذیـن امـنـوا اشـد حباللـه ولو یـری الـذیـن ظـلـمـوا اذ یـرون الـعذاب ان القو ة لللہ جمیعاوان الله شدید العذاب.	"تاہم بعض لوگ وہ ہیں جواوروں کو اللہ کے برابر بناتے ہیں ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی اور ایمان والوں کواس سے زیادہ تر محبت ہے اللہ کی اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جب کہ دیکھیں گے عذاب کہ قوت ساری اللہ ہی کے لئے ہےاور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے"۔(2البقرہ 165)

اوکاسا پبلیکیشنز کی مطبوعات

۱۔قدیم وجدید ایٹا مزم تحریر علامہ محمد یوسف جبریل قیمت بیس روپے

۲۔نسب الصالحین (آزاد کشمیر کے اعوانوں کی تاریخ) تحریر جہان داد خان

۳۔آواز وقت تحریر عنایت اللہ

۴۔ندائے وقت تحریر عنایت اللہ

۵۔نادوقت تحریر عنایت اللہ

﴿ ساتواں باب ﴾

بے اطمینانی کی آگ

✿ اس دور کا دل ایک ایسی بھٹی کی مانند ہے جس میں بے اطمینانی کی آگ اس طرح جل رہی ہے جس طرح کہ فون چین ری ایکشن میں مبتلا ایک ایٹمی بھٹی جلتی ہے اور گرم سے گرم تر ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ آگ کی شدت سے مجبور ہو کر ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتی ہے۔ زندگی کی ظالم ضروریات مادی آسائشوں کی دلگداز آرزوئیں بھوک اور افلاس کا خوف ایسے عوامل ہیں جو اس ایٹمی دور کی کمر توڑ رہے ہیں۔ اس دور کے مروجہ نظریہء حیات یعنی ایٹمی نظریئے کے مادہ پرستانہ رویئے نے مسلسل اور روز افزوں تفکرات کی آگ بھڑکا کر مفلوک الحال انسانیت کے دل کو ڈسنے کے لئے اقتصادی کوفت کے سارے افعی رہا کر دیئے ہیں۔ اور مالی مشکلات کے ظالم اژدھاؤں کے سارے دانت تیز کر دیئے ہیں۔ مال و دولت کے انبار جتنے اونچے ہوتے جاتے ہیں۔ بھوک کی آگ اتنی ہی تیز ہوتی جاتی ہے اور کوفت کی ٹیسیں اتنی ہی شدید ہوتی جاتی ہیں، افلاس و تفلیس کا خوف بینک بیلنس کے بڑھتے ہوئے اعداد و شمار کے ساتھ اُسی نسبت سے بڑھتا ہے جس نسبت سے کہ بینک بیلنس کے اعداد و شمار بڑھتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی دولت اور بڑھتی ہوئی مادی آسائشوں میں اطمینان قلب ڈھونڈھنے والوں کی تمنائیں بالآخر ایک دلفریب سراب ثابت ہوتی ہیں۔ مادی قلت کے کسی بھی پہلے دور میں ایسا اضطراب دیکھنے میں نہیں آیا جیسا کہ اس تسخیر کائنات کے مدعی دور میں ایسی ہمہ گیریت کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اس عارضی دنیا کی پُر فریب نوعیت کے سبب اس سے نفور کا فلسفہ پہلے زمانوں میں انسان کی حرص کی آگ کو کسی حد تک قابو میں رکھتا تھا اور لوگ دنیا کی مشکلات کو کسی حد تک صبر سے برداشت کرنے کے عادی تھے۔ مگر ایٹمی نظریئے والا یہ دور کسی بھی ایسے فلسفے کا مخالف

ہے بلکہ اُلٹا انسان کی حرص وطمع کی آگ کو بھڑکاتا ہے اور مال ودولت کے سراب میں مزید آگے بڑھنے پر اُکساتا ہے۔ اور اس طرح بے چینی کی آگ کو دلوں میں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے اور عنقریب انسانوں کے دلوں کو ایٹمی بموں کا خوف ہی نہیں ستائے گا بلکہ حقیقی ایٹمی توانائی سے اُٹھنے والی حقیقی تابکار شعائیں ایٹمی توانائی برائے امن و بہبود پیدا کرنے والے ایٹمی ری ایکٹروں سے نکل کر سیدھی انسان کے دل میں راہ پائیں گی۔ اور وہ ایسا وقت ہوگا جب انسان زمین کے اوپر رہنے پر زمین کے نیچے رہنے کو ترجیح دیں گے۔ اور ایٹمی بم کا شُعلہ اُن کو اپنی انتہائی دُکھی زندگی سے نجات دلانے کا ایک ذریعہ نظر آئے گا۔

✿ ہر طرف ایٹمی ری ایکٹر ہوں گے۔ ہر جگہہ ایٹمی توانائی استعمال ہو رہی ہوگی۔ بجلی گھروں میں۔ جہازوں میں، گاڑیوں میں، کارخانوں میں، اور ہر ایٹمی پلانٹ چھوٹا ہو یا بڑا، تابکار شعائیں باہر پھینکنے کی کوشش میں ہوگا۔ اور ایٹمی فضلہ ہر طرف پھیلا ہوا پھینکا ہوا یا دبایا ہوا یا پانیوں میں بہایا ہوا اپنے تابکاری اثرات پھیلا رہا ہوگا۔ ایٹمی ری ایکٹر پھٹ کر سارے علاقوں کو تابکاری کی طغیانیوں کی لپیٹ میں لے رہے ہوں گے۔ اے وائے اور ہر شخص ہر جگہہ اور ہر وقت ایک انجانے خوف میں مبتلا ہوگا جس طرح آدمی اُس گھاس میں چل رہا ہوتا ہے جس میں بے حد زہریلے اور بڑی تعداد میں سانپ موجود ہیں۔ آدمی کہے گا یہاں بھی تابکاری ہے یہاں بھی تابکاری ہے اور تابکاری انسانی حس سے ماورا کی چیز ہے ہر آدمی ہر دوسرے آدمی کو شبہے کی نگاہ سے دیکھے گا۔ شائید وہ تابکاری اثرات لئے پھرتا ہے اور مجھے ملوث کر دے گا۔ جس طرح لوگ کوڑھیوں سے دور بھاگتے ہیں۔ میاں کو بیوی پر تابکاری کا شبہہ ہوگا بیوی میاں کی تابکاری کے خوف سے ہلکان ہوگی۔ بچے ماں باپ سے اور ماں باپ بچوں سے خوفزدہ اور گریزاں ہوں گے۔ تابکاری کا ہوا ہر ایک کے ذہن پر سوار ہوگا۔ اور تابکاری اپنے اثرات دکھائے گی۔ ایٹمی توانائی خواہ برائے امن اور برائے بہبود ہی

کیوں نہ استعمال ہو رہی ہو لوگ کینسر اور کوڑھ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ دن بدن کوڑھ اور کوڑھیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔ انسانوں کے تناسلی اعضاء تابکاری سے فساد پذیر ہوں گے۔ باہمی تعلقات کشیدہ ہوں گے۔ بچے عفریت، نکمے، بے مغز اور اپاہج پیدا ہو رہے ہوں گے۔ ماں باپ کے لئے عذاب اور پھر ان عفریتوں کی اولاد موروثی طور پر عفریت پیدا ہو گی۔ اس دنیا میں انسان نہیں بلکہ اعصاب زدہ عفریت بسیں گے ۔اُس روز یہ دنیا حقیقی معنوں میں جہنم ہو گی۔ لوگ موت کی دُعائیں مانگیں گے ایٹمی توانائی کے عذاب سے رہائی پانے کی تمنا کریں گے مگر ایسا نہ کر سکیں گے اور اس دوران میں اگر ایٹمی جنگ بھڑک اُٹھی تو المیہ فوری طور پر اپنے عروج کو چھو لے گا اور ایٹمی توانائی تو انسان کے معاشی دکھوں کا مداوا کبھی بھی نہ کر سکے گی بلکہ مسائل میں مزید اضافہ کر کے انسان کی زندگی کو تلخ تر کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا کا وہ منظر کسی کو نہ دکھلائے اُس وقت لوگوں کو قرآن حکیم کی یہ پیشین گوئی یاد آئے گی۔ وہ دستِ تاسف ملیں گے وہ آہ و زاری کریں گے وہ اپنی غفلت پر پچھتائیں گے مگر وہ پچھتاوا کس کام کا۔ اب سوچیں اگر یہ باتیں جو میں نے کی ہیں وہ سچی ہیں۔ تو پھر پچھتاوا کریں اور میری باتیں یقیناً مبنی بر حق ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی حقیقی سائنس دان میری ان باتوں کی برملا گواہی دے گا جو کچھ میں نے کہا وہ عشرِ عشیر بھی اُس المیے کا نہیں جو ایٹمی توانائی برپا کرے گی۔ میں اُس منظر کو بیان نہیں کر سکتا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ مگر آہ اے مرد مسلمان! تو نہیں جانتا کہ تعزیریں کس پر لگ رہی ہیں؟ کاش کہ تو جانتا تو اس طرح خوابِ غفلت میں نہ سوتا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تجھے ہوش میں لائے اور دنیا والے جان لیں کہ آج ایٹمی ری ایکٹروں کی طرف بھاگنے والے کل ایٹمی ری ایکٹروں سے دور بھاگنے والے ہوں گے۔ مگر مسئلہ ایٹمی جہنم کا ہے۔ ایک بار ایٹمی بموں یا ایٹمی تابکاری نے حملہ کر دیا تو پھر معاملہ لا علاج ہے۔ توبہ کے دِروازے بند اور ایک دردناک زندگی اور ایک المناک موت اور ایٹمی جہنم کے مستحق لوگوں کے لئے اگلے ابدی جہان میں ابدی ایٹمی جہنم (حُطمہ) جس کی وجوہ وہی ہیں جو اس دنیوی ایٹمی جہنم کی پیدائش کی ہیں۔ الامان۔

﴿ آٹھواں باب ﴾

قرآنکریم کی پیشین گوئی کی فلسفی اور سائنسی تشریح کا خلاصہ

زیرنظر کتاب میں نے 1974ء میں مکمل کی تھی۔ اس انگریزی کتاب کا یہ اُردو جامہ جو آپ کے سامنے ہے بھی 1974ء میں ہی تکمیل پذیر ہوا۔ بعد میں اس موضوع کی تحقیق وتدقیق کا سلسلہ سال ہا سال تک پھیلتا گیا۔ دس کتابیں اس موضوع پر پایہء تصنیف کو پہنچیں۔ انگریزی زبان میں جن میں اکثر کے اردو تراجم بھی پایہء تکمیل کو پہنچ چکے۔ اس باب میں قارئینِ کرام کے سامنے اس ساری تحقیق و جستجو کا ایک مختصر مگر جامع خلاصہ پیش کیا جائے گا۔ تاکہ یہ کتاب اپنی تکمیلی صورت اختیار کرلے۔ قرآنکریم نے فرمایا۔

ویل لکل ھمزہ لمزہ ن الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمہ وما ادراک ما الحطمہ نار اللہ الموقدہ التی تطلع علی الافئدہ انھا علیھم موصدہ فی عمد ممددہ! (قران ۱۰۴ الھمزہ)

اردو ترجمہ "خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سدا کو رہے گا اُس کے ساتھ کوئی نہیں وہ پھینکا جائے گا اس حُطمہ (روندنے والی) میں اور تُو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دلوں کو۔ اُن کو اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں" (قرآنکریم 104 الھمزہ)

یہ ترجمہ شیخ الھند حضرت محمود الحسن کا ہے اور سادگی، درستی اور ادبی فرض شناسی کا ایک

قابلِ قدر نمونہ ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ مسلمان صدیوں سے اس سورۃ کو پڑھتے چلے آ رہے ہیں مگر ان کو مال سمیٹنے اور گن گن کر رکھنے اور دولت کی ھمیشگی کے یقین کی وہ قباحت نظر نہیں آ سکی جس کی نشان دہی ﷻ نے کی ہے۔ واضح طور پر نظر آتا ہے کہ مال سمیٹنا اور گن گن کر رکھنا ﷻ کی نگاہ میں اتنا ہی کبیرہ گناہ ہے۔ جتنا کہ مثلاً کفر اور شرک اور بے گناہ مسلمان کا قتلِ عمد ہے۔ تاہم ﷻ کا لفظ حق ہے۔ اور یہ حق آج اس دنیا میں ایٹمی جہنم کے نمودار ہو جانے کی وجہ سے پایہء اثبات کو پہنچا اور اس جرم کی سنگینی اس کی سزا سے پہچانی جائے۔

حُطمہ اگلے جہان میں ایک مخصوص قسم کا جہنم ہے جس کا نمونہ اب اس عارضی وفانی دنیا میں ہر خاص و عام کی نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ جس طرح عام آگ عام جہنم کے نمونے کے طور پر اس زمین میں موجود ہے۔ اور جس طرح باغ اور دریا اس دنیا میں اگلی دنیا کے بہشت کا نمونہ قرار دیئے گئے ہیں۔ تا کہ لوگ دیکھ لیں اور سمجھ لیں آگ نہ ہوتی تو دوزخ کی کیا سمجھ آتی۔ باغ نہ ہوتا تو بہشت کا کیا پتہ چلتا۔ نیز یہ بات فکر طلب ہے کہ وہ لوگ جو بے گناہ ہونے کے باوجود گناہ گاروں کے ساتھ اس دنیوی ایٹمی جہنم کی بھینٹ چڑھ جائیں گے سو اُن کے لئے اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کے پاس بہت اچھا بدلہ ہے۔ البتہ وہ لوگ جو ﷻ کی اس پیشین گوئی کے دفعات کے مطابق اگلی دنیا کے حُطمہ کی آگ کے سزاوار گردانے جائیں گے۔ وہ اگر اس عارضی دنیوی ایٹمی جہنم سے اتفاق کی بنا پر بچ کے بھی چلے گئے تو اگلی دنیا میں حُطمہ کو منتظر پائیں گے اور دلیل اس امر کی واضح ہے کیونکہ حُطمہ کی آگ کی سزا کی وجوہات اور اس دنیوی ایٹمی جہنم کی پیدائش کی وجوہات ایک ہی ہیں یعنی عیب جوئی زراندوزی اور دولت کی ھمیشگی میں یقین۔ فاعتبروا یا أولی الابصار۔

ﷻ نے فرمایا۔ ''خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی'' جاننا چاہیے کہ اٹامزم کا فلسفہ خواہ یہ قدیم یونانی اٹامزم ہو اور خواہ یہ جدید اٹامزم ایک مستقل اور

خاص انداز کی عیب جوئی ہے۔ خدائی دین کے عقائد کے خلاف بغیر خدائی دین کے عقائد کا صریح انکار کیئے ۔قدیم یونانی اٹامزم میں ایٹموں کے بے لگام پھرنے والا نظریہ دین کے خدائی حکومت والے نظریئے کی نفی کرتا ہے اور نیز ایٹموں کے نا قابل ریخت ہونے والا نظریہ بالواسطہ قیامت کے نظریئے کی نفی کرتا ہے۔ کیونکہ اگر یہی مادی کائنات ہی لا امتناهی اور ابدی نوعیت کی ہوتو پھر قیامت کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جہاں تک جدید بیکنی اٹامزم کا تعلق ہے تو اس کا نیچرل فلاسفی (سائنس) بطورِ مقصودِ زندگی اور اخلاقی ممانعت کا نظریہ خدائی دین کے نظریہء امتحان کی نفی کرتا ہے۔ قدیم وجدید اٹامزم کے فلسفے کا خدائی دین سے انکار کیئے بغیر ایسے نظریئے سامنے لانا جو باطنی طور پر خدائی دین کے جملہ ارکان کی نفی کریں۔ایک ایسا منفرد مخصوص اندازِ فکر ہے جس پر عیب جوئی اور طعنہ زنی کا اطلاق ہوتا ہے۔بیکنی نقادوں کا بائیبل میں پائے جانے والے سارے مافوق البشری اور معجزہ سے متعلق مواد کو رد کر کے بیکنی راشنلوم Rationalism کے نظریئے کی اتباع کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجرد وجود کو محض ایک دیو مالائی خیالی اختراع قرار دینا۔اٹامزمی عیب جوئی اور نکتہ چینی کی خصوصی مثالیں ہیں۔ پراپیگنڈے کا لفظ بذاتِ خود اس دور کی اس خاصیت کی غمازی کرتا ہے۔اس دور سے پیشتر اس لفظ کے معنی محض تبلیغ و اشاعت کے تھے۔لیکن اس نئے دور نے اپنے مخصوص دجالی انداز میں اس معصوم سے لفظ کی ماہیت اور معانی ہی بدل کر رکھ دئے ہیں۔اب یہ کسی کو عالمانہ انداز میں بدنام کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔کوئی بھی اوسط قسم کا انسان دیکھ سکتا ہے کہ نکتہ چینی اور عیب جوئی اس دور کی ایک مخصوص کیفیت ہے۔اور عادت ہے۔اور ہر مضمون اور ہر موضوع اس کی زد میں ہے سوائے دولت کے دین مذہب سیاست اخلاقیات شخصیات کی کیا حالت کی جارہی ہے اور کوئی دو آدمی کہیں اکٹھے نہیں ہوتے کہ کسی نہ کسی کی غیبت اور نکتہ چینی شروع ہو جاتی ہے۔

قرآن حکیم نے فرمایا ''جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا''۔ سبحان اللہ اس زر طلبی زر اندوزی اور زر پرستی کے اس بیکنی دور ''جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا'' سبحان اللہ۔ اس زر طلبی زر اندوزی اور زر پرستی کے اس بیکنی دور کی اس سے بہتر کیا تعریف و تشریح ہو سکتی ہے۔ اس بیکنی ترقی کو دیکھئے کہ ایک مسلسل منظم روز افزوں نظام ہے اور لا متناہی سعی ہے مال و دولت کے سمیٹنے کی۔ گذشتہ ادوار کی انفرادی زر اندوزی سے مختلف اور درجہ و وسعت میں منفرد اور عالمگیر، ہمہ گیر، کس منظم طریقے سے مال و دولت کو گن گن کر بینکوں میں رکھا جاتا ہے۔ اجتماعی تحریکِ زر اندوزی کے علاوہ انفرادی طور پر افراد کی زر طلبی زر اندوزی کے انداز کا جائزہ لیجئے اور یہ خاصیت اس خصوصی بیکنی دور اور اس بیکنی ترقی کے ساتھ مختص ہے۔ گذشتہ ادوار میں گو کہ انفرادی مثالیں دولت جمع کرنے کی ملتی ہیں۔ مگر جس طرح اجتماعی اور منظم اور مسلسل طریقے پر یہ جدید دنیا اور یہ جدید ترقی چل رہی ہے۔ یہ قرآن حکیم کی اس دی ہوئی تشریح و تخصیص کی مکمل آئینہ دار ہے۔ اس نکتے کی وضاحت کے لیئے زیادہ الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ بات بالکل واضح ہے۔

قرآن حکیم نے فرمایا'' خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سدا کو رہے گا اُس کے ساتھ''۔ مفسرینِ کرام نے تفسیر اس مفہوم کی یوں کی ہے کہ وہ اس دنیوی کاروبار میں اس درجہ اہتمام کرتا ہے۔ اور اپنی عمارتوں اور زمینوں کو اس طرح مضبوط بناتا ہے گویا کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُسے ہمیشہ کے لئے یہاں ہی رہنا ہے۔ اب کسی غائرانہ نظر کی حاجت نہیں بلکہ جو کچھ اہتمام اس خصوصی دور میں دنیوی کاروبار اور عمارتوں اور کارخانوں کی مضبوطی کے معاملے میں ہو رہا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے گویا کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ کہ ترقی اور دولت کی یہ مسلسل افزائش اسی طرح قیامت تک چلتی رہے گی۔ یہ بیکنی ترقی خود بہ نفسِ نفیس اس خاصیت کی حامل ہے۔ اس ترقی کو ابدی، لا متناہی اور لازوال گردانا جاتا ہے۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ

بتدریج ترقی ہی کرتی رہے گی۔ اور دولت بڑھتی ہی رہے گی۔ یہ پنج سالہ منصوبے ایک لاانتہاہی اور غیر منقطع سلسلے میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلتے رہیں گے۔ حتّٰی کہ منزل خود کفالت کی حاصل کر لی جائے گی۔ اور خدا کی اس کائنات پر انسان کا مکمل کنٹرول ہو جائے گا۔ قدیم اٹامزم نے اس مادی کائنات کو لافانی کہا اور جدید اٹامزم کا مقصود ہی دنیا کا حصول ہے۔ لیکن اس دور کے لوگوں کی یہ خام خیالی ہے۔ اور اب تو اس ترقی کا انجام بالکل آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور فلسفہ اس مادی دور کا قطعی غلط ثابت ہوا اسی امر کی نشاندہی قرآن کریم اگلی آیتِ کریمہ میں کرتا ہے۔ اس سورۃ الھمزہ کی تفسیر میں آئمہ مفسرین نے جو قابلِ داد موشگافیاں اور نکتہ سنجیاں کی ہیں وہ اپنی جگہہ پر دیکھنے کے لائق ہیں۔ اور جو مناسبت اس سورۃ کو اس دور سے ہے۔ وہ اپنی جگہ پر حیران کُن ہے۔ آگے دیکھئے کہ کس طرح قرآن کریم دولت سمیٹنے والے اور اس زراندوزی کے عمل کو ابدی سمجھنے والے ھمزہ لمزہ (عیب جو، نکتہ چین) کی خام خیالی کو آشکار کرتا ہے۔

قرآن کریم نے فرمایا۔ ''ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ پھینکا جائے گا روندنے والی آگ (حُطَمَہ) میں'' وہ خود اور اس کی دولت دونوں۔ گویا کہ قرآن کریم نے فرما دیا کہ یہ بیکنی ترقی جسے لاانتہاہی قرار دیا جا رہا ہے۔ روندنے والی (ایٹمی جہنم کی آگ) میں ڈال دی جائے گی۔ اور اس دور کا انسان جو اس بیکنی ترقی کے زراندوزی والے عمل کو لاانتہاہی قرار دے رہا ہے۔ ڈال دیا جائے گا ایٹمی جہنم کی آگ میں۔ اور ساتھ ہی اُس کی دولت بھی ڈال دی جائے گی ایٹمی جہنم کی آگ میں۔ وہ آگ جو ریزہ ریزہ کر ڈالتی ہے ہر اُس چیز کو جو اُس میں ڈالی جائے۔ قرآن کریم نے جس درستی سے اس دور کی زراندوزی والے عمل کی تباہی اور اس تباہی کے اسباب و علل اور اس کو بروئے کار لانے والے ادوات و اوزار و عوامل کا اندازہ لگایا ہے وہ ہرگز انسانی ذہن کے بس کی بات نہیں۔ جسے ہم اپنی آنکھوں سے ثبوت کے طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں۔ درحقیقت اس بیکنی ترقی کی فطرت میں ہی تباہی کا عمل مضمر ہے۔ یہ کبھی بھی لازوال

نہیں ہوسکتی اور انجام اس کا لوگوں کی توقع سے بہت پہلے سامنے آسکتا ہے۔

✿ یہاں تک تو بیان تھا بیکنی فلسفے اور بیکنی ترقی کا۔ اب بیان ہوگا۔ اس سے پیدا ہونے والے منطقی انجام کا۔ اب غور سے ملاحظہ فرمایئے۔ کہ قرآن حکیم کس طرح اس ایٹمی عمل کی تخصیص وتشریح کرتا ہے۔ مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ جو خصوصیات بھی قرآن حکیم نے اس ایٹمی عمل Nuclear Phenomenon (نیوکلر فینا مینن) کی دی ہیں وہ سب کی سب وہی ہیں جو ایٹمی عمل کو ہر دوسرے عمل یعنی کیمیاوی اور برقی سے ممیز کرتی ہیں۔ اور جس طرح اوپر بیان کئے ہوئے بیکنی فلسفے اور قدیم اٹامزم اور جدید بیکنی ترقی کی خصوصیات کا بیان چودہ صدیاں قبل نازل ہونے والی کتاب کا ایک معجزہ ہے۔ اسی طرح ایٹمی عمل کی سائنسی خصوصیات جو قرآن حکیم نے بیان کی ہیں اور جن کا بیان اب ہم کریں گے چودہ صدیاں قبل ان کا بیان لاریب ایک معجزہ ہے ایک ایسا معرکہ جو آئن سٹائن کی سطح کے ایٹمی سائنس دانوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دے۔

✿ قرآن حکیم فرماتا ہے۔ "حُطَمَہ روندنے والی"۔ حُطَمَہ کے لفظی معنی ہیں کرشر Crusher کے اس لفظ کی جذر ہے حَطَمَ جس کے معنی ہیں کسی چیز کو ریزہ ریزہ کر ڈالنا۔ یہ سنتے ہی کسی بھی جاننے والے سائنس دان کا ذہن برم سٹرا ہلنگ Bremmstrahlung کی اصطلاح کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ یہ مذکورہ اصطلاح ہے جو جرمنوں نے سپیکٹرم آف ریز Spectrum of Rays کے لئے وضع کی۔ اور جس کے لفظی معنے ہیں توڑنے والی یا ٹوٹنے والی تابکار شعاع Breaking Radiation سائنس دانوں کی برادری نے اس اصطلاح کو تشریحی قرار دیا۔ کیونکہ اس نے تابکار شعاع کی ایک مخصوص یعنی توڑ پھوڑ والی خاصیت کو اُجاگر کیا اور سائنس دانوں نے اس اصطلاح کو لائقِ تحسین گردانا۔ مقصد یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ایٹمی عمل کی جس بنیادی خاصیت کو پیش کیا ہے۔ سائنس دان اُس سے متعارف تھا۔ ایٹم کے اندر ہونے والا عمل توڑ پھوڑ کا عمل ہے اور جاننا چاہیئے کہ ایٹمی

توانائی پیدا ہوتی ہے ایٹمی نیوکلس کے رابطے (بندھن) کے ٹوٹنے سے اور ایٹمی توانائی فقط ایٹمی نیوکلس کی رابطہ توانائی بندھن توانائی Binding Energy ہے۔ اور جب یہ رابطہ یہ بندھن جس نے ایٹمی نیوکلس کے مختلف ذروں کو یکجا باندھ رکھا ہے ٹوٹتا ہے تو توانائی خارج ہوتی ہے۔ جسے ایٹمی توانائی کہا جاتا ہے اور جس کا اصلی حقیقی نام نیوکلیائی توانائی Nuclear Energy نیوکلر انرجی ہے۔ یاد رکھئے کوئی بھی دوسری قسم کی توانائی کیمیاوی یا برقی اس طرح سے یعنی توڑ پھوڑ کے عمل سے پیدا نہیں ہوتی۔ اس طرح یہ خاصیت ایسی خاصیت ہے جو ایٹمی عمل کو دوسرے عملوں سے ممیز کرتی ہے۔ پھر ایٹمی عمل ایک خاص قسم کی اور ایک خاص حد تک توڑ پھوڑ کرتا ہے۔ اس طرح کہ اسے مکمل کرشر Absolute Crusher کہا جا سکتا ہے۔ ایٹمی عمل میں ایٹم کا نیوکلس اور خلئے کا نیوکلس دونوں ہی شامل ہیں۔ اور دونوں ہی اثر پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہ دونوں اس طرح ٹوٹ جاتے ہیں کہ پھر اُن کا اپنی اصلی حالت پر آنا کسی طریقے سے بھی ممکن نہیں گویا کہ ایٹم جو اس کائنات کا بنیادی پتھر کہلاتا ہے اور خلیہ جو کہ زندگی کی اکائی تصور کیا جاتا ہے دونوں ہی اس طرح کچل دیئے جاتے ہیں کہ اُن کے جڑنے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ ایٹمی عمل کے علاوہ کسی بھی عمل میں ایٹمی نیوکلس کو چھوا تک نہیں جاتا اور ایٹمی نیوکلس بالکل سلامت رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایٹمی تابکار شعاعیں بھی ایٹمی نیوکلس کو برباد کر دیتی ہیں۔ بے جان مادے کے ایٹموں کی قلب ماہیت کر دیتی ہیں۔ اور جاندار جسم میں خلئے کے نیوکلس کے کروموسومز Chromosomes کو توڑ پھوڑ دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایٹمی دھماکے کے تینوں حصے یعنی ہیٹ فلیش Heat Flash اور دھماکہ (بلاسٹ) Blast اور تابکاری شعاعیں Radiations سب ہی کرشر Crusher کا رول ادا کرتے ہیں۔ ہیٹ فلیش جانداروں کے دلوں کو کرش کرتی ہے۔ دھماکہ بلند و پست عمارتوں کو کرش کر کے اور پاوڈر بنا کر خلا میں اُچھال دیتا ہے۔ اور تابکار

شعاعیں کرشنگ کا عمل حسب معمول کرتی ہیں۔ ایٹمی فزکس کی کسی بھی معیاری درسی کتاب کو اُٹھا کر دیکھیں۔ آپ اُسے مندرجہ ذیل قسم کی اصطاحوں سے مملو پائیں گے بمبارڈنگ یعنی بمباری Bombarding کرشنگ رگڑ دینا Crushing سمیشنگ کچل دینا Smashing ہٹنگ Hitting یعنی ضرب لگانا بریکنگ Breaking یعنی توڑ دینا وغیرہ وغیرہ اور اسی طرح ریڈیو بائیولوجی کی کتابیں مندرجہ ذیل قسم کی اصطلاحوں سے پُر نظر آئیں گی۔ ٹارگٹ کانسپٹ Target Concept یعنی ٹارگٹ والا نظریہ۔ ڈائریکٹ ایکشن Direct Action ڈائیریکٹ ایکشن، انڈائرکٹ ایکشن Indirect Action بالواسطہ اقدام سنیپنگ دی کیبل ود دی بلٹ Snapping the cable with the bullet ڈوری کو گولی سے اڑا دینا۔ بریکنگ دی کروموسومز۔ Breaking the Chromosomes کروموسومز کو توڑ دینا۔ اور یہ فقرہ پڑھیے۔

''ریڈی ایشنز ہٹ دی سیلز اینڈ کرش دِیم لائیک سلیج ھیمر Radiations hit the cells and crush them like sledge hammer تابکار شعاعیں خلیوں پر ضرب لگاتی ہیں اور انہیں ہتھوڑے کی طرح کچل دیتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ لارڈ روتھر فورڈ Rutherford کا مندرجہ ذیل بیان اس ضمن میں پڑھیے۔ جو اُس نے اپنے اُس مشہور و معروف تجربے کے بعد اپنی ڈائری میں رقم کیا۔ جس میں اُس نے سونے کی پتی پر الفا پارٹیکلز سے بمبارڈ کی۔ وہ اپنا تاثر یوں ریکارڈ کرتا ہے:۔

✿ ''یہ اتنا عجیب وغریب تھا جتنا کہ تم ایک پندرہ انچ کا گولہ ایک کاغذ کے پرزے پر چلاؤ اور وہ گولہ پلٹ کر تمھیں آ لگے۔ یہ واقعہ میری زندگی کا عجیب ترین واقع تھا جو مجھے پیش آیا''۔

✿ تو گویا روتھر فورڈ نے ایٹمی عمل کی اس کرشنگ والی خاصیت کو جسے ﷻ نے بیان

کیا خوب بھانپا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اگر روتھر فورڈ کے سامنے قرآن کی پیشین گوئی پیش ہوتی جسے اب میں دنیا کے سامنے پیش کرر ہا ہوں تو روتھر فورڈ کی کیا حالت ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ وہ حیرت سے پاگل ہو جاتا۔ پھر قرآن کے حُطَمَہ اور سائنس دان کے اوتما کے درمیان جو صوتی مماثلت عملی مناسبت کے علاوہ موجود ہے۔ دیکھو۔ کتنی حیران کن بات ہے اور گو کہ حُطَمَہ کے لفظی معنی اور ہیں اور اوتما اور چیز ہے۔ تاہم دونوں کے درمیان ایک بنیادی قدر مشترک موجود ہے۔ یعنی توڑ پھوڑ کی اور سائنس دان نے اس امر میں ایک غلطی کو برقرار رکھا۔

❁ قرآن فرماتا ہے۔ "حُطَمَہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے"۔ یہ تو معلوم ہے کہ ایٹمی عمل آگ ہے اور اللہ کی سلگائی ہوئی اس لئے ہے کہ بعض ناپسندیدہ اعمال کی جزا کے طور پر منطقی عمل کے نتیجے میں نمودار ہوئی ہے اور اللہ کا غضب ہے عذابِ الٰہی ہے نیز حجم اور شدت کے اعتبار سے اتنی ناقابلِ بیان حد تک زیادہ ہے کہ اسے اللہ کے نام کے ساتھ منسلک کیا جا سکتا ہے۔

❁ قرآن فرماتا ہے۔ "آگ ہے جو چڑھتی ہے دلوں پر"۔ یہ خصوصیت پھر ایسی خصوصیت ہے جو ایٹمی عمل کو ہر دوسرے عمل کیمیاوی اور برقی سے ممیز کرتی ہے اور کسی میں بھی سوائے ایٹمی عمل کے یہ خصوصیت موجود نہیں۔ قرآن کا یہ نکتہ کہ "آگ ہے جو چڑھتی ہے دلوں پر"۔ محض ایٹمی عمل کا نام لینے سے ہی پایہ اثبات کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایٹمی عمل کا حقیقی سائنسی نام نیوکلر Nuclear ہے۔ نیوکلر اسم صفت ہے نیوکلس کا۔ اور نیوکلس کہتے ہیں مرکزی نقطے کو۔ دل کو۔ گویا کہ نیوکلر فائر Nuclear fire کا مطلب ہوا وہ آگ جو نیوکلس یعنی دل سے متعلق ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ نیوکلس اور دل میں کیا مناسبت ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ دل کا لفظ قرآن ہی نے استعمال نہیں کیا خود سائنس دان بھی نیوکلس کے لئے دل کا لفظ استعمال کرتا ہے اور یہ استعمال ایٹمی فزکس کی معیاری درسی کتب میں پایا جاتا ہے۔ ہم بے شمار

مثالوں میں سے فقط دو پر اکتفا کریں گے۔ملاحظہ ہو۔

✿ ''ہر سریع ذرہ ایک منفرد ایٹم کے بالخصوص دل یعنی تابکار مادے کے نیوکلس سے آتا ہے''۔(حوالہ فزکس فزیکل سائنس سٹڈی کمیٹی، دوسرا ایڈیشن ڈی سی ہیتھ اینڈ کمپنی لیکزنٹن مساچوسیٹر جولائی 1965ء صفحہ 130)

✿ انگریزی کی اصل عبارت میں نکتہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔عبارت یوں ہے۔ '' ایچ فاسٹ پارٹیکل کمز فرام دی بریک اپ آف دی ویری ہرٹ آف اے سنگل ایٹم''۔(دی نیوکلس آف دی ریڈیو ایکٹو میٹریل)۔

Each fast particle comes from the break up of the very heart of a single atom-the nucleus of the Radio-active material

✿ ''ایک تابکار نیوکلس کی زندگی میں کتنی نیوکلر دل کی ضربات ہوں گی جو سیکنڈ کا اربواں حصہ قائم رہتا ہے''۔(حوالہ مندرجہ بالا صفحہ 21 مختصر سوالات)۔

✿ اصلی انگریزی عبارت یوں ہے'' ہاؤمینی نیوکلر ہرٹ بیٹس آر ان دی لائف ٹائم آف اے ریڈیو ایکٹو نیوکلس وچ لاسٹس اونلی اے بیلینتھ آف اے سیکنڈ!

"How many nuclear heart beats are in the lifetime of a Radioactive Nucleus which lasts only a billionth of a second "

ایڈورڈ ٹیلر (ہائیڈروجن بم کے موجد) نے 1939ء میں ایٹم کے دل سے توانائی حاصل کرنے کے موضوع پر لیکچر دیا۔ایٹمی عمل کا پورے کا پورا دائرہ کار ہی ایٹمی نیوکلس میں محدود ہے۔کسی دوسرے فینامینن Phenomenon مثلاً کیمیاوی ، برقی میں نیوکلس کو چھوا تک نہیں جاتا چھیڑا تک نہیں جاتا اور اس لئے ہمیشہ سالم رہتا ہے ایٹمی توانائی کے عمل میں خواہ وہ فزون کے قاعدے سے ہو خواہ فیوژن کے قاعدے سے

سارے کا سارا عمل نیوکلس کے اندر ہی ہوتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ واضح اور مہتم بالشان مظاہرہ اس دل پر چڑھنے کے عمل کا ہوتا ہے۔ تھرمونیوکلر پراسس Thermonuclear process میں جسے عرف عام میں ہائیڈروجن بم کا نام دیا جاتا ہے۔ اس صورت میں اندرونی فیون بم (ایٹم بم) سے پیدا کی ہوئی آگ کو باہر والے خول میں موجود ہائیڈروجن کے ایٹموں کے نیوکلس پر پھینکا جاتا ہے گویا کہ آگ نیوکلائی پر چڑھ رہی ہوتی ہے یعنی دلوں پر چڑھ رہی ہوتی ہے نیز یہ تھرمونیوکلر کی اصطلاح ایٹمی آگ کی قرانی تعریف یعنی ''دلوں پر چڑھنے والی'' کا عین ترجمہ ہے۔ تھرمو کہتے ہیں حرارت کو اور نیوکلر کے ساتھ مطلب ہوگا نیوکلس سے متعلق حرارت یا دل سے متعلق آگ۔

✿ تابکار شعاعیں بھی اسی دل پر چڑھنے والی خصوصیات کا مظاہرہ کرتی ہیں

✿ وہ بے جان چیزوں کے ایٹمی نیوکلائی پر حملہ آور ہوکر اور ایٹمی نیوکلس کی ترتیب کو گڑبڑ کر کے ان ایٹموں کی قلب ماہیت کر دیتی ہیں۔ یہ مژدہ گھٹیا دھاتوں کو سونے میں بدلنے والوں کے لئے جانفزا ثابت ہوتا۔ مگر ھیہات کہ دوسری دھاتوں کو سونے میں بدلنے کا تجربہ ابھی کامیاب نہیں ہوا۔ جاندار اجسام میں تابکاری شعاعیں خلیوں کے نیوکلائی پر حملہ آور ہوکر نیوکلر کروموسومز Nuclear Chromosomes کو توڑ پھوڑ دیتی ہیں۔ ایک غور طلب بات اس امر میں یہ سامنے آتی ہے کہ تابکاری شعاعیں کسی جاندار کے جسم میں ہر اُس عضو کے لئے جو دل سے وابستہ ہو ترجیحی رویہ اختیار کرتی ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

✿ اولاً یہ کہ وہ زندگی کے عمل میں موجود باہمی عضوی تعاون پر اُس سطح پر حملہ آور ہوتی ہیں جو دماغ کے کنٹرول سے ورے ہے۔ یعنی دماغ سے ورے کہیں زندگی کے دل کے قریب دوم یہ کہ ہڈیوں کا گودا اور باقی تمام خون بنانے والے اعضا بمقابلہء دماغ اعصاب اور عضلات تابکاری سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ہڈیوں کے گودے اور

خون بنانے والے اعضا کا خونی رشتہ دل کے ساتھ واضح ہے۔ سوم یہ کہ ایک سے زیادہ خلیوں والے سارے حیاتیاتی نظام Multicellularorganisms ایک خلیئے والے حیاتیاتی نظاموں UnicellularOrganisms سے کہیں زیادہ تابکاری اثرات قبول کرتے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ زیادہ خلیوں والے نظاموں کے تنفس اور دورانِ خون کے نظام ایک خلیئے والے نظاموں سے بہتر ہوتے ہیں اور نظام تنفس اور دورانِ خون کے نظام کا جو خونی رشتہ دل کے ساتھ ہے وہ بھی واضح ہے۔ یہ نتیجہ میرا خود اخذ کردہ ہے اور نہ تو کسی دوسرے سائنس دان نے اس نکتے پر کوئی بات کی ہے نہ ہی میں نے کسی سے ابھی تک اس نکتے پر بحث کی ہے۔ چہارم یہ کہ تابکاری شعاؤں کا اثر آکسیجن کی عدم موجودگی میں کم ہو جاتا ہے نیز آکسیجن اور دل کے درمیان جو خونی رشتہ نظام تنفس اور نظام دورانِ خون کے واسطے سے موجود ہے وہ بھی واضح ہے۔ پنجم یہ کہ ایٹم بم کی ہیٹ فلیش Heat Flash جانداروں کے دل پر صدمہ لگا کر اُن کو مارتی ہے۔ اس ضمن میں ورڈز ورتھ کا ایک چھوٹا سا شعر نہائت ہی حسب حال ہے وہ کہتا ہے۔

"وائے افسوس کہ دل کے معاملوں پر اُبھرنے والے دستور کو ایک جھلملاتے ہوئے ایٹم کے سامنے معدوم ہونے دیا جائے"۔

✿ قرانِ حکیم فرماتا ہے "حُطمہ ایک آگ ہے بند کی ہوئی اُن پر"۔

✿ بلاشبہ ایٹمی فینامینن Atomic Phenomenon میں گھیراؤ کرنے کی خصوصیات واضح انداز میں پائی جاتی ہیں۔ ایٹمی دھماکوں کی تابکاری کے مقامی اور ساری زمین کو ڈھانپنے والے غلاف اور ہڈیوں میں بیٹھنے والے تابکاری مادوں کی ضد اور کینسروں کا تابکاری کے حملے کے چھ سے تیس برس تک کے بعد نمودار ہونا اور خلیئے پر تابکاری شعاع کا حملہ استراحتی مرحلے Resting stage میں ہونا مگر اثرات کا انا کے مرحلے Anaphase میں نمودار ہونا اور فقط کسی ایک عضو پر تابکاری کے

حملے کے باوجود سارے جسم میں تابکاری کے اثرات کا نمودار ہو جانا۔ اور تابکاری کی قاتل مقدار سے تابکار شدہ ایسے مینڈکوں کا جنہیں نقطہ انجماد کے قریب قریب سردی میں رکھا جائے بجائے تین سے چھ ہفتے کی معینہ مدت میں مرجانے کے کئی مہینوں تک زندہ رہنا اور گرمی پہنچانے کی صورت میں فی الفور تابکاری کی علامات کا ظاہر ہو جانا اور ان مینڈکوں کا تین سے چھ ہفتے کی معینہ مدت میں مرجانا اور الیگزنڈر ہیڈو Alexander Haddow کا یہ خیال کہ ہوسکتا ہے کہ کینسر پیدا کرنے والی اشیاء کا کینسر پیدا کرنے والا اثر نمو کے عمومی عمل میں طویل المیعاد مداخلت ہی ہو اور تابکاری کا وہ گھیراؤ جو وہ اپنے طویل المیعاد جنسی اثرات کے سبب انسانیت کی آنے والی نسلوں تک کرتی ہے اور وہ گھیراؤ جو زمین کا وہ زندگی کو فنا کر دینے کے بعد لاکھوں سالوں تک زمین پر بکھرنے والے تابکار مادوں کی وجہ سے لے سکتی ہے چند ایسے مشاہدات ہیں جو بلاشبہ تابکاری کے گھیراؤ کرنے والی صفت کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔

۞ قرآن کریم فرماتا ہے "کھچے ہوئے ستونوں میں"۔

۞ ایٹمی دھماکے سے منسلک ہونے والی امتیازی علامت یعنی کھچے ہوئے ستون کے علاوہ ایٹمی فینامینن کا اس ضمن میں ایک اور پہلو بھی ہے یعنی یہ کہ تابکاری کی دنیا کو بجا طور پر کھچے ہوئے ستونوں کی دنیا کے نام سے پکارا جاسکتا ہے۔ الفا پارٹیکل کی چار سینٹی میٹر کی اُٹھان کو اگر الفا پارٹیکل کے حجم کے مقابلے میں دیکھا جائے تو یہ بلندی بھی ایک بہت اونچا ستون نظر آئے گی۔ ایک فٹ بال اگر اپنے حجم کے مقابلے میں اسی نسبت سے اوپر اُٹھے تو وہ آسمانوں کی وسعتوں میں گم ہو جائے گا اسی طرح اگر خلاء سے آنے والی تابکاری شعاؤں Cosmic Rays کی بلندیوں کو دیکھا جائے تو اُن کے ستونوں کو دیکھ کر تو انسان کا دماغ ہی چکرا جائے۔ اس زاویئے سے اس معاملے کو میں نے خود دیکھا ہے اور غالباً کسی دوسرے سائنس دان نے اب تک اس جانب کوئی توجہ مبذول نہیں کی۔

✿ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایٹمی جہنم کی منظر کشی کی۔

✿ فرمایا "اللہ تعالیٰ فرشتوں کو آگ کے ڈھکنے اور آگ کی میخیں اور آگ کے ستون دے کر بھیجے گا وہ جہنمیوں کو آگ کے ڈھکنوں سے ڈھانپ دیں گے اور اُن کو آگ کی میخوں سے جڑ دیں گے۔ پھر اُن کے اوپر آگ کے ستون کھینچ دیں گے۔ سارا ماحول اس قدر مہر بند ہوگا کہ نہ تو فرحت کی کوئی مقدار باہر سے اندر آسکے گی نہ ہی دکھ کی کوئی رمق اندر سے باہر جا سکے گی۔ اللہ تعالی اپنے عرش پر اُن لوگوں کو فراموش کر دے گا جنت کے مکین اللہ کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونا شروع کر دیں گے۔ جہنم کے مکین مدد کے لئے پکارنا بند کر دیں گے اور بات چیت ختم ہو جائے گی۔ اور اُن کی بات چیت سانس اندر کھینچنے اور سانس باہر پھینکنے کی مثل ہوگی" (تفسیر الجلالین)

✿ اب ایٹمی بم کے دھماکے کی اس سے بہتر تصویر تصور میں نہیں آ سکتی۔ ایٹم بم کا دھماکہ ایک الٹی دیگ کی طرح ہوتا ہے اور بدنصیب لوگوں کو اوپر سے ڈھانپ دیتا ہے تابکاری شعاعیں آگ کی میخیں ہیں جن سے ان بدنصیبوں کو جڑ دیا جاتا ہے اور ایٹمی دھماکے کا کھچا ہوا ستون آگ کا ستون ہوتا ہے جو ان کے اوپر کھینچ دیا جاتا ہے

اعازنا الله منها ومن سائر وجوه العذاب.

✿ اس مثال کی تطبیق ایٹمی توانائی برائے امن پر بھی ہوتی ہے مکمل ایٹمی توانائی کے دور میں اس دنیا کو ایٹمی توانائی سے ڈھانپ دیا جائے گا۔ تابکاری شعاعیں لوگوں کو آگ کی میخوں کی طرح پرو دیں گی اور لمبے لمبے ستون تابکاری شعاعوں کے بھی بنتے ہیں اور بعض مفسرین کرام نے تو لمبے لمبے ستونوں کی تعبیر لمبے لمبے زمانوں اور بڑی بڑی زنجیروں سے بھی کی ہے۔

✿ قرآن کریم فرماتا ہے۔ "تجھے کیا سمجھائے کہ کیا ہے وہ روندنے والی یعنی حُطمہ؟"۔

✿ مفسرینِ کرام نے اس سوال سے معنی بیحد خوفناکی کے لئے ہیں اور واقعی ایٹمی جہنم کی خوفناکی کو بیان کرنا ممکن نہیں اب اس عارضی دنیوی ایٹمی جہنم کی موجودگی میں جو

مشاہدات سامنے آئے ہیں اُن کی روشنی میں خوفنا کی کے علاوہ ایٹمی سائنس کے مضمون کی بے پناہ اور بے انتہاء پیچیدگی کے کیا کہنے۔ یہی سوال کہ "تجھے کیا سمجھائے کہ ایٹمی سائنس کیا ہے؟"۔ اگر اس دور کے سائنس دان سے کیا جائے تو اُس کا جواب ہوگا کہ "کچھ نہیں" واقعی اس مضمون کی پیچیدگیاں اور مشکلات بیان سے باہر ہیں۔

✿ آج سے چودہ سو برس قبل نازل ہونے والی کتاب کا اس جدید بیکنی اٹامزم کے فلسفے اور اس جدید ایٹمی سائنس کے ایٹمی عمل کی تشریح کرنا اور اس بیکنی ترقی کو ایٹمی بموں کی پیدائش کا بنیادی منطقی سبب ٹھہرانا جو کہ کسی سقراط بقراط جالینوس ارسطو افلاطون بیکن یا رسل کے بس کی بات نہیں۔ ایک ایسا معجزہ ہے جس نے معجزوں کے منکر اس دور میں سائنس دانوں کو ان معجزوں سے منکر سائنس کے معاملے میں تذبذب سے دوچار کر دیا ہے اور گوئم مشکل وگرنہ گوئم مشکل والا معاملہ آن پڑا ہے۔ کیونکہ انکار کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے یہ پیشین گوئی میرا اپنا انکشاف ہے مسلم اور غیر مسلم سبھی اس راز سے بے خبر ہیں اور قرآن حکیم کی یہ پیشین گوئی انسانیت کی تقدیر ہے۔ کشتیءِ نوح ہے عصائے موسوی ہے نفسِ عیسوی ہے۔ اس دنیا میں ایٹمی خطرے کے خلاف کوئی بھی تحریک کسی موثر انداز میں چل سکتی ہے نہ ہی کوئی دین بالخصوص اسلام مکمل طور پر نافذ ہو سکتا ہے جب تک قرآن حکیم کی اس پیشین گوئی میں پائے جانے والے رہنما اصول کلی طور پر اپنائے نہیں جاتے اور لائحہ عمل اُن کے مطابق متعین نہیں کیا جاتا۔ انسانیت کے لئے مسلمانوں کی جانب سے اگر کوئی بہترین تحفہ پندرھویں صدی کا ہو سکتا ہے تو وہ یہی پیشین گوئی ہے نیز یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ بالفرض اگر اسلام یا کوئی دوسرا الہی دین اس موجودہ بیکنی ترقی کی موجودگی میں کامل طور پر نافذ بھی کر دیا جائے تو یہ دین نہ تو اپنے پیروکاروں کو اور نہ ہی اپنے آپ کو اس بیکنی ترقی کے عمل کے منطقی انجام سے بچا سکتا ہے اور منطقی انجام اس کا ایٹمی تباہی کے علاوہ

کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میری یہ دلی دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے اس انسانیت کو اس دردناک المیے سے بچالے اور اس سے بچنے کے لئے ان کو وہ نگاہ بخش دے جو حقیقت کو دیکھ سکے اور ان کو وہ توفیق بخشے جس کے سبب وہ ہمت کے جذبے سے سرشار ہو کر مسئلے کا مردانہ وار مقابلہ کر کے اپنے لئے راہِ نجات تلاش کر لیں اگرچہ مسئلہ بہت مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اوکاسا پبلیکیشنز کی مطبوعات

۱۔ فقر غیور تحریر علامہ محمد یوسف جبریل

۲۔ طب یونانی تحریر علامہ یوسف جبریل

۳۔ ایٹم بم اور قران حکیم تحریر علامہ محمد یوسف جبریل

۴۔ اولاد امیر المومنین تحریر وزیر الحسین علوی ایران

۵۔ ایٹمی جہنم بجھانے والا قرانی فارمولا تحریر علامہ محمد یوسف جبریل

۶۔ یہودیت عیسائیت اور اسلام تحریر علامہ یوسف جبریل

۷۔ فلسفہ تخلیق کائنات تحریر علامہ یوسف جبریل

۸۔ علوی اعوان قبیلہ مختصر تعارف تحریر علامہ محمد یوسف جبریل

۸۔ سوئے منزل تحریر علامہ یوسف جبریل

۹۔ تاریخ قطب شاہی تحریر ریاض حسین سیالوی

۱۰۔ سادات علوی اعوان مشائخ تحری زین العابدین علوی

۱۱۔ بیکن دجال اور ایٹم بم تحریر علامہ محمد یوسف جبریل

۱۲۔ تاریخ سیادت علویہ تحریر زین العابدین علوی

۱۳۔ کہانی خواب لگتی ہے گل نازک

۱۴۔ انوار السیادت (نوشاہی)

﴿نواں باب﴾

ایٹمی جہنم سے بچنے کی تدبیر

ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
پر تری رحمت نے گوارا نہ کیا

وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعے ایٹمی جنگ کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹالا جا سکتا ہے۔ وہ احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔ ایٹمی جنگ کے امکانات کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ اُن بنیادی خصلتوں کی اصلاح ہے جن کو قرآن حکیم نے ایٹمی آگ کی پیدائش کا سبب قرار دیا ہے ورنہ دنیا کی کوئی طاقت موجودہ انسانیت کو اس عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ زود یا بدیر ایٹمی آگ ساری نوع انسانی کو بھون ڈالے گی۔ پچھلے ادوار میں کوئی شخص اگر افلاس کے خوف سے اپنے بچوں کو ضائع کر دیتا تو لوگوں کے دل لرز اُٹھتے اور اس مہذب دور میں انسانیت اپنے سارے بچوں کو آگ میں جھونکنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور وہ لوگ جو اس خیال میں ہیں کہ ایٹمی توانائی برائے امن اس درجہ خطرناک نہیں کہ اس سے عالمی بہبود کے لئے فائدہ نہ اٹھایا جا سکے یا یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ایٹمی توانائی کے مضر اثرات کے باوجود اس کے استعمال پر مجبور ہے اُن کے یہ خیال انسانیت کی خودکشی کے مترادف ہیں۔ ایٹمی توانائی موجود ہو تو ایٹم بم بھی بن سکتے ہیں بن سکتے ہیں تو استعمال بھی ہو سکتے ہیں اور ایٹم بموں سے صرفِ نظر ایٹمی توانائی بجائے خود ناگزیر تابکاری شعاؤں کے سبب ایک مہلک ترین چیز ہے۔ تابکاری شعاؤں کو کسی بھی صورت میں ایٹمی توانائی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ نہ ہی ان سے بچاؤ کی کوئی سو فی صد موثر تدبیر ہے۔ ایٹمی جنگ سے دنیا تباہ ہو خواہ ایٹمی توانائی کی تابکاری شعاؤں سے۔ اگر یہ دنیا اُس خدا کی ہے جس سے مسلمانوں کا عہد ہے اور اگر قرآن حکیم میں ایٹمی آگ کے بارے میں تنبیہ بھی اسی خدا کی ہے۔ تو

خدا کی دنیا کو خدا کے لئے بچانے کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہ ایک عجیب سی صورت حال ہے جو بالآخر پیدا ہو چکی ہے اور بے شک محیر العقول ہے۔ تاہم ہر وہ شخص خواہ وہ کسی مذہب یا قوم سے تعلق رکھتا ہو جو انسانیت کو اس ایٹمی عذابِ الیم سے بچانے کی سعی کرے گا وہ انسانیت کے بارے میں اپنا فرض ادا کرے گا اور حقیقی فراست کا ثبوت دے گا۔

✿ ایٹمی جہنم (خواہ ایٹمی توانائی برائے امن ہو خواہ ایٹمی بم برائے جنگ ہو) کی پیدائش کے لئے کسی خاص فرد یا کسی خاص قوم کو مطعون نہ کرو۔ البتہ اس نظام کو قصوروار گردانو جس کے مخصوص ڈھانچے میں اسباب و نتائج کے طور پر بالآخر وہی کچھ نمودار ہو گیا جس نے نمودار ہونا تھا۔ ایک طویل منطقی عمل کا نتیجہ۔ ایٹمی دیووں کی عالم گیر تباہی کتنا حلیم کتنا مہذب نام ہے۔ نیوکلر انرجی Nuclear Energy والے کتنی سفاک کیسی عیار کس قدر غیر مہذب مگر ایک نرم گو اور شیریں گفتار رحم اور ہمدردی کے جذبات سے عاری دور کے لوگوں کے لئے موزوں ترین سزا جو ایک مہذب نشے کی مستی میں دولت کا راگ الاپتے ہوئے موت کے کنوئیں کی جانب رواں دواں ہیں۔ لیکن کیا وہ سنیں گے؟ کیا وہ لمحہ بھر سوچنے کے لئے رُکیں گے۔ کیا دولت کی ہوس کا نشہ انہیں ایسا کرنے کی مہلت دے گا؟

✿ یہ درست ہے اور یہ درست کہا گیا ہے کہ وہ جو اپنی زندگی سائنس کے لئے وقف کرتا ہے اُس کے لئے انکشافات سے بڑھ کر کوئی چیز مُسرت انگیز نہیں ہو سکتی لیکن اُس کی خوشی کا جام صرف اُسی صورت میں پُر ہوتا ہے جب اُس کے مطالعہ کے نتائج عملی طور پر مستعمل ہوتے ہیں۔ لیکن ہم بڑے ہی افسوس کے ساتھ اس مبنی بر حقیقت مقولے میں اس قدر تبدیلی کرنے پر مجبور ہیں کہ ہر وہ شخص جو ایٹمی توانائی میں انکشافات کرنے کی حد تک بد نصیب ہو اگر اُس کے انکشافات عملی طور پر مستعمل ہونے کی سعادت حاصل کر لیں۔ تو اس کے پیالے میں جو کچھ پڑے گا وہ افسوس اور

ندامت کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا اور اُس کی قدر دانی کے طور پر جو آواز بھی نکلے گی۔وہ جلتے ہوئے لوگوں کی چیخ وپکار اور کینسر کے درد سے ہائے وائے کرنے والے بدنصیبوں کی آہ وبکا کے سوا کچھ نہ ہوگی۔

اٹامزم کا شیر اب آزاد کر دیا گیا ہے۔اور اُسے پھر پنجرے میں بند کون کر سکے گا؟ کہتے ہیں کہ ایک بار ایک شیر کسی پنجرے میں پھنس گیا۔اُس نے بہتیری چیخ وپکار گونج گرج اور روائی دھائی کی۔بہتیرا الٹا سیدھا ہوا۔بے قراری کے عالم میں اپنے ہی پنجوں کو اپنے دانتوں سے کاٹا۔مگر پنجرے نے نہ کھلنا تھا۔نہ کھلا۔اتفاق سے ادھر ایک برہمن کا گذر ہوا۔اسے دیکھ کر شیر گڑگڑایا کہ اے خدا ترس برہمن مجھے اس عذاب ابدی سے نجات دلا۔میرا پنجرہ کھول دے۔میں عمر بھر تمھارا غلام رہوں گا برہمن نے کہا۔ارے تُو تو مجھے کھا جائے گا۔شیر نے کہا ایسا کبھی ہوسکتا ہے تُو مجھ پر زندگی بھر کا احسان کرے۔اور میں تجھے کھا جاؤں۔برہمن نے آگے بڑھ کر پنجرہ کھول دیا۔شیر کا نکلنا تھا کہ گرجا۔اور کہا میں کئی روز سے بھوکا پیاسا اس پنجرے میں پڑا ہوں۔میں تجھے ضرور کھاؤں گا۔اب تو برہمن کے ہوش اُڑ گئے۔لیکن عرض کی کہ اے شیر تو مجھے کھا لے۔لیکن کم از کم تین چیزوں کی گواہی تو ہونی چاہئے۔شیر نے کہا۔اچھا چلو چلتے ہیں۔راستے میں اُنہیں ایک درخت ملا۔برہمن نے ماجرا بیان کیا تو درخت نے شیر سے کہا۔کہ دیر نہ کر اس آدم زاد کو کھالے۔یہ لوگ میری چھاؤں میں بیٹھتے ہیں۔میرا پھل کھاتے ہیں۔اور پھر کلہاڑی سے میری شاخیں کاٹتے ہیں آگے بڑھے۔تو ایک گدھا ملا۔برہمن نے جب ماجرا بیان کیا۔تو گدھے نے کہا شیر۔دیر نہ کر۔اس آدم زاد کو کھالے ساری عمر میرے مالک نے مجھ سے کام لیا۔اور جو بڈھا ہوگیا۔تو ڈنڈے مار کر گھر سے نکال دیا۔یہ آدم زاد اسی قابل ہیں۔تو ضرور اسے کھا جا۔آگے چلے تو ایک گیدڑ ملا۔برہمن نے سارا ماجرا من وعن سنایا تو گیدڑ ٹپٹایا اور کہا مجھے تو بالکل یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔وہاں پنجرے کے پاس مجھے لے چلو۔پنجرے کے پاس آئے

تو گیدڑ نے شیر سے بیان دینے کو کہا۔ اور جب شیر کا بیان سُن چکا تو کہا۔ کہ مجھے اعتبار نہیں آتا کہ اتنا بڑا شیر اتنے چھوٹے سے پنجرے میں سما جائے مجھے تو یہ ساری بات ہی بناوٹ معلوم ہوتی ہے۔ شیر نے تاؤ کھا کر آ دیکھا نہ تاؤ۔ اور پنجرے میں داخل ہو گیا ۔گیدڑ نے برہمن کو اشارہ کیا۔ برہمن نے آگے بڑھ کر پنجرے کے دروازے کو چٹخنی لگا دی۔ اور گیدڑ نے کہا۔ شیر صاحب یہ بات بہتر ہے کہ آپ اسی طرح رہیں اور جیسے ہیں ٹھیک ہیں۔

✿ نکسن اور برزنیف ایٹمی شیر کو پنجرے میں بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس طرح اُن سے پہلے آئزن ہوور اور خروشیو یہ جتن کرتے کرتے دار فانی کو سدھار چکے ہیں اور اسی طرح یہ جتن وہ لوگ کرتے رہیں گے جو ان کے بعد آئیں گے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اس آزاد ایٹمی شیر کو پنجرے میں بند کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا ۔جب کہ نوعِ انسانی کا ازلی دشمن حضرت شیطان دیوار پہ شہد کا ٹھپہ لگانے کے لئے موجود ہے۔ اور پھر یہ ایٹمی شیر اگر پنجرے میں بند بھی کر دیا جائے تو اس کی ریڈیائی شعاؤں کو کون روک سکے گا اور شیطان جو انگلی سے دیوار پر شہد کا ڈب لگاتا ہے وہ بھی عجیب چیز ہے۔ کہتے ہیں ایک روز ایک آدمی نے شیطان سے شکائت کی کہ تُو دنیا میں دنگا فساد کراتا ہے تو شیطان نے حیران ہو کر کہا کہ میں تو فقط ایک انگلی سے شہد کا ہلکا سا ڈب دیوار پہ لگاتا ہوں باقی کام تو خود انسان کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اس آدمی کو ساتھ لے کے چلا اور ایک حلوائی کی دکان پر آیا۔ چپکے سے شیرے کے کڑاہ میں چھنگلی ہلکے سے ڈبوئی۔ اور ہلکے سے اندر کی دیوار پر ڈب کر دی اور خود ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ شیرے پر مکھیاں اکٹھی ہوئیں۔ مکھیوں پر چھپکلی داؤ لگا کر بیٹھی۔ چھکلی پر حلوائی کی بلی نے نشانہ باندھا۔ اتنے میں ایک گاہک مٹھائی لینے آیا۔ اُس کے ساتھ کتا تھا۔ دفعتۃً چھپکلی مکھیوں پر بلی چھپکلی پر اور کُتا بلی پر لپکا حلوائی نے کتے پر اپنا کڑچھا پھینکا۔ کتے کے مالک نے اپنا ڈنڈا حلوائی کی چندیا پر رسید کیا۔ اور حلوائی مر گیا۔ پولیس آئی۔

پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔شیطان آہستہ سے باہر آیا اور اپنے شکائت کرنے والے سے کہا۔دیکھ لیا دوست میں نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کیا۔کہ شیرے کی انگلی سے دیوار پر ہلکے سے ڈُب لگایا۔باقی کام تو خود تم انسانوں نے خود کیا ہے۔مجھے خواہ مخواہ بد نام کرتے ہو۔

❁ میرا نظریہ یہ ہے کہ کبھی بھی کسی آدمی نے تکلیف کو محض اس کے تکلیف ہونے کی وجہ سے نہیں چاہا۔نہ ہی کسی نے حظ سے محض اس کے حظ ہونے کی وجہ سے گریز کیا ہے۔حظ کی آرزو اور تکلیف سے نفور انسان کی فطرت میں ودیعت ہو چکا ہے۔آدمی یا تو حظِ حاضرہ تکلیفِ حاضرہ سے گریز کرنے کی خاطر حاصل کرتا ہے یا وہ لذتِ حاضرہ سے گریز اور تکلیف کی برداشت اس اُمید پر کرتا ہے۔کہ اس طرح وہ بہتر حظ حاصل کرنے کے قابل ہو جائے گا۔تاہم اس اصول میں استثناء کی گنجائش بھی موجود ہے۔تکلیف کی کئی قسمیں ہیں۔خالص درد مثلاً دانت کا درد اسے کوئی بھی محض اس کی خاطر نہیں چاہتا۔یا نقصان یا مصیبت کے احساس کی تکلیف اور اسے بھی کوئی محض اس کی خاطر نہیں چاہتا۔تاہم تکلیف کی قسمیں ایسی بھی ہیں۔جن کے ساتھ کچھ خوشگوار احساس بھی شامل ہوتا ہے۔مثلاً عشق کا درد۔یہ موضوع شاعروں کے ہاں بے حد مقبول ہے۔یہ درد تکلیف دہ ضرور ہوتا ہے مگر اس کے اندر کچھ کشش ضرور ہوتی ہے۔تاہم استثنائی شواہد بھی موجود ہو سکتے ہیں مثلاً ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو غم یا خوشی کے احساس سے قطعاً عاری ہوں۔لیکن ہماری بحث یہاں خواص سے نہیں بلکہ عوام سے ہے۔نہ ہی یہاں ہمارا ارادہ اس موضوع پر نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے کوئی مکمل رسالہ لکھنے کا ہے۔بہرحال اہم بات اس ضمن میں وہ رویہ ہے جو لوگ حظ اور تکلیف کے بارے میں ظاہر کرتے ہیں۔آدمی ایسے بھی ہیں جو حظ کے پیچھے بھاگتے ہیں اور تکلیف سے اعراض کرتے ہیں۔آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو حظ سے اعراض کرتے ہیں اور تکلیف کو برداشت کرتے ہیں اور آدمی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو تکلیف کی تلاش

کرتے ہیں۔اور حظ سے اجتناب کرتے ہیں۔پہلی قسم کے آدمی ابناء الوقت ہیں۔ہوا کے جھونکے ہیں۔دوسری اور تیسری قسم کے لوگ اس اُمید پر حظ سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔اور تکلیف کو لبیک کہتے ہیں کہ اس طرح وہ بہتر حظ حاصل کر سکیں گے۔اور قلبی سکون کو پاسکیں گے۔یہی اُن کا طریقہ ہے اور اسی لئے وہ موجودہ حظ کو قربان کرتے ہیں۔اور موجودہ تکلیف کو برداشت کرتے ہیں۔اس دوسری اور تیسری قسموں کو مزید دوگروہوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔پہلا گروہ وہ ہے جن کی دل میں فقط اسی دنیا کا حظ اور اسی دنیا کی تکلیف ہوتی ہے۔دوسرا گروہ وہ ہے جن کی نگاہ میں اگلی دنیا یعنی آخرت کا حظ اور آخرت کی تکلیف ہوتی ہے۔

❁ انسانی ذہن کی تاریخ پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔کہ یہ ایک ستون کی چوٹی کے ساتھ باندھی ہوئی ایک رسی کے ساتھ بندھے ہوئے ستون کے گرد بڑی تیزی سے اڑتا ہوا چکر لگا رہا ہے۔اب یا تو حظ کی آرزو اس کے آگے آگے اُڑتی چلی جارہی ہے اور تکلیف سے نفور اس کے پیچھے پیچھے آرہا ہے اور یا معاملہ اس کے اُلٹ ہے یعنی تکلیف سے نفور آگے ہے اور حظ کی آرزو پیچھے ہے پہلی مثال حظ کے پیچھے بھاگنے والے اور تکلیف سے دور بھاگنے والے کی ہے دوسری مثال تکلیف اٹھانے اور حظ سے گریز کرنے والے کی ہے لیکن اس کے علاوہ دو اور صورتیں بھی ہیں۔ان صورتوں میں انسانی ذہن اسی ستون کے گرد ایک ہوائی جہاز کی صورت میں اُڑ رہا ہے اور پنکھے سے چل رہا ہے اس پنکھے کے ایک کنارے پر تکلیف ہے اور دوسرے کنارے پر حظ ہے۔پہلی صورت میں یہ پنکھا جہاز کے آگے ہے۔اور جہاز کو آگے کی جانب اڑا رہا ہے دوسری صورت میں پنکھا جہاز کی پچھلی جانب لگا ہے اور جہاز کو پیچھے کی جانب کھینچتا ہوا اُلٹے پاؤں اُڑا رہا ہے۔یہ دونوں صورتیں ایک ایسی متوازن زندگی کی ہیں جس میں تکلیف اور حظ کو متوازن کر دیا گیا ہے۔لیکن فرق یہ ہے کہ جس ذہن کا پنکھا اُسے آگے کی جانب یعنی سیدھے طور اُڑا رہا ہے اُس ذہن کی نگاہ آخرت اور آخرت کی

زندگی پر ہے۔ لیکن جس ذہن کو پنکھا پیچھے کی جانب گھسیٹ کر اُڑا رہا ہے۔ اُس ذہن کی نگاہ اسی عارضی دنیا میں محدود ہے۔ اب دیکھیئے یہ تھوڑا سا فرق کتنا فرق ڈال دیتا ہے۔ ببین تفاوت راہ است از کجا تا بہ کجا! لیکن یہ نہ بھولئے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اللہ کی عبادت نہ دوزخ کے ڈر سے کرتے ہیں۔ نہ جنت کی خاطر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کی عبادت خالصاً لحب اللہ۔ خالصاً اللہ کی محبت کے لئے کرتے ہیں لیکن یہاں زیرِ بحث عوام ہیں خواص نہیں۔

✿ اس عارضی دنیا کی عارضی چیزوں کے مقابلے میں ہمیشہ رہنے والی آخرت کے خیال نے انسانی تاریخ کے عظیم ترین انسانوں کے ذہن کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہے۔ حظ کی ہمیشگی کو حاصل کرنے کے لئے ان بزرگوں نے اس دنیا کے لذائز کو قربان کیا ہے اور اس دارالمحن کے رنج وغم یہ عارضی رنج وغم برضا ورغبت سہے ہیں۔ اور لازوال انعام ہی اُن کا مطمحِ نظر رہا ہے۔ اس عارضی چند روزہ زندگی کی نعمتیں اُن کی نگاہ میں تمام دُکھ درد کی حقیقی بنیاد تھیں جبکہ اس کے برعکس اس عارضی دنیا کے دُکھ درد اُن کی نظر میں ساری خوشیوں کا سرچشمہ تھے۔ جس طرح کہ بسیار خور کی بسیار خوری اسے معدے کی تکلیف اور بعض دوسرے امراض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ لیکن روزہ دار کو روزے کی افطاری بیحساب خوشیوں سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ اسی طرح اس دنیا کے لذائز میں پڑ جانے سے بے شمار جسمانی اور روحانی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اور ان لذائذ سے کنارہ کشی کر کے زہد کی زندگی بسر کرنے والے جب اس فانی دنیا کو چھوڑ کر لافانی دنیا میں داخل ہوتے ہیں۔ تو وہاں اُن کو افطاری کا سماں نظر آتا ہے۔ اسطرح اس چند روزہ زندگی کی عیش وعشرت کے عواقب اُن کے ذہن میں ہمیشہ اُنہیں تنبیہ کرنے کے لئے موجود رہتے اور وہ کبھی بھی اس بے اعتبار دنیا اس مکار دنیا کے جال میں نہ لگتے اور اگر اس سے کلی اجتناب نہ بھی برت سکتے۔ تو ضرور اپنی زندگی کو متوازن رکھنے کی سعی کرتے۔ موت کی یاد ہر دم اُن کے ذہن میں رہتی اور آخرت کا خیال بھی

بھی اُن کے دل سے محو نہ ہوتا۔ اسی قبیل کا فلسفہ ہر مندر مسجد کلیسا معبد میں جہاں تک تاریخ ہمیں بتاتی ہے سکھایا جاتا۔ یہی روئے زمین کے جملہ مذاہب کی تعلیم تھی۔ ذہن کو مادے پر روح کو جسم پر آخرت کو دنیا پر برتری حاصل تھی۔ اس دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی کے مقابلے میں متاع الغرور کا درجہ حاصل تھا زمانے کے آلام و مصائب اور حوادث دہر صبر سے برداشت کئے جاتے تھے۔ انسانیت اخلاقیات اور روحانیات کی راہ پر اسی طرح گامزن رہی حتیٰ کہ یہ خصائص اپنے عروج پر پہنچتے ہوئے معلوم ہوئے۔ پھر زوال شروع ہو گیا۔ خود غرض لوگوں نے مذہب کی آڑ میں اپنی اغراض کی تکمیل شروع کر دی۔ شیطان سادھو سنت کی صورت میں نمودار ہو گیا۔ مذہب توہم پرستی اور فضول ظاہری رسومات کا ایک پلندہ بن کے رہ گیا۔ پھر ایک متوازن مذہب آیا توہم پرستی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ فضول ظاہری رسومات کا قلع قمع ہو گیا۔ رہبانیت کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ ذہن اور مادے روح اور جسم دنیا اور آخرت کو اپنا اپنا مقام عطا ہوا۔ ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ انسانیت کو ایک مکمل قانون ایک مکمل ضابطہ حیات تفویض کیا گیا۔ دین کی یہ صورت آخری اور مکمل صورت تھی۔ صدیوں بات اسی منوال پر چلتی رہی مگر پھر ایک بار الحاد نے سر اٹھایا مذہب کو توہم پرستی کا نام دیا گیا اور اسے انسان کی مادی ترقی میں ایک رکاوٹ سمجھتے ہوئے الگ کر دیا گیا۔ شک وشبہ کی فضا ہر طرف قائم ہو گئی۔ مذہب کو جنوں اور ہر مذہبی آدمی کو جنونی سمجھ لیا گیا۔ مادے اور ذہن کی وہ چپقلش جو انسانیت کی ابتدا میں شروع ہوئی تھی۔ اور جو ہمیشہ ذہن کی فتح پر ہی منتج ہوتی تھی۔ اب مادے کی فتح میں بدل گئی۔ ذہن روح اور آخرت کو خیال سے نکال دیا گیا۔ اخلاقی اور روحانی قدروں کی جگہہ سراپا مادی قدروں نے لے لی۔ موت سے بعد کی زندگی کو محض واہمے کا کرشمہ قرار دے دیا گیا۔ اس طرح انسانیت کی زندگی ایک بار پھر اپنا توازن کھو بیٹھی۔ فرق اتنا تھا کہ پہلے یہ توازن توہم پرستی کی وجہ سے بگڑا تھا اور اب کے یہ توازن خالصاً

مادہ پرستی کی موجودگی اور روحانی قدروں کی عدم موجودگی کی وجہ سے بگڑا۔اور انسانیت کو اپنی راہ سے موڑ کر ایٹمی جہنم کی راہ پر چلا دیا۔حتی کہ اب ہم انسانیت کو ایٹمی جہنم کے دہانے پر کھڑا دیکھتے ہیں۔

✿ اب روح اور مادے کے توازن کی انسانیت کو سخت ضرورت ہے۔کیونکہ یہ دونوں ہی ایسے اجزاء ہیں جن کے بغیر گذارہ نہیں چل سکتا۔آج کی مادہ پرستی کو روحانیت کی اشد ضرورت ہے۔روحانیت کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ مادے کی رہنمائی روحانیت نے کرنی ہے۔جسم کو خوراک دے کر اسے اچھے کاموں کے لئے تیار کیا جائے۔بدی کے خلاف جنگ کے لئے تیار کیا جائے۔یہ جنگ غلاظت جہالت اور بیماری سے لے کر حسد بغض غرور اور بداعتقادی تک ہوتی ہے۔یہ جنگ استبداد اور بے انصافی کے خلاف ہوتی ہے۔یہ جنگ انسانوں میں باہمی جذبہء اخوت اور مساوات پیدا کرنے کے لئے لڑی جاتی ہے۔یہ جنگ اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے لڑی جاتی ہے۔ورنہ انسانی زندگی ایک عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔لیکن یہ نہ بھولا جائے کہ انسان کا اصلی ٹھکانہ آخرت ہے یہ دنیا نہیں یہاں کا ٹھکانہ عارضی ہے اور جان لیجئے کہ موجودہ مادہ پرستی نے انسان کو ایٹمی جہنم کے کنارے لا کھڑا کر دیا ہے اگر اس کی اصلاح نہ ہو سکی تو ایک تباہ کن انجام کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

✿ انسانیت کو آج ایک متوازن قسم کے دین کی ضرورت ہے۔ایک ایسی زندگی جس میں ذہن اور مادہ، جسم اور روح، مادیت اور روحانیت، ارضی اور سماوی فضا دنیا اور آخرت متوازن ہوں اور اپنے اپنے جائز مقام پر ہوں۔بدن روح کا غلام ہو آخرت دنیا کی رہنمائی کرے یہ دنیا محض ایک کھیتی ہے اور یہ زندگی بونے کا موسم ہے ایک ایسی کھیتی کے بونے کا جو آخرت کو کاٹی جائے گی اور ان سب کی رہنمائی دین اور ایمان کرے۔اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، آسمانی صحیفوں پر ایمان، پیغمبروں پر ایمان اور آخرت پر ایمان بدن کو خوراک اور دوسری ضروریات مہیا کی جائیں۔اس

شرط پر کہ یہ نیکی اور بدی کی جنگ میں نیکی کی مدد کرنیکے لئے آمادہ ہو۔لوگ معاشرے میں رہیں اور معاشرے میں رہ کر آسمانی جنت کی طرف انسانیت کے واحد خالق کے زیر سایہ اپنی آخری منزل کی جانب گامزن رہیں۔ دولت کو اس کے خدائی کے مقام سے اُتار کر اسے اس کا اپنا مقام یعنی محض ضرورت کی چیز کا مقام دیا جائے اور اسے جوڑ جوڑ کر رکھنے اور بار بار گننے کی بجائے اچھے کاموں پر صرف کر دیا جائے۔ مذہب سکھایا جائے اور ہر آدمی کی دسترس میں لایا جائے۔ ہر شخص کو اُس کی زندگی کی ضروریات بہم پہنچائی جائیں۔تاہم عیش وعشرت کی قربانی اور اس دنیا سے قلبی نفور کی روح کو مردہ نہ ہونے دیا جائے۔ اور ہمیشہ روحانی اور اخلاقی اقدار ہی ہر کام میں ہر شخص کا مطمح نظر رہیں۔لوگ اس دنیا سے صرف ظاہری طور پر ہی منسلک رہیں مگر اُن کا دل ہمیشہ اللہ اور آخرت سے منسلک رہے۔لوگ دن کو سپاھیوں کی طرح اور رات کو زاہدوں کی طرح رہیں۔ناجائز تعصب سے اجتناب کریں۔رواداری اور فراخدلی کا ثبوت دیں ہر کام میں میانہ روی کو اختیار کیا جائے۔اور انتہا پسندی سے گریز کیا جائے۔علم کا حصول لازمی قرار دیا جائے۔مگر علم کو ہمیشہ دین اور ایمان کے ماتحت رکھا جائے ہماری جدید تعلیم کو اس اصلاح کی شدید ضرورت ہے۔اس نے دین وایمان کی عدم موجودگی میں انسانوں کے لئے ایک ایسا جہنم بھڑکا دیا ہے۔جس کی مثال دنیا کی ساری تاریخ میں نہیں ملتی۔اس نے ایک ایسے خوفناک اور مہیب اور آتش نفس دیو کی صورت اختیار کر لی ہے جسے عرف عام میں ایٹم بم کا دیو کہا جاتا ہے۔کوئی ایسا ہی مذہب جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انسانیت کی کھوئی ہوئی طمانیت کو واپس لاسکتا ہے اور دنیا کو ایٹمی جہنم کی شعلہ خیزیوں سے بچاسکتا ہے اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔

قرآن حکیم نے ایٹم بم کی پیشین گوئی بلکہ ایٹمی جہنم کی پیشین گوئی کی۔لیکن قرآن حکیم صرف پیشینگوئیوں کی کتاب نہیں۔یہ انسانیت کو ایک مکمل ضابطہء حیات دینے کا بھی مدعی ہے۔ایک ایسا ضابطہ حیات اور ایک ایسا صراطِ مستقیم جو انسانیت کو امن اور

سلامتی کی راہوں سے اپنی آخری منزل کی جانب رہنمائی کرتا ہے اور اطمینانِ قلبی اور سکونِ باطنی کا ضامن ہے۔ اگر انسانیت ان راہوں پر جو قرآن حکیم نے انسانیت کے لئے متعین کی ہیں۔ چلتی تو ایٹم بم کبھی نہ بنتا۔ نہ ہی انسانیت سے سکون واطمینان کی نعمت چھنتی۔ قرآن حکیم نے تین نشانیوں کی نشاندہی کی ہے جو ایٹمی جہنم کی آفرینش کا باعث ہیں۔ اور وہ ہیں طعنہ زنی اور عیب جوئی، دولت جمع کرنے جوڑ جوڑ کر اور گن گن کر رکھنے اور بڑھانے کا انتہائی اہتمام اور دولت کی بے تحاشا اور حدود سے متجاوز محبت احترام اور پرستش کی حد تک پہنچا ہوا اعتماد۔ واضح ہے کہ یہ خاصتیں اسی صورت میں وجود پذیر ہو سکتی ہیں۔ جب کہ مادہ پرستی کا دور دورہ ہو اور روحانی اور اخلاقی اقدار کا فقدان ہو۔ دین کو مذاق سمجھا جائے اور قیامت پر یقین نہ ہو یا محض زبانی ہو حقیقی اور عملی نہ ہو۔ ان نقائص کو دور کرنے کے لئے لازم آتا ہے کہ ایمان میں پختگی پیدا کی جائے۔ ذہن اور مادے جسم اور روح دنیا اور آخرت کو اپنا صحیح مقام دیا جائے۔ عمل کی بنیاد آخرت پر رکھی جائے۔ مادے کو ذہن کا جسم کو روح کا دنیا کو آخرت کا اور علم کو دین کا غلام کر دیا جائے۔ اس عارضی دنیا کی پُر فریب اور نا قابلِ اعتماد حقیقت کو سمجھ لیا جائے لیکن ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اس طرح اس لحاظ سے ایک انتہائی اہمیت کی حامل ہے لہذا اس کی مختلف النوع کیفیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مخصوص قسم کے راہ کی تلاش کرنی پڑتی ہے اور قرآن حکیم کا یہی طرہ ءامتیاز ہے کہ اس باریک راہ کو واضح کرتا ہے اور ان باریکیوں کی وضاحت کرتا ہے جو اس راہ میں پائی جاتی ہیں۔

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا است
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اور اسی خصوصی روش کے سبب ہی سرسری نگاہ سے اسلام کا مطالعہ کرنے والے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اسلام ایک مادہ پرست مذہب ہے۔ حالانکہ حقیقت یوں نہیں۔ اسلام اس دنیا کو عبور کرنے کا ایک سہل اور ہر شخص کے لئے قابلِ عمل طریقہ

سمجھا تا ہے۔ ورنہ یہ دنیا قطعاً اسلام کی نگاہ میں کسی محبت کے لائق نہیں۔ زندگی کے ہر پہلو میں انصاف کے ساتھ معاشی پہلو میں بھی انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مساوات کی ضرورت کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ ہم اب وہ قرانی ضابطہ حیات پیش کرنے والے ہیں۔ جس پر عمل کرنے سے وہ تمام نقائص جو ایٹمی جہنم پیدائش کا سبب ہو سکتے ہیں۔ خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔

سات طرفوں اور ستر قمقموں والا قرانی روشنی کا مینار

قرآن کریم کے اس لائحہ عمل کو ہم نے ایک ایسا روشنی کا مینار تصور کیا ہے۔ جس کے ستر قمقمے ہیں۔ یہ مینار زندگی کے تیرہ و تاریک سمندر میں کشتیوں کی رہنمائی کے لئے کھڑا ہے۔ لیکن وہ بدنصیب لوگ جو ایمان کی بصیرت سے عاری ہوں۔ انہیں یہ مینار نظر نہیں آ۔ اور اُن کی کشتی طوفانوں میں بھٹک کر کسی خوفناک چٹان سے ٹکرا جاتی ہے۔

مینار کی اطراف:۔

(i) طرف نمبر۱: مینار کے سامنے والی طرف اس پر قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ جلی حروف میں کندہ ہے۔

(ii) طرف نمبر۲ یہ اس دنیا کے متعلق ہے۔

(iii) طرف نمبر۳ یہ آخرت کے متعلق ہے۔

(iv) طرف نمبر۴ یہ زندگی کی آزمائش کے متعلق ہے۔

(v) طرف نمبر۵ زندگی کی جائز ضروریات کے جواز اور شرائط کے متعلق ہے۔

(vi) طرف نمبر۶ اسلام کے معاشی اصول کے متعلق ہے۔

(vii) طرف نمبر۷ ایمان کے متعلق ہے۔

مینار کے گردا گرد دور دور تک تاریک سمندر سے آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔

"ربنا اتنا فی الدنیا حسنته و فی الاخرة حسنته وقنا عذاب النار" ترجمہ "اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کی آگ سے"۔ (2 البقرہ 201)

"صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" ترجمہ "اور دکھا ہم کو سیدھی راہ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے"۔ (الفاتحہ 6)

مینار کی چوٹی ان روشن آیات کے ساتھ گھوم رہی ہے۔

"ان هذا القران یهدی للتی هی اقوم و یبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لهم اجرا کبیرا" ترجمہ "یہ قرآن کریم بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے ہے سیدھی"۔ (17 بنی اسرائیل 9)

"وهذا صراط ربک مستقیما" ترجمہ "یہ ہے رستہ تیرے رب کا سیدھا" (6 الانعام 126)

"وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعو السبل فتفرق بکم عن سبیله ذلکم وصکم به لعلکم تتقون" ترجمہ "اور حکم کیا کہ یہ ہے میری سیدھی راہ سو اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستے سے" (6 الانعام 153)

مینار کے باہر ایک تختی لگی ہے جس پر لکھا ہے۔

"اللہ نور السموت و الارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجہ الزجاجہ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبرکتہ زیتونتہ لا شرقیتہ و لا غربیہ یکاد زیتھا یضی ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس و اللہ بکل شی علیم"

ترجمہ "اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی۔ جیسے ایک طاق۔ اس میں ہے ایک چراغ۔ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشے میں۔ وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارا چمکتا ہوا اس میں جلتا ہے تیل برکت کے درخت کا زیتون ہے نہ شرقی نہ غربی قریب ہے روشن ہو جائے تیل اس کا بغیر اس کے کہ اس میں لگی ہو آگ نور علی نور ہے راہ دکھلا دیتا ہے اللہ اپنے نور کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے اور اللہ سب چیز جانتا ہے"۔(24النور35)

طرف نمبرا

"والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین"

تتمہ نمبرا

ترجمہ "جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو راہیں اپنی"۔(29العنکبوت69)

فتنہ دجال
تحریر
علامہ یوسف جبریل

''ایھاالناس قد جائتکم موعظ من ربکم وشفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمته للمومنین قل بفضل الله و برحمته فبذلک فلیفرحو ھو خیر مما یجمعون".

ترجمہ'' اے لوگو تمھارے پاس آئی ہے نصیحت تمھارے رب سے اور شفا دلوں کے روگ کی اور ہدائت اور رحمت مسلمانوں کے لئے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے سو اسی پر ان کو خوش ہونا چاہئے۔ یہ بہتر ہے ان چیزوں سے (دنیاوی مال و دولت سے) جو جمع کرتے ہیں'' (10 یونس 57)

طرف نمبر 2 یہ دنیا تمقہ نمبر 2

"اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب و لھو و زینته و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال و الاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباته ثمه بهیج فتره مصفرا ثمه یکون حطاما و فی الاخرة عذاب شدید ومغفرة من الله و رضوان وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور"

ترجمہ'' جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے۔ کھیل اور تماشا اور آرائش اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈھنی مال کی اور اولاد کی جس طرح مثال ہے بارش کی کہ سبزہ اس کا کھیتی کرنے والوں کو بڑا اچھا لگا پھر زور پکڑتا ہے پھر تو دیکھے کہ زرد ہو گیا اور پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس اور آخرت میں عذاب ہے سخت اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضا مندی اور کچھ بھی نہیں دنیا کی زندگانی مگر دغا کی پونجی'' (57 الحدید 20)

تمقہ نمبر 3

"زین للناس حب الشهوت من النساء ولبنین والقناطیرو المقنطرة من الذهب و الفضته و الخیل المسومته والانعام والحرث ذلک متاع الحیوة الدنیا والله عنده حسن الماب"

ترجمہ "فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگے ہوئے اور مویشی اور کھیتی یہ زندگی کی متاع ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے"۔(3 آل عمران 14)

تقمہ نمبر 4

"من کان یرید ثواب الدنیا فعندالله ثواب الدنیا و الآخرة و کان الله سمیعا بصیرا"

ترجمہ "جوکوئی چاہتا ہو ثواب دنیا کا سو اللہ کے یہاں ہے ثواب دنیا کا اور آخرت کا"۔ (4النساء134)

تقمہ نمبر 5

" من کان یرید حرث الآخرة نزدله فی حرثه و من کان یرید حرث الدنیا نو ته منها و ما له فی الآخرة من نصیب".

ترجمہ "جوکوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑھا دیں گے ہم اس کے واسطے اس کی کھیتی اور جوکوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اس کو دیویں گے ہم کچھ اس میں سے اور اس کے لئے نہیں آخرت میں کچھ حصہ"۔(42 الشوری 20)

تقمہ نمبر 6

'من کان یرید الحیوة الدنیا و زینتها نوف الیهم اعمالهم فیها

'جوکوئی چاہے دنیا کی زندگانی اور اس کی زینت ہم اُن کے عمل دنیا میں اُن کو

یھاوھم فیھا لا یبخسون. اولیئک الذین لیس لھم فی الآخرۃ الا النار و حبط ما صنعو فیھا و بطل ما کانوا یعملون"

' بھگتادیں گے اور اُن کو اس میں کچھ نقصان نہ ہوگا یہی ہیں وہ جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں سوائے آگ کے اور برباد ہوا جو کچھ بنایا تھا یہاں اور باطل ہے جوکمایا تھا"۔(11ھود16-15)

ازراہ کرم مندرجہ بالا آیت کریمہ کو بغور پڑھیئے۔ یہ آیت بلاواسطہ جدید میٹریل ازم Modern Materialism یعنی اس دورِ حاضر کی مادہ پرستی کی کیفیت بیان کر رہی ہے۔ یہ لوگ مادی ترقی کی راہوں پر گامزن ہوئے اور اُن کو اپنی اس جدو جہد کا ٹھیک ٹھیک بدلہ مل گیا۔لیکن چونکہ وہ مادی ترقی کے چکر میں اس بری طرح سے پھنسے کہ اُن کو قیامت دین اور ایمان کی کوئی فکر نہ رہی تو جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآنِ حکیم میں فرما دیا اُن کے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں اور ہم نے خود اپنی آنکھوں سے اس قولِ خداوندی کی صداقت کو دیکھ لیا۔ان مادہ پرستوں کے اندر بھی آگ ہے اور ان کے باہر بھی آگ ہے۔اور ایٹمی جہنم ان کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے ہر لمحے آمادہ ہے اور مرنے کے بعد والی آگ اس کے علاوہ ہے۔ یہاں تو آگ صرف اُن کو تذکرے کے طور پر دکھلا دی گئی ہے کیونکہ وہ آخرت اور آخرت کی سزا جزا کے منکر تھے جو لوگ جدید دور کے مغربی فلسفے سے واقفیت رکھتے ہیں اُن کے لئے اس آیت کریمہ میں کچھ خاص قسم کی دلچسپیاں موجود ہیں۔اس آیتِ کریمہ کے عربی الفاظ ہیں۔" وحبط ما صنعوا فیھا و باطل ما کانوا یعملون " صنعوا کے معنی ہیں Contrived یعنی کوئی مشین کی شکل کی چیز بنانا اور یعملون کے معنی ہیں عمل کرنا کام کرنا اور اس صنعت سے فائدہ اٹھانا۔جن لوگوں نے فرانسس بیکن (جدید دور کا ڈھنڈورچی) کا فلسفہ پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہی دو لفظ

Contrivance اور فروٹ Fruit پھل اُس کے فلسفے کی جان ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ تجربوں سے نئے نئے طریقے ایجاد کرو اور اُن سے مادی ثمر حاصل کرو۔ اب ﷺ کو اس الہامی انداز بیان پر بے اختیار داد دینے کو کس کا جی نہیں چاہتا کہ ایک آیت میں اس نئے اور عجیب دور کی مشینوں اور ان کے عمل اور پھل کی تصویر کھینچ کے رکھ دی ہے۔ البتہ بے چارے فرانسس بیکن نے مادی ترقی کے ساتھ روحانی اور اخلاقی قدروں کے وجود کی بھی سفارش کی تھی مگر کون سنتا ہے فغانِ درویش۔ ایک دفعہ مادی ترقی کی راہیں جو کھلیں تو سب کچھ فراموش ہو گیا اور صرف مادی اور مادی ترقی ہی کا ہوش باقی رہ گیا۔ مادی ترقی کے پہلے چند نوالے بڑے لذیز تھے۔ اور مادی ترقی کے جھولے کے چند ہلاوے بے شک نشہ آور تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب لارڈ میکالے بیکن کے جدید فلسفے اور جدید مادی ترقی کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ مگر جلد ہی مادی ترقی کی مٹھاس میں تلخی کے آثار پیدا ہو گئے۔ اطمینان اور سکون کی جگہہ فکر و تردد اور سخت پریشانی نے لے لی۔ بھوکی انسانیت کی بھوک نہ مٹنی تھی نہ مٹی بلکہ مزید ہوس کے ساتھ مزید بڑھتی گئی۔ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ ہوس نے بھی ترقی پائی اور ترقی کے چکر میں گھومتے ہوئے جھولے کی رفتار میں اس قدر بے تحاشا تیزی آتی گئی کہ سر چکرانے لگے اور اپنے آپ کو تھامنا مشکل ہو گیا۔ اور ایسا ہی ہونا تھا جیسا کہ ﷺ نے مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ میں فرمایا۔

تمغہ نمبر 7

”اولئک الذین اشترو الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنهم العذاب ولا هم ینصرون“ ”یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے سو نہ ہلکا ہو گا اُن پر عذاب اور نہ اُن کو مدد پہنچے گی“۔(2 البقرہ 86)

تمغہ نمبر 8 ان کے دل کبھی تسلی نہ پائیں گے۔

"لہ دعوۃ الحق و الذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل".

ترجمہ"اُسی کا (اللہ) کا پکارنا حق ہے اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں اس کے سوا وہ نہیں کام آتے اُن کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اُن کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک" (13 الرعد 14)

تقمہ نمبر 9 ان کی دولت ان کے لئے وبال بن جائے گی۔

"فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا و تزھق انفسھم وھم کفرون"

ترجمہ"سو تُو تعجب نہ کر اُن کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ اُن کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں" (9 التوبہ 55)

تقمہ نمبر 10 ان کو اچانک دبوچ لیا جائے گا مگر پہلے ان پر ہر قسم کی ترقی کے دروازے کھولے جائیں گے۔

"فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شی حتی اذ افرحوا بما اوتوا اخذنھم بغتتہ فاذا ھم مبلسون فقطع دابر القوم الذین ظلموا و الحمد للہ رب العلمین".

ترجمہ"پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو اُن کو کی گئی تھی کھول دیئے ہم نے اُن پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں سے جو اُن کو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے اُن کو اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے نا امید"۔(6 الانعام 45)

مغرب والوں نے دین کے درس کو بھلا دیا اور مادی ترقی پر بے تحاشا پل پڑے چونکہ ان کا ایمان ہی اس مادی ترقی میں تھا لہذا اُنہیں ہر مادی شعبے میں کمال ترقی ہوئی اور وہ دولت میں کھیلنے لگے۔ اب وقت آ گیا ہے اُن کی پکڑ کا۔ کسی بھی وقت جب اپنی ترقی کے پروگراموں کی کامیابیوں پر خوشیاں منا رہے ہوں گے کہ ریڈیو بولے گا "ایٹمی جنگ چھڑ گئی فلاں فلاں شہر صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے اور یہ جنگ چند گھنٹوں میں اس ساری دنیا کو لپیٹ میں لے سکتی ہے" پھر سارے ترقیوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے البتہ ابھی تک بھی ان لوگوں کے لئے موقع ہے سوچیں ہوش میں آئیں تو ہوسکتا ہے کہ المناک تباہی سے بچ جائیں۔

تمقہ نمبر 11

"کل نفس ذائقته الموت و انما توفون اجورکم یوم القیمته فمن زحزح عن النار و ادخل الجنته فقد فاز وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور" ترجمہ "ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگانی تو دھوکے کی پونجی ہے" (3 آل عمران 185)

طرف نمبر 3 آخرت تمقہ نمبر 12 اور قیامت کے دن

"ولقد جئتمونا فرادی کما خلقنکم اول مرة و ترکتم ما خولنکم وراء ظهورکم وما نری معکم شفعاء کم الذین زعمتم انهم فیکم شرکوا لقد تقطع بینکم و ضل ترجمہ "البتہ تم پاس آئے ایک ایک ہوکر جیسے ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی بار اور چھوڑا آئے جو اسباب ہم نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے اور ہم نہیں دیکھتے تمھارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے کہ اُن کا تم میں ساجھا ہے

عنکم ما کنتم تزعمون". البتہ منقطع ہوگیا تمھارا ناطہ اور جاتے رہے جو دعوے کہ تم کیا کرتے تھے"۔(6 الانعام94)

تتمہ نمبر 13

"والدار الآخرة خیر للذین یتقون افلا تعقلون" ترجمہ "اور آخرت کا گھر بہتر ہے ڈرنے والوں کے لئے"۔(7الاعراف169)

تتمہ نمبر 14

"واما اذا ماابتلہ فقدرعلیہ رزقہ فیقول ربی اھانن کلا بل لاتکرمون الیتیم. ولا تحضون علی طعام المسکین و تاکلون الثراث اکلا لما و تحبون المال حبا جما کل اذا دکت الارض دکا دکاوجاء ربک والملک صفا صفاوجائی یومئذ بجھنم یومئذ یتذکر الانسان وانی لہ الذکری. یقول یلیتنی قدمت لحیاتی فیومئذ لایعذب عذابہ احد.ولا یولق و لناقہ احد یایتھا النفس المطمئنتہ ارجعی الی ربک راضتہ مرضیتہ فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی.

ترجمہ: سوآدمی جو ہے جب اس کواس کا رب جانچے پھراس کوعزت دے اوراس کونعمت دے تو (وہ) کہے۔میرے رب نے مجھے عزت دی اور جب اُس کا رب اُس کو جانچے اور پھر رزق کی اُس سے کھینچ کرے تو وہ کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا۔کوئی نہیں پرتم یتیم کوعزت سے نہیں رکھتے اور آپس میں محتاج کے کھلانیکی تاکیدنہیں کرتے۔اورمردے کا سارا مال سمیٹ کرکھا جاتے ہواور مال کو جی بھر کر پیارکرتے ہو کوئی نہیں جب زمین کو کوٹ کوٹ کر پست کر دیا جائے گا اور تیرا رب آئے اور فرشتے آئیں قطار۔درقطاراور لائی جائے اُس دن دوزخ اُس دن سوچے گا آدمی اور

کہاں سے ملے اس کو سوچنا کہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں کچھ اپنی زندگی میں آگے بھیج دیتا پھر اُس دن اللہ جیسا عذاب کوئی نہ دے اور نہ اُس کی طرح کوئی کس کر باندھے اسے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا واپس لوٹ اپنے رب کی طرف تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سیراضی پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں"۔(89 الفجر 30-15)

طرف نمبر 4 زندگی آزمائش ہے۔تتمہ نمبر 15

"الذی خلق الموت و الحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا"۔ ترجمہ" اللہ نے پیدا کی موت اور زندگی تا کہ تم کو جانچے کون تم میں سے اچھا کام کرتا ہے"۔(67 الملک 2)

تتمہ نمبر 16

"وھو الذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اتکم ان ربک سریع العقاب" ترجمہ"اور اسی نے تم کو نائب کیا ہے زمین پر اور بلند کر دیئے تم میں درجے ایک کے ایک پر تا کہ آزمائے تم کو اس میں جو تم کو دیا اس نے"۔(6الانعام165)

تتمہ نمبر17

اوکاسا پبلیکیشنز کی کتابوں کا مطالعہ کر کے دوسروں تک پہنچائیں۔

"انا جعلنا ما علی الارض زینته لھا لنبلوھم ایھم احسن عملا"

ترجمہ"اور ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اس کی رونق تا کہ جانچیں لوگوں کو کون ان میں اچھا کرتا ہے کام"۔(18 الکہف 7)

تتمہ نمبر 18

"ولو شاء اللہ لجعلکم امته واحده و لکن لیبلوکم فی ما اتکم فاستبقوا الخیرت الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون".

ترجمہ"اوراللہ چاہتا تو تم کوایک ہی دین پر کر دیتا لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے اپنے دیئے ہوئے حکموں میں سوتم دوڑ کر لو خوبیاں۔اللہ کے پاس تم سب کو پہنچنا ہے پھر جتا دے گا جس بات میں اختلاف تھا"۔(5المائدہ48)

تتمہ نمبر 19

"وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون"

ترجمہ"اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی عبادت کو"۔(51 الذاریات 56)

تتمہ نمبر 20

ولو لا ان یکون الناس امته واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضته و معارج

ترجمہ"اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر تو ہم دیتے اُن لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے اُن کے

" علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا و سررا علیھا یتکئون و زخرفا وان کل ذلک لما متاع الحیوۃ الدنیا والآخرۃ عند ربک للمتقین " گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونے کے اور سب کچھ نہیں مگر متاع اس زندگانی کی اور آخرت تیرے رب کے ہاں انہیں کے لئے جوڈرتے ہیں"۔ (43 الزخرف 33-35)

تقمہ نمبر21

"انما اموالکم و اولادکم فتنہ واللہ عندہ اجر عظیم" ترجمہ"اور تمھارے مال اور تمھاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اُس کے پاس ہے ثواب بڑا"(64 التغابن 15)

تقمہ نمبر22

"قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر و لکن اکثر الناس لا یعلمون وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عند نازلفی الا من امن و عمل صالحا" ترجمہ" تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کی چاہے اور ماپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے اور تمھارے مال اور تمھاری اولاد وہ نہیں کہ ہمارے پاس تمھارا درجہ نزدیک کریں پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا"۔(34السباء 37-36)

تقمہ نمبر 23

"یایھاالناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عندا للہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر"	ترجمہ "اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمھاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کی بڑی جس کو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار"۔ (49الحجرات13)

تقمہ نمبر 24

"فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو و الاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب و الابصار لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا و یزید ھم من فضلہ و اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب"۔	ترجمہ" ان گھروں میں (یعنی مسجدوں میں) کہ اللہ نے حکم دیا اُن کو بلند کرنے کا اور وہاں اُس کا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اُسکی وہاں صبح اور شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے اللہ کی یاد سے تجارت میں اور نہ فروخت کرنے میں اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈرتے رہتے ہیں اُس دن سے جس دن اُلٹ دیئے جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے اُن کو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار"۔ (24النور38-36)

تقمہ نمبر 25

ترجمہ ”اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمھارے مال اور تمھاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں خسارے میں“

تمقہ نمبر 26

”ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله والذین امنوا اشد حبا لله“.

ترجمہ ”اور بعضے لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے برابر اوروں کو ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی“۔(2 البقرہ 165)

نوٹ:۔ان اوروں میں دولت بھی ہو سکتی ہے جسے آج کل اللہ کے برابر درجہ دیا جا رہا ہے بلکہ اللہ کو بھولا جا رہا ہے۔

تمقہ نمبر 27

”اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ و یقدر“.

ترجمہ ”اللہ کھول دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے“(28القصص 82)

”ولو بسط الله الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء انه بعبادہ خبیر بصیر“.

ترجمہ ”اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کی تو فساد اٹھاویں ملک میں لیکن اتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہے وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے“۔(42 الشوری 27)

تمقہ نمبر 28

"فاستبقوا الخیرت الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون". ترجمہ "سو تم دوڑ کر لو خوبیاں تم سب کو اللہ کے پاس پہنچنا ہے پھر جتا دے گا جس بات میں تم کو اختلاف تھا"۔(5 المائدہ 48)

تتمہ نمبر 29

"ولکل درجت مما عملوا وما ربک بغافل عما یعملون" ترجمہ "اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں اُن کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں اُن کے کام سے"۔(6الانعام132)

طرف نمبر 5 جائز ضروریات جائز حد تک جائز مگر مشروط تتمہ نمبر 30

"کلو و اشربوا من رزق الله ولا تعثوا فی الارض مفسدین". ترجمہ "کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی اور نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے"۔(2البقرہ60)

تتمہ نمبر 31

"یایها الناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا ولا تتبعوا خطوت الشیطن انه لکم عدو مبین". ترجمہ "اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ اور پیروی نہ کرو شیطان کی بے شک وہ تمھارا دشمن ہے صریح"۔(2 البقرہ 168)

تتمہ نمبر 32

"یا یها الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل الله لکم ولا تعتدو ان الله لا یحب المعتدین". ترجمہ "اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ وہ لذیز چیزیں جو اللہ نے تمھارے واسطے حلال کر دیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ نہیں پسند کرتا حد سے بڑھنے والوں کو"۔(5المائدہ 87)

تتمہ نمبر 33

"وکلوا مما رزقکم الله حللا طیبا و اتقوا الله الذی انتم به مومنون". ترجمہ "اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو"۔ (5 المائدہ 88)

تتمہ نمبر 34

"انما حرم علیکم المیتته و الدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور رحیم". ترجمہ "اس نے تم پر یہی حرام کیا ہے مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان"۔ (2البقرہ 173)

تتمہ نمبر 35

"وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم الله علیه". ترجمہ "اور کیا سبب ہے کہ تم نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا"۔ (6الانعام 119)

تتمہ نمبر 36

اسلام کا معاشی نظام جلد اول تا جلد چہارم زیر طباعت تحریر علامہ محمد یوسف جبریل

' یا ایھالذین امنوا انما الخمر و المیسر والانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضاء فی الخمر والمیسر و یصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلوۃ فھل انتم منتھون "	ترجمہ ''اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے فال نکالنا سب گندے کام ہیں سوان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر شراب اور جوئے کے ذریعے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی تم باز آ گے''۔(5 المائدہ 91-90)

تتمہ نمبر 37

''وما من دابتہ فی الارض الا علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتب مبین "	ترجمہ ''اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے کھلی کتاب میں''۔(11ھود6)

تتمہ نمبر 38

''یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلو و اشربوا ولا تسرفوا الله لا یحب المسرفین"	ترجمہ'' اے اولاد آدم کی! لے لو اپنی آرائش ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اُس کو خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے''۔(7 الاعراف 31)

تتمہ نمبر 39

"قل من حرم زینته الله التی اخرج لعباده و الطیبت من الرزق قل هی للذین امنوا فی الحیوة الدنیا خالصته یوم القیمه کذلک نفصل الایت لقوم یعلمون قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم و البغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله مالم ینزل به سلطنا و ان تقولوا علی الله ما لا تعلمون"۔

ترجمہ "کہہ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اُس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی تو کہہ یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا کی زندگی میں خالص انہیں کے واسطے ہیں قیامت کے دن۔ اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم آیتیں اُن کے لئے جو سمجھتے ہیں تو کہہ دے میرے رب نے حرام کیا ہے صرف بے حیائی کی باتوں کو جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو جس کی اُس نے سند نہیں اتاری اور اس بات کو لگاؤ اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں"۔(7 الاعراف 32-33)

تتمہ نمبر 40

اسلامی بم
تحریر علامہ یوسف جبریل (زیر طبع)

"اللــــه الـذی خـلـق السـمـوت والارض و انـزل مـن السمـاء مـاء فـاخرج به من الثمرت رزقا لکم و سـخـر لـکـم الـفـلـک لتجری فی الـبـحر بامره و سخرلکم الا نهر و سخرلکم الشمس و القمر دائبین و سـخر لکم الیل و النهار و اتکم مـن کـل مـا سـالـتـموه و ان تعدو نعمت الله لا تحصوها ان الانسان لظلوم کفار".

ترجمہ "اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور اُتارا آسمان سے پانی پھر اس سے نکالی اس سے روزی تمھاری میوے اور مسخر کی کشتی کہ چلے تمھارے واسطے دریا میں اُس کے حکم سے اور تمھارے کام میں لگایا ندیوں کو اور تمھارے کام میں لگایا سورج اور چاند کو ایک برابر دستور پر اور تمھارے کام میں لگایا رات اور دن کو اور جو کچھ کہ تم نے مانگا اُس میں سے تم کو دیا اور اگر گنو اللہ کے احسان تو تم گن نہ سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے نا شکرا" (14 ابراھیم 34-32)

تتمہ نمبر 41

"ثـم قـفـیـنـا عـلـی اثـارهم برسلنا و قـفـیـنـا بـعیسـی ابـن مریم و اتینـه الانـجـیل و جعلنا فی قلوب الذین اتبـعـوه رافتـه و رحـمته و رهبانیته ابـتـدعـوهـا مـا کتبنهـا علیهم الا ابـتـغاء رضوان الله فما رعوها حق رعـایتهـا فـاتیـنـا الذین امنوا منهم اجرهم و کثیر منهم فسقون".

ترجمہ "عیسیٰ ابن مریم کو دی ہم نے انجیل اور رکھ دی اُس کے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی. اور رہبانیت (ترک کر دینا دنیا کا) اُنہوں نے نئی بات نکالی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ اُن پر مگر کیا اللہ کی رضا مندی چاہنے کو پھر نہ نبھایا اُس کو جیسے چاہیئے تھا نبھانا پھر دیا ہم نے اُن کو جو اُن میں سے ایماندار تھے اُن کا بدلہ"۔

(57 الحدید 27)

طرف نمبر۶ قرآن حکیم کے معاشی اصول تتمہ نمبر42

"قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر و لکن اکثر الناس لا یعلمون وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عند نازلفی الا من امن و عمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفت امنون".

ترجمہ" تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کردیتا ہے روزی جس کی چاہے اور ماپ کردیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے اور تمھارے مال اور تمھاری اولاد نہیں ہیں کہ نزدیک کر دیں ہمارے پاس درجہ تمھارا" (34السباء37-36)

" ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ی ذی القربی و ینھی عن الفخشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون".

ترجمہ" اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو"۔(16 النحل 90)

تتمہ نمبر 43

"یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما"

ترجمہ" اے ایمان والو! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے اور نہ خون کرو آپس میں بے شک اللہ تم پر مہربان ہے"(4النساء29)

تتمہ نمبر 44

"کلوا من ثمرہ اذا المر و اتو ا حقہ یوم حصادہ و لا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین". ترجمہ" کھاؤ ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ان کا حق جس دن ان کو کاٹو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے"۔ (6الانعام141)

تتمہ نمبر 45

"و اقیموا الصلوۃ و اتو الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین". ترجمہ" قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ"۔ (2 البقرہ 43)

تتمہ نمبر46

"و یسئلونک ما ذا ینفقون قل العفو کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم تتفکرون فی الدنیا و الآخرۃ". ترجمہ"اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے جو بچے اپنے خرچ سے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے تاکہ تم فکر کرو دنیا اور آخرت کی باتوں میں"۔(2البقرہ219)

تتمہ نمبر 47

اپنی مری شمل کے ساتھ مذاکرہ کی تفصیل کے لئے کتابچہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی حقانیت کا ثبوت اس چھوٹے سے کتابچے میں موجود ہے۔ مطالعہ کے لئے ایک خط لکھیں۔

"ما افاء الله علی رسوله من اهل القری فللـه و للرسول و لذی القربی و الیتمی و المسکین و ابن السبیل کی لا یکون دولته بین الاغنیاء منکم وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا واتقوا الله ان الله شدید العقاب".	ترجمہ "تا کہ نہ دولت گردش کرتی رہے تمھارے دولت مندوں کے درمیان۔ "جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے رسول پر بستیوں والوں سے سو اللہ کے واسطے اور رسول کے واسطے اور قرابت والے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے واسطے تا کہ نہ کرتی رہے گردش تمھارے دولت مندوں کے ہاتھوں میں اور جو دے تم کو رسول لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔(59الحشر 7)

تتمہ نمبر 48

"مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبته انبتت سبع سنابل فی کل سنبلته مائته حبته والله یضعف لمن یشاء والله واسع علیم"	ترجمہ "مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ اس سے اُگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ بے نہائت بخشش کرنے والا ہے سب کچھ جانتا ہے"۔(2البقرہ261)

تتمہ نمبر 49

نظریہء پاکستان کی اہمیت ایک چھوٹا کتابچہ ضرور مطالعہ کریں

"ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتهم الله من فضله هو خیرا لهم بل هو شرلهم سیطوقون ما بخلوا به یوم القیمته و لله میراث السموت و الارض والله بما تعملون خبیر"

ترجمہ" اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے اُن کو دی ہے اپنے فضل سے کہ بخل بہتر ہے اُن کے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے اُ ن کے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا اُن ئے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اورزمین کا اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے "۔(3آل عمران180)

تتمہ نمبر 50

"واحضرت الانفس الشح "

ترجمہ"اور دلوں کے سامنے موجود ہے حرص" (4النساء128)

تتمہ نمبر 51

"ومن یوق شح نفسه فا و لیک هم المفلحون "

"اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے"۔(59 الحشر9)

تتمہ نمبر 52

" ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه هانتم هو ء لا ء تدعون لتنفقوا فی سبیل الله فمنکم من یبخل

ترجمہ"اور جو کوئی بخل کنجوسی کرے گا وہ بخل کرے گا اپنی جان کے ساتھ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے

’ واللہ الغنی و انتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم“ تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے“۔ (47 محمد 38)

تتمہ نمبر 53

”یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقت واللہ لا یحب کل کفار اثیم“ ترجمہ ”مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکرے گنہگار سے“۔ (2 البقرہ 276)

تتمہ نمبر 54

”وکاین من دابته لا تحمل رزقها اللہ یرزقها و ایاکم و هو السمیع العلیم“۔ ”اور کتنے جانور ہیں جو اُٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے اُن کو اور تم کو بھی اور وہی ہے سننے والا جاننے والا“(29 العنکبوت 60)

تتمہ نمبر 55

اعوان شخصیات تحریر ملک محبت حسین اعوان شائع ہو چکی ہے۔ جس میں کشمیر کے اعوانوں کی شخصیات بمع ان کے فوٹو شائع کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب عبدالکریم اعوان مظفر آباد سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

"والذین یکنزون الذھب و الفضته ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون".

ترجمہ "اور جو لوگ ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو اُن کو خوشخبری سنا دے دردناک عذاب کی جس دن کہ آگ دہکائیں گے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے اُن کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا"۔ (9 التوبہ 34-35)

تتمہ نمبر 56

"ان الذین کفروا لو ان لھم ما فی الارض جمیعا و مثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیمتہ ما تقبل منھم و لھم عذاب الیم".

ترجمہ "جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ اپنے قیامت کے عذاب سے دیں بدلے مین تو ان سے قبول نہ ہوگا اور اُن کے واسطے عذاب ہے دردناک"۔ (5 المائدہ 36)

بیکن دجال اور ایٹمی جہنم قیمت بیس روپے منگوانے کا پتہ غوثیہ کتب خانہ مین بازار نواب آباد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

تتمہ نمبر 57

"ان المتقین فی جنت و عیون اخذین ما اتھم ربھم انھم کانوا قبل ذلک محسنین کانو قلیلا من الیل ما یھجعون و بالاسحارھم یستغفرون و فی اموالھم حق للسائل وا لمحروم".

ترجمہ "البتہ اللہ سے ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں لیتے ہیں جو دیا اُن کو اُن کے رب سے وہ تھے اس سے پہلے نیکی والے وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے اوران کے مالوں میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور محروم لوگوں کا"۔(51 الذاریات 15-19)

تتمہ نمبر 58

'الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا و احل الله البیع و

ترجمہ' وہ لوگ کھاتے ہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھودیے ہوں جن نے لپٹ کر یہ حالت اُن کی اس واسطے ہو گی کہ اُنہوں نے کہا کہ سوداگری بھی

'حرم الربوا فمن جاء ه موعظته من ربه فانتهی فله ما سلف و امره الی اللـه ومن عاد فاولیک اصحب النار هم فیها خلدون".

تو ایسی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے حلال کر دیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ سود لے لیا لے لیا اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہی ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔(2 البقرہ 275)

تمتہ نمبر 59

"فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللـه و رسولـه و ان تبتم فلکم رئوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون"۔

ترجمہ"اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمھارے واسطے ہے اصل مال تمھارا نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر"۔(2البقرہ 280-278)

تمتہ نمبر 60

"یمحق اللـه الربوا و یربی الصدقت".

ترجمہ:"مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو"۔ (2البقرہ 276)

"یایھا الذین امنوا اتقو اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین" ترجمہ "اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا"۔(2 البقرہ 278)

تتمہ نمبر 61

"وما اتیتم من ربا الیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عنداللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون". ترجمہ "اور جو دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو زکوۃ (پاک دل سے) چاہتے ہوئے رضا مندی اللہ کی۔ سو یہ وہی ہیں جن کے بڑھتے ہیں کئی گنا"۔(30 الروم 39)

تتمہ نمبر 62

"واما من اوتی کتبہ بشمالہ فیقول یلیتنی لم اوت کتبیہ ولم ادر ما حسابیہ یلیتھا کانت القاضیہ ما اغنی عنی مالیہ ھلک عنی سلطنیہ خذوہ ترجمہ "اور جس کو ملا اُس کا لکھا (ریکارڈ قیامت کو) بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا۔(ریکارڈ) اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا کسی طرح وہی موت ہی ختم کر جاتی۔ کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال برباد ہوئی مجھ سے

’’فغلوه ثمه الجحيم صلوه ثمه في سلسلته ذرعها سبعون ذراعا فاسلكوه انه كان لا يومن بالله العظيم ولا يحض على طعام المسكين فليس له اليوم ههنا حميم ولا طعام الا من غسلين لا ياكله الا الخاطون‘‘

حکومت میری (حکم ہوگا) اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو لے جاؤ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو۔ وہ تھا کہ یقین نہ لاتا تھا اُس اللہ پر جو سب سے بڑا ہے اور تاکید نہ کرتا تھا فقیر کے کھانے پر سو کوئی نہیں آج یہاں اس کا دوستدار اور نہ کچھ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھائے اسکو مگر وہی گناہگار‘‘ (69 الحاقہ 25-37)

’’فاما من اوتى كتبه بيمينه فيقول هاوم اقرء و كتبيه انى ظننت انى ملق حسابيه فهو فى عيشته راضيه فى جنته عاليه قطوفها دانيه كلوا واشربوا هنيا بما اسلفتم فى الايام الخاليه‘‘

ترجمہ ’’سو جس کو ملا اس کا لکھا (ریکارڈ قیامت کے روز) اس کے دہانے ہاتھ میں وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا لکھا (ریکارڈ) میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب سو وہ ہیں من مانی گذران میں اونچے باغ میں جس کے میوے جھکے پڑے ہیں کھاؤ اور پیو رچ کر بدلہ اس کا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں‘‘ (69 الحاقہ 19-24)

طرف نمبر ۷ ایمان۔ (دولت کی نہیں رب کی پرستش کرو)

تتمہ نمبر 63

"یا ایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم و الذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا و السماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرت رزقا لکم فلا تجعلو لله اندادا و انتم تعلمون و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله و ادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صدقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النار التی وقودها الناس و الحجارة اعدت للکفرین "	ترجمہ" اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور اُن کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ (وہ رب) جس نے بنایا واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے تمھارے کھانے کے واسطے سو نہ ٹھہراؤ کسی کو اللہ کے قابل اور تم تو جانتے ہو اور اگر تم شکر کرتے ہو اس کلام میں جو اتارا ہم نے اپنے بندہ پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلاؤ اس کو جو تمھارا امدگار ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کی ہوئی ہے کافروں کے واسطے"(2البقر24-21)

قتمہ نمبر 64

"والعصر ان الانسان لفی خسر الاالذین امنو و عملو الصلحت وتواصو بالحق و تواصو بالصبر"	ترجمہ" قسم ہے عصر کی بے شک انسان خسارے میں ہے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی"(103 العصر)

تتمہ نمبر 65

"واعبدوا الله و لا تشركوا به شيئا و بالوالدين احسانا و بذی القربی والیتمی والمسکین والجار ذی القربی والجار الجنب و الصاحب بالجنب و ا بن السبيل وما ملكت ایمانکم ان الله لا یحبَ من کان مختالا فخورا".

ترجمہ"اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ" (4 النساء 36)

تتمہ نمبر 66

"یاایها الذین امنوا امنوا بالله و رسوله و الکتب الذی نزل علی رسوله والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر بالله و ملئکته و کتبه و رسله و الیوم الاخر فقد ضل ضللا بعیدا".

ترجمہ"اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر اور اُس کی کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا"۔(4 النساء 136)

تتمہ نمبر 67 خلوص ایمان کی بنیاد ہے

لیس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق و المغرب ولكن البر

ترجمہ" نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف لیکن

"من امن بالله و الیوم الاخر و الملئکته والکتب والنبین واتی المال علی حبه ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل و السائلین و فی الرقاب واقام الصلوة و اتی الزکوة والموفون بعهدهم اذا عاهدو والصبرین فی الباساء و لضراء و حین الباس اولئک الذین صدقوا و اولئک هم المتقون".

بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اُس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں غلاموں کی اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں پرہیزگار" (2البقرہ 177)

تتمہ نمبر 68

"یایها الناس قد جاء تکم موعظته من ربکم و شفاء لما فی الصدور وهدی و رحمته للمومنین قل بفضل الله و برحمته فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون".

ترجمہ "اے لوگو! تمھارے پاس آئی ہے نصیحت تمھارے رب سے اور شفاء دلونکے روگ کی اور ہدائت اور رحمت مسلمانوں کے واسطے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے سو اسی پر اُن کو خوش ہونا چاہیے یہ بہتر ہے اُن چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں"۔

تتمہ نمبر 69

"الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة لا تبدیل لکلمت الله ذلک هو الفوزا لعظیم".

ترجمہ "یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے اُن پر نہ وہ غمگین ہوں گے جو کہ ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے اُن کے لئے ہے خوشخبری دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں بدلتی نہیں اللہ کی باتیں یہی ہے بڑی کامیابی"۔(10یونس 64 تمقہ 70)

"ان الذین کفروا لن تغنی عنهم اموالهم ولا اولادهم من الله شیئاو اولئک هم وقود النار".

ترجمہ "بے شک جو لوگ کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے اُن کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد اللہ کے سامنے کچھ اور وہی ہیں ایندھن دوزخ کا"۔(3 آل عمران 10)

" واما من خاف مقام ربه و نهی النفس عن الهوی فان الجنته هي الماوی"

ترجمہ "اور جو کوئی ڈرا رب اپنے سے اور روکا ہو اُس نے جی کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اُس کا ٹھکانہ"(79 النزعت 41-40)

"یا یهالذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسو ولا یغتب بعضکم

ترجمہ "اے ایمان والو بچے رہو بہت تہمتیں کرنے سے بے شک بعض تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو

بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا الله ان الله تواب الرحیم"۔

پیچھے ایک دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو سو گھن آتا ہے تم کو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے"۔(49 الحجرات 11-12)

"ویل لکل همزة لمزة ن الذی جمع مالا و عدده یحسب ان ماله اخلده کلا لیبنذن فی الحطمه وما ادراک ما الحطمه نارالله الموقدة التی تطلع علی الافئدة انها علهیم موصده فی عمد ممدده" قرآن کریم

ترجمہ: "خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا کو رہے گا اس کے ساتھ کوئی نہیں وہ پھینکا جائے گا اس روندنے والی حطمہ میں اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دلوں کو ان کو اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں" (قرآن کریم 104 الھمزہ)

مقت

اوکاسا پبلیکیشنز اور ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کی کتابیں ملنے کے پتے

(۱). غوثیه کتاب خانه نواب آباد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

(۳).محمد مقصود ایوب جامع مسجد سلیمانیہ اسلامک سنٹر مین بازار نواب آباد واہ کینٹ.

(۴). شیخ اظہر محمود مدنی بک سنٹر پوسٹ آفس سٹریٹ اردو بازار راولپنڈی 051-5770339

(۵).سادات بکڈپو، خواجہ چوک مظفر آباد آزاد کشمیر.

(٦).عبدالکریم اعوان محکمہ مالیات چھتر سٹاپ نیو سیکرٹریٹ کمرہ نمبر ۱۰۹ مظفر آباد.

(۷).احمد بک کارپوریشن اردو بازار راولپنڈی

(۸).مکتبہ فیضان مدینہ، حنفیہ جامع مسجد سول بازار اٹک شہر.

(۹).حافظ بک سنٹر کامرہ گیٹ نمبر ۲، عالم مارکیٹ قطبہ موڑ کامرہ کینٹ

(۱۰). اسلام کتاب گھر میڈل فلور موتی محل چوک راولپنڈی051-5762681

(۱۱).ملک محبت حسین اعوان، چیرمین ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان ۵۰۸ یونی شاپنگ سنٹر عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی پوسٹ بکس نمبر ۸۸۳۵ کراچی

(۱۲).رفیہ دواخانہ، نزد آمنہ مسجد کری روڈ راولپنڈی

(۱۳).عنایت اللہ گلوبل سنٹر ائی ایس ایم انٹرنیشنل پبلک سکول گولڑہ موڑ گولڑہ روڈ راولپنڈی.

(۱۴). کلاسک بک سٹال (اپوزٹ یو بی ایل صدر) بروز اتوار راولپنڈی

(۱۵).طارق بکڈپو جناح مارکیٹ اردو بازار چکوال

(۱٦). ماسٹر بک سنٹر کوٹ ادو محلہ قاضیاں، چوک پہلوی کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

(۱۷). بک فاونڈیشن اسلام آباد

(۱۸). تشکیل بک ڈپو، سول بازار اٹک

(۱۹). دارالعلوم ریاض المدینہ وحدت کالونی کشمیر بازار گوجرانوالہ

(۲۰). مائی بکس، سکستھ روڈ دکان نمبر ۲، تاج محل پلازہ، راولپنڈی

(۲۱). شبیر برادرز، ۴۰ اردو بازار لاھور

(۲۲). کشمیر بک ڈپو، نزد سبزی منڈی چکوال.

(۲۳). نذیر بک ڈپو، مین بازار نوشہرہ وادی سون سکیسر خوشاب

(۲۴). رمبیل اعوان، پاکستان بکڈپو، ڈومیل ضلع بنوں تحصیل بنوں، ڈاک خانہ ڈومیل.

(۲۵). شوکت علوی مین دریا گلی مری کاشانہ حیدریہ نزد سنی بینک کامران فلیٹس مری.

(۲٦). ملک جاوید بشندور ضلع جھلم

(۲۷). انوار قمریہ، کتب خانہ سپر مارکیٹ اسلام آباد

(۲۸). محمد سلیمان اعوان اعوان ٹریڈرز کوھاٹ روڈ فتح جنگ

(۲۹). ملک منظور احمد تھٹہ ضلع چکوال

(۳۰). ذاکر حسین ایڈوکیٹ، کچھری سیالکوٹ چیمبرز نمبر ۱٦۱ ڈسٹرکٹ کورٹس سیالکوٹ

OQASA PUBLICATIONS

مکرمی و محترمی جناب ....

السلام علیکم

الحمد للہ۔ اوکاسا تنظیم اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اوکاسا پبلیکیشنز کا مقصد دنیا میں کتابوں کی سرکولیشن ہے۔ اس کے علاوہ فری پوسٹرز اور پمفلٹ کی سرکولیشن کا انتظام کرنا ہے۔ تاکہ امت مسلمہ اور دیگر اقوام میں مشن کے بارے میں شعور و آگہی پیدا کی جا سکے۔ اس کے علاوہ مختلف اداروں کی کتابیں بھی سیل کی جا رہی ہیں۔

اوکاسا پبلیکشنز پورے ملک میں اپنا نیٹ ورک تشکیل دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں آپ کی خدمات درکار ہیں۔ آپ اپنے علاقے میں اوکاسا کا ایک موزوں سنٹر منتخب کر کے ہمیں اطلاع دے دیں۔ سنٹر کوئی بھی بک شاپ، پی سی او، وغیرہ ہوسکتا ہے۔ جہاں سے عوام سے رابطہ رکھا جا سکے۔ فری سرکولیشن کی وجہ سے اس سنٹر کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ اور ہم ان کا حوالہ اپنی کتاب اور ویب سائٹ پر بھی دے دیا جائے گا۔ کتاب کو سنٹر تک پہچانا ہماری ذمہ داری ہوگی۔

آپ جلد از جلد اپنے علاقے میں سنٹر کا انتخاب کر کے ہمیں بذریعہ خط، ٹیلیفون یا ای میل اطلاع کر دیں۔ تاکہ نمائندہ بھیج کر حتمی معاملات طے کئے جاسکیں۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں گا۔

رضوان یوسف منیجر اوکاسا پبلیکشنز

غوثیہ کتب خانہ، مین بازار نواب آباد واہ کینٹ (۲) قائداعظم سٹریٹ نواب آباد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

RIZWANOQASA@GMAIL.CO

03009847582

نام کتاب: ''ایٹمی جہنم بجھانے والا قرانی فارمولا'' تحریر: علامہ محمد یوسف جبریل قیمت: 30 روپے۔ اس کتاب میں مصنف نے قران حکیم کی ایٹمی عمل کی تشریح دنیا کے مشہور سائنس دانوں کو بھیجی۔ سائنس دانوں کا اس بارے میں کیا ردعمل تھا اس کی تفصیل، ایٹمی عمل کی قرانی تشریح کا مکمل خاکہ،، جدید بیکنی اٹامزم کی قرانی تشریح، ایٹمی جہنم بجھانے والا قرانی فارمولا۔ ایٹمی قیامت وغیرہ پر مکمل عالمانہ بحث کی گئی ہے۔

نام کتاب: ''قران حکیم اللہ کی الہامی کتاب نہیں'' قیمت: پانچ روپے۔ معروف زمانہ یہودی مستشرق اینی میری شمل اور علامہ محمد یوسف جبریل کے درمیان قران حکیم کے اس اہم موضوع پر یادگار رمذاکرے یا مناظرے کی تفصیل و روئیداد اس کتابچے میں تحریر کی گئی ہے۔

نام کتاب: '' بیکن، دجال، علامہ اقبال، امام مہدی، ابراہیم علیہ السلام، اور ایٹمی جہنم '' (فلسفیاتی نظریات کا تقابلی مطالعہ) تحریر: علامہ محمد یوسف جبریل۔ قیمت 20 روپے۔ اس چھوٹے سے کتابچے میں علامہ صاحب نے بیکنی فلسفے، بیکنی ترقی، اور بیکن کے فلسفے کی ناکامی کی وجوہات، دجال، بیکنی تباہی سے نجات کا طریقہ، برٹرینڈ رسل کی انسانیت کو ایٹمی تباہی سے بچانے کی ناکامی، حضرت محمد اقبال اور حضرت امام مہدی کا ظہور، علامہ یوسف جبریل کا ابراہیمی مشن، اس سلسلے میں مسلمانوں سے التماس اور ان کی ذمہ داریوں پر بحث کی گئی ہے۔

نام کتاب: ''طب یونانی سے ہومیو پیتھی تک'' تحریر: علامہ یوسف جبریل
ناشر۔ طیب ہومیو پیتھک میڈکل سٹور انوار چوک واہ کینٹ ضلع راولپنڈی پاکستان فون نمبر 0596/536333 قیمت 10 روپے

''طب یونانی سے ہومیو پیتھی تک'' کا کتابچہ ہومیو پیتھک کا تاریخی اور تدریجی ارتقاء، پر مختصر بحث ہے۔ طب کی تاریخ کی آخری طب جسے ہومیو پیتھی کا نام دیا گیا ہے۔ اور جو یونانی طب کے علاج بالضد کے برخلاف علاج بالمثل کا طریقہ کار پیش کرتی ہے۔ جرمنی کے ڈاکٹر ہانمن نے اسے ایجاد کیا۔ اور اسے ہومیو پیتھک کا نام دیا، اس کتابچے میں ہومیو پیتھی کا مطالعہ علامہ صاحب نے ایٹمی حوالے سے کیا ہے۔

نام کتاب: ''قدیم وجدید اٹامزم اور سائنس کی مثلث'' تحریر علامہ محمد یوسف جبریل قیمت 20 روپے۔ اس کتاب میں علامہ صاحب نے قدیم وجدید اٹامزم اور سائنس کی مثلث کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اٹامزم ہمزہ، لمزہ کلچر کی حقیقت اس دور میں اور جدید فلسفہ اور جدید فلسفہ اٹامزم کے بنیادی نکات پر بحث کی ہے۔ کتاب میں نظریہ پاکستان کو تقویت دینے والے عوامل کے مصنف پروفیسر سید ضیا اللہ ضیا کے مضمون پر بحث کی گئی ہے۔

نام کتاب: ''علوی اعوان قبیلہ مختصر تعارف'' تحریر علامہ یوسف جبریل قیمت پچاس روپے

اس کتاب میں اعوان قبیلے کا تاریخی پس منظر، قبیلے کی مادی ضروریات، تاریخ علوی نہ لکھنے کی وجوہات، ابوالقاسم محمد حنفیہ، اعوان فرنگیوں کے نرغے میں، علوی قبیلہ اور مشائخ عظام، روحانی شخصیات، وادی سون، تاریخ علوی اعوان پر تبصرہ وغیرہ شامل ہیں۔ اعوان قبیلے کے بارے میں مختصر جائزہ موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

نام کتاب: ''جہاد کے اخلاقی اصول'' (جہاد بالسیف) نکات وہدایات وروایات

تحریر: علامہ یوسف جبریل پبلشر: مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور

قیمت ستر روپے

اس کتاب میں جہاد کے موضوع پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ جہاد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے جنگی کرشموں کی چند جھلکیاں، مسلمانان ماضی کے علمی اور اخلاقی کارنامے اسلامی جنگوں کے دلچسپ تذکرے، شامل ہیں۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی زبوں حالی کی وجوہات اور اسلامی فوج کے اخلاق وکردار اور ڈسپلن کی اہمیت پر موثر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نقرغیور: اس میں علامہ یوسف جبریل کی اپنی کہانی تحریر ہے۔ قیمت پچاس روپے

اسلامی بم۔ تحریر علامہ یوسف جبریل قیمت پچاس روپے

خطمہ (قران حکیم کی سورۃ الھمزہ کی تفسیر) قیمت سو روپے

نظریہ پاکستان کی اہمیت۔ منگوانے کا پتہ محمد اقبال انوار چوک واہ کینٹ ضلع راولپنڈی) فری

نالہ جبریل (زیر طبع)

جنگ

(۳۳) اسلامی کتب خانہ، مرکزی جامع مسجد گیٹ راجہ بازار راولپنڈی

(۳۴) علوی بک بینک، فرید احمد اعوان، شاپ نمبر ۴، عمر پلازہ، ۷۶ ویسٹ فـ سکوسویٹ، بلیو ایریا، اسلام آباد

تمت بالخیر

Anti Materialism Scientific
OQASA
http://www.oqasa.org

حُطمہ

ایٹمی جہنم کی قرآنی اور سائنسی تفسیر

علامہ محمد یوسف جبریل

OQASA

Q
297.1228
ج 231 خ
89655